چڑیلوں کی ملکہ

اے حمید

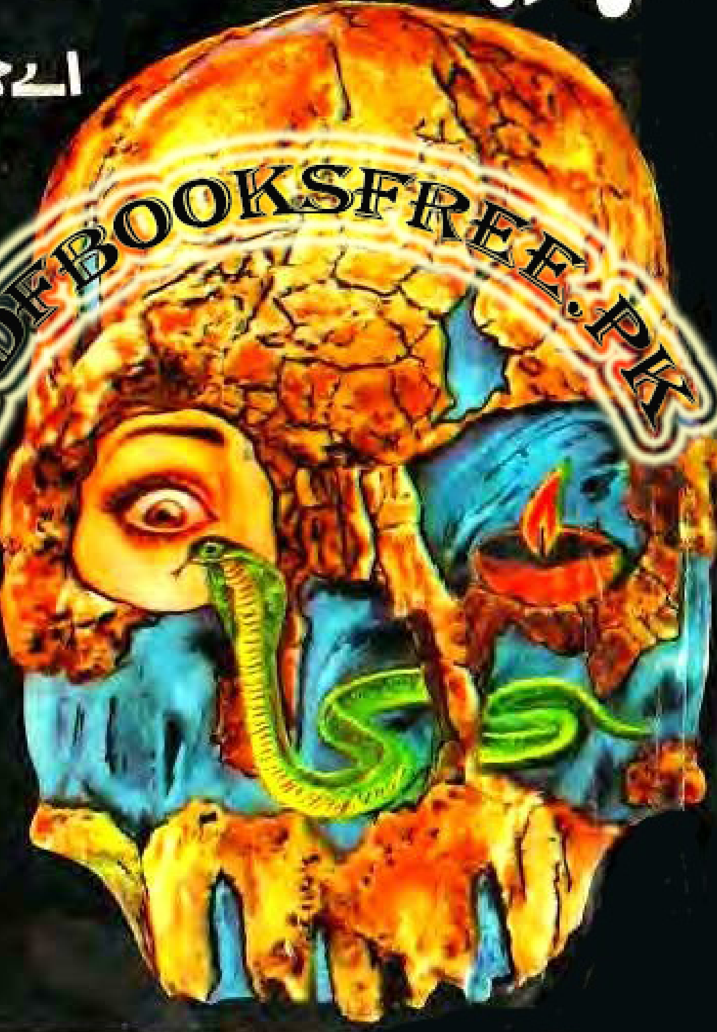

PDFBOOKSFREE.PK

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی

کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

چڑیلوں کی ملکہ

اے حمید

قوس پبلی کیشنز

۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت -/[redacted] روپے

ناشر: مبارک انور، قوسں پبلی کیشنز، لاہور

طابع: ایک دائی پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

آپ میرے اس سلسلہ کو جس ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں اس کا اظہار روزانہ میرے نام آنے والے ڈھیروں خطوط سے ہو سکتا ہے۔ آپ کی طرف سے ہمیشہ یہ مطالبہ ہوتا رہتا ہے کہ ناول کے صفحات بڑھائے جائیں اور میں اپنی طرف سے پوری پوری کوشش کرتا ہوں کہ آپ کا مطالبہ پورا کرسکوں۔

اس سے پہلے آپ عنبر ناگ ماریا سلسلہ کا سلور جوبلی نمبر ۹۹ سیڑھیوں کا راز پڑھ چکے ہیں اور اس کے بعد میں نے آپ کے لئے "قبر کی دُلہن" لکھی اور اب "چڑیلوں کے ملک" خاص نمبر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے امید ہے یہ بھی آپ کو پہلے ناولوں سے زیادہ دلچسپ لگے گا۔

لیجئے اب آپ کہانی پڑھنا شروع کریں اور اس کے بعد مجھے پیارا سا خط لکھیں۔

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

فہرست

○ کفن پوش زندہ مُردہ
○ ویران محل
○ ناگ مرگھٹ میں
○ گنجا حکیم
○ کلاوتی دیوی کے سانپ
○ کاہن کا سایہ
○ پُراسرار آواز
○ مقدس ٹڈے کی پجارن
○ مکّار ہاتھی
○ عنبر اُڑنے لگا
○ ماریا پھنس گئی
○ ویران جزیرے کا ہیکل
○ جزیرے کا خوفناک سانپ
○ کچھوؤں کا حملہ
○ ناگ بھون
○ جنگل کا بھوت
○ دیا بجھ گیا
○ ماریا امریکہ میں

کفن پوش زندہ مُردہ

چڑیلوں کی ملکہ کے سر پر بیٹھے منحوس اُلّو کے منہ سے سہمی ہوئی چیخ نکلی۔ پھر ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ کوزہ پشت شیطان ایک کونے میں سے اچھل کر اپنے مجسمے کے پاس آ کھڑا ہوا۔ مجسمے کی حرکت بند ہو گئی۔ چڑیلوں کی ملکہ نے شیطان کو دیکھا تو خوشی سے دونوں ہاتھ سینے پر مارے۔ کئی فٹ اچھلی اور چلاّئی۔

"اے شیطان۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ دنیا میں بدی پھولے پھلے۔ آج مجھے یہ مشن آگے بڑھانے کے لئے تیری ضرورت ہے۔ میری مدد کر۔ شیطان۔ شیطان زندہ باد۔"

شیطان بڑے خوفناک انداز میں ہنسا۔ اس نے خرخراتی آواز میں کہا۔

"تو چڑیلوں کی ملکہ ہے۔ بول مجھ سے کیا چاہتی ہے۔ میں تیری ہر خواہش پوری کروں گا۔ میں اپنے خاص پجاریوں کی کوئی خواہش رد نہیں کرتا۔ بول جلدی بول۔"

چڑیلوں کی ملکہ نے جھک کر کہا۔

"تیرا شکریہ۔ میں تین انسانوں کے مقابلے کے لئے تجھ سے بدی کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طاقتیں مانگتی ہوں۔"

شیطان کی مکروہ شکل اور بھی مکروہ ہو گئی۔ اس نے دُم لہرا کر خرخراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"اے چڑیلوں کی ملکہ۔ کیا تیری طاقت تین انسانوں کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔"

چڑیلوں کی ملکہ نے کہا۔

"شیطانِ اعظم۔ وہ پُراسرار طاقتوں کے مالک ہیں۔ انہوں نے ایک بار مجھے شکست دے دی ہے۔"

کوزہ پشت شیطان بڑے غضب ناک انداز میں چلّایا۔

"میری ساری طاقتیں تیرے لئے ہیں۔ جا انہیں لے جا اور ان انسانوں کو فنا کردے۔ فنا کردے۔"

شیطان نے کچھ بڑبڑا کر پھونک ماری۔ اچانک کمرے میں لمبے دانتوں والی بھیانک بھتنیوں کی ایک قطار نمودار ہوئی۔ وہ سب خون پیتی ہوئی چلّا رہی تھیں۔ ناچ رہی تھیں ان سب نے جھک کر کہا۔

"آقا۔ کیا حکم ہے ہمارے لئے۔"

شیطان چڑیلوں کی ملکہ سے مخاطب ہو کر بولا۔

"آج سے میں انہیں تیری تحویل میں دیتا ہوں۔ ان سے جو چاہے کام لے۔ یہ انسانوں کا خون پیتی اور ہڈیاں چبا جاتی ہیں۔"

شیطان نے دوبارہ پھونک ماری۔

کمرے میں اُلٹے پیروں والی چڑیلیں آ گئیں۔ ان کے بعد بندر کی شکل والا ہنومان خوخیاتا ہوا آیا۔ جو ایک بڑے بچھو کا خون چوستا ہوا قہقہے لگا رہا تھا۔ ایک کے بعد ایک نئی عفریت آتی گئی۔ مگرمچھ جادوگر بھی آ گیا۔

پھر شیطان نے کہا۔

"ملکہ چڑیل۔ اب میں اپنا خاص چیلا تیرے حوالے کرتا ہوں۔"

شیطان نے ایک کونے میں پھونک ماری۔ فوراً ہی ایک مکڑا پیدا ہوا جس نے اپنی پتلی پتلی ٹانگوں میں ایک انسانی سر دبوچ رکھا تھا۔ وہ چلتا ہوا دوسری دیوار میں پہنچ کر غائب ہو گیا۔ اس کے غائب ہوتے ہی کمرے میں ایک بھیانک قہقہہ گونجا اور چھت میں سے ایک مردہ چھلانگ لگا کر نیچے آیا۔

کمرے میں مشک کافور کی تیز بُو پھیل گئی تھی۔ مردے کا کفن جگہ جگہ سے داغدار تھا۔ خون کے بڑے بڑے تازہ دھبے۔ ایک آنکھ صحیح اور دوسری میں ایک شعلہ ناچ رہا تھا۔ اس کے بائیں رخسار کا گوشت ادھڑا ہوا تھا اور وہاں ایک کوڑیالا سانپ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ سانپ بڑے خوف ناک انداز میں شوکر مار رہا تھا۔ اس کی پھنکاروں سے کمرہ گونج رہا تھا۔ شیطان بڑے غور سے مُردے کی طرف دیکھ رہا تھا۔

کفن پوش قدہ مُردے کا جبڑا بڑے ہولناک انداز میں کڑکڑایا۔ اس کے منہ سے سانپ کی پھنکار کے مشابہ آواز نکلی جو کہہ رہی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرے آقا شیطان۔ تیرا غلام حاضر ہے حکم کر"
کوزہ پشت شیطان اپنی جگہ سے اُچھل کر چنگھاڑا۔

"اے کفن پوش مُردے۔ آج سے میں تجھے چڑیلوں کی ملکہ کی تحویل میں دیتا ہوں۔ یہ تجھے جو حکم دے اسے پورا کرنا۔"

مُردے کے دائیں پھٹے ہوئے رخسار سے باہر نکلے سانپ نے پھن پھیلا کر بڑی خوفناک شوکر ماری۔ کفن پوش مُردے نے سانپ کا پھن پکڑ کر چوما اور نصف جھک کر بولا۔

"آقا۔ میں اس حکم کی تعمیل کروں گا۔ اے چڑیلوں کی ملکہ میں تیرا خادم ہوں۔"

چڑیلوں کی ملکہ خوشی سے نہال ہو گئی۔ اس کے سرخ ڈیلے گھومنے لگے۔ اور زبان باہر کو لٹک آئی۔ اس نے شیطان کو سجدہ کیا اور پھڑکتی ہوئی بولی

"آقا میں تیری شکر گزار ہوں۔ یہ عفریتیں اب میری ساتھی ہیں۔ میں اپنے دشمنوں عنبر ناگ اور ماریا سے بھیانک انتقام لوں گی۔"

شیطان نے اپنی دم پکڑ کر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو میں نے تجھے ایک اور تحفہ دینا ہے۔ ایک اور آفت تیرے سپرد کرنی ہے۔ جو ان تمام آفتوں پر بھاری ہے۔"

چڑیلوں کی ملکہ کے گھومتے ڈیلے ساکت ہو گئے۔ اس نے کہا۔

"میرے آقا۔ وہ کون ہے؟"

شیطان نے بڑا زوردار قہقہہ لگایا۔ یوں لگا جیسے سینکڑوں بدروحیں

سینہ پیٹ پیٹ کر بین کر رہی ہوں۔ شیطان نے کمرے کے سامنے کی دیوار پر زور سے پھونک ماری۔ ایک دھماکے کے ساتھ دیوار پھٹ گئی اور ایک زینہ نظر آنے لگا جو نیچے کو جا رہا تھا۔

چڑیلوں کی ملکہ نے حیرانگی سے شیطان کی طرف دیکھا۔ شیطان نے کہا۔

"اے میرے بدی کے ساتھیو۔ آؤ میرے ساتھ آؤ۔"

یہ کہہ کر کوزہ پشت شیطان پھدکتا ہوا زینہ اُترنے لگا۔ وہ اس وقت ایک مکروہ مینڈک کی مانند لگ رہا تھا۔ زینہ کافی گہرائی تک چلا گیا تھا۔ زینے کے اختتام پر ایک کوٹھڑی تھی۔ اس کی چھت کالی تھی۔ دیواروں پر کالا رنگ تھا۔ ایک طرف اُلو کی اوندھی کھوپڑی پر دو موٹی موم بتیاں جل رہی تھیں۔ موم بتیوں کی روشنی سیاہ دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر بڑی مشکل سے اندھیرا دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

کوٹھڑی کے عین وسط میں کالے سنگ مرمر سے بنی ایک میز پڑی تھی۔ جس پر ایک کم عمر لڑکا بندھا ہوا تھا جو بے ہوش تھا۔ ماحول پر عجیب سی پُراسراریت چھائی ہوئی تھی۔ موم بتیوں کی کمزور روشنی میں شیطان کا مکروہ چہرہ اور بھی ڈراؤنا سا ہو گیا تھا۔

کالے سنگِ مرمر کی میز کے ارد گرد کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ہر ایک چاقو پڑا تھا۔ چاقوؤں کے ساتھ ہی سیاہ رومال پڑے تھے۔

شیطان اپنے چیلوں سمیت کرسیوں پر بیٹھ گیا۔ چڑیلوں کی ملکہ اور کفن پوش زندہ مُردہ اس کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے چاقو اپنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہاتھ میں تھام رکھے تھے۔

شیطان اپنی کرسی سے اُٹھ کر پھدکا اور میز پر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں چاقو چمک رہا تھا۔ شیطان نے ایک بھیانک چیخ ماری اور چاقو لڑکے کے سینے میں گھونپ دیا۔ ایک دلخراش چیخ لڑکے کے حلق سے نکل کر کوٹھڑی کی پُراسرار فضاؤں میں گم ہو گئی۔ لڑکا زور سے تڑپا اور ساکت ہو گیا۔ اس کے سینے سے خون کا ایک چشمہ سا اُبل پڑا تھا۔ شیطان نے ایک جھٹکے سے لڑکے کی گردن توڑ دی۔ اس کے ہونٹ اوپر چڑھ گئے اور دانت باہر نکل آئے۔

شیطان دانت کٹکٹاتے ہوئے اپنا جبڑہ لڑکے کی گردن پر رکھ کر خون پینے لگا۔ خون کے قطرے اس کی باچھوں سے بہہ رہے تھے۔ ساری چڑیلیں اور عفریتیں بڑی بے چینی سے شیطان کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ شیطان نے خون پینے کے بعد لڑکے کے پیٹ میں چاقو مار کر پیٹ چاک کیا اور پسلیوں میں ہاتھ ڈال کر اس کا دل باہر کھینچ لیا۔ دل کے ساتھ کچھ رگیں بھی باہر آ گئیں جنہیں شیطان نے دانتوں سے کاٹ ڈالا۔

دل کو اپنی مٹھی میں دبوچے شیطان میز سے اُتر آیا۔ اس نے چھت کی طرف منہ اٹھا کر ہولناک چیخ ماری۔ اس کے منہ سے سُرخ شعلہ نکل کر چھت سے ٹکرایا۔ اس کے ساتھ ہی زبردست دھماکہ ہوا۔ کوٹھڑی میں یکلخت بڑی تیز روشنی پھیلی اور اگلے ہی لمحے شیطان کے پاس ایک بھتنی کھڑی تھی۔ بھتنی نے خرخراتی آواز میں کہا۔

"اے شیطان۔ تُو نے مجھے بلایا۔ میں آ گئی۔ لا میری بھینٹ کہاں ہے؟"

شیطان نے لڑکے کے دل کو چاقو سے چیرا اور اس کا ایک ٹکڑا بھتنی کے منہ میں دے دیا۔ بھتنی اسے بڑے مزے سے کھا گئی۔

شیطان نے کہا۔ "اے آفت بھتنی۔ اب اپنے اصل روپ میں آ جا۔"

اچانک بھتنی کا جسم سکڑنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ انسانی انگلی جتنی ہو گئی۔ شیطان نے اسے اپنے ہاتھ پر بٹھا لیا اور چڑیلوں کی ملکہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"یہ آفت بھتنی ہے۔ یہ انسان کے بالوں میں بیٹھ کر اس کے دماغ پر قبضہ کر لیتی ہے اور جو حکم دے انسان وہی کرتا ہے۔ اس کے اندر یہ طاقت بھی ہے کہ کوئی جادو اس پر اثر نہیں کرتا۔ اس کی جان زمین کی چوتھی تہہ کے اندر موجود طلسمی پتلے میں ہے جب تک وہ پتلا صحیح ہے اسے کوئی نہیں مار سکتا۔"

چڑیلوں کی ملکہ کے سارے پیلے خون آلود دانت باہر نکل آئے۔ اس کے سر پر بیٹھے اُلو نے اس طرح چیخ ماری جیسے خوشی کا اظہار کر رہا ہو۔ اب شیطان نے اپنے چاقو سے دل کے ٹکڑے کیے اور سب سے بڑا ٹکڑا کفن پوش زندہ مُردے کو دیا۔ مُردے کی ایک آنکھ کا شعلہ بڑی تیزی سے بھڑکا۔ اس کے پھٹے رخسار سے نکلے سانپ نے ٹکڑے پر زور سے ڈس لیا۔ ٹکڑا ایک دم سیاہ پڑ گیا۔ مُردے نے قہقہہ لگایا اور ٹکڑا منہ میں ڈال کر سانپ کو چومنے کے بعد بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اے چڑیل ملکہ۔ بول میں کیا کروں۔؟"

چڑیلوں کی ملکہ شیطان کی طرف گھومی اور بولی۔

"میرے آقا۔ مجھے بتا کہ میرے دشمن کہاں ہیں۔ میں اُن کو فنا کردوں گی۔"

شیطان، مگرمچھ جادوگر کی طرف مڑا جو ایک کرسی پر بیٹھا گوشت جھنجوڑ جھنجوڑ کر کھا رہا تھا۔ شیطان نے کہا۔

"مگرمچھ جادوگر۔ اپنا جادوئی شیشہ نکال اور معلوم کر کہ عنبر، ناگ، ماریا کہاں کہاں ہیں؟"

مگرمچھ جادوگر نے اپنی دُم زور سے زمین پر ماری اور جیب سے شیشہ نکال کر چنگھاڑا۔

"اکڑ بکڑ بمبے بو۔ اسی نوے پورے سو۔ بتا اے جادوئی شیشے میرے دشمن کہاں ہیں؟"

شیشے پر بجلیاں سی کوندنے لگیں پھر الفاظ نمودار ہوئے۔

"وہ اس وقت ہندوستان کے شہر نگرکوٹ کے قریب موجود ہیں۔"

مگرمچھ جادوگر نے شیشہ اٹھا کر جیب میں رکھ لیا اور شیطان کی طرف مڑ کر اُچھلتے ہوئے چلایا۔

"عنبر نے میری سمندری سلطنت تباہ کردی۔ میرا مقدس مندر برباد ہوگیا اور میری خاص پجارن ماری گئی۔ میں اسے دس بار اپنے ہاتھوں سے ماروں گا۔ تب میرے دل کو سکون ملے گا۔"

شیطان جواب میں زور سے ہنسا اور اپنی دم گھماتے ہوئے کہنے لگا۔

"ایسا ہی ہوگا۔ اب تم سب ہندوستان روانہ ہو جاؤ۔ جاؤ اور اپنا اپنا انتقام لو۔ میری ساری بدی کی طاقتیں تمہارے ساتھ ہیں۔ جب بھی تمہیں میری مدد کی ضرورت پڑے مجھے آواز دے لینا۔"

چڑیلوں کی ملکہ، کفن پوش زندہ مردہ، آفت بھوتنی، مگرمچھ جادوگر اور ساری عفریتیں چیختی چنگھاڑتی اس میز پر پڑی لاش پر ٹوٹ پڑیں اور اپنے چاقوؤں سے گوشت کاٹ کاٹ کر کھانے لگیں۔ شیطان ایک طرف کھڑا کچھ سوچ رہا تھا۔ پھر یہ شیطانی ٹولہ ہندوستان کی طرف روانہ ہوگیا۔

O

اب ہم ہندوستان عنبر، ناگ اور ماریا کے پاس چلتے ہیں۔

وہ تینوں نگرکوٹ کی ایک سرائے میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ نگرکوٹ پر اب مسلمانوں کی حکومت تھی۔ ناگ اور عنبر سرائے میں موجود تھے۔ جبکہ ماریا باہر گھومنے پھرنے نکل آئی تھی۔ شام کا وقت تھا۔ بازاروں میں سپاہی گشت کر رہے تھے۔ در و دیوار سے اداسی اور ویرانی ٹپک رہی تھی۔ ماریا سرائے سے کافی دُور نکل آئی۔

ماریا ایک تنگ و تاریک گلی میں آگئی۔ اس گلی کے دونوں طرف مکان بنے ہوئے تھے۔ ان میں سے اکثر مکان خالی تھے۔ ان کے ہندو مالک چھوڑ کر بھاگ چکے تھے۔ ماریا گلی سے گزر رہی تھی کہ ایک پرانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مکان سے رونے کی آواز آئی ۔ آواز کسی عورت کی تھی جو بڑے درد ناک انداز میں رو رہی تھی ۔

ماریا رک گئی اس نے ایک نظر مکان پر ڈالی اور شعاع کی طرح دیوار سے گزر کر اندر آ گئی ۔ اس نے دیکھا ایک خوب صورت ہندو عورت بھگوان کی مورتی کے آگے جھکی رو رہی ہے وہ کہہ رہی تھی ۔

"اے بھگوان ۔ میرا بیٹا مجھ سے ملا دے ۔ ورنہ میں روتے روتے جان دے دوں گی ۔۔۔ آہ میرا بیٹا دلیپ "

ماریا کو اس عورت پر بڑا ترس آیا ۔ وہ اس کے پاس آ گئی اور جھک کر عورت کے کان میں بولی ۔

"رو و مت ۔ تمہاری فریاد مجھے آسمانوں سے زمین پر لے آئی ہے ۔ میں تمہاری مدد کے لئے آئی ہوں "

ہندو عورت نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا ۔ غیبی آواز سن کر اس کی آنکھیں پھیل گئیں ۔ ہونٹ لرزنے لگے وہ گھبرائی ہوئی نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگی ۔ ماریا نے اسے تسلی دینے کی خاطر کہا ۔

"گھبراؤ نہیں ۔ میں درگا دیوی کی بہن ہوں ۔ تم مجھے دیکھ نہیں سکتیں بتاؤ تمہارا بیٹا کہاں ہے ؟"

"درگا دیوی کی بہن تمہیں تو سب کچھ معلوم ہوگا مجھ سے کیا پوچھتی ہو"

اب ماریا اسے کیسے سمجھاتی کہ وہ بھی اس کی طرح عام عورت ہے اور جادو کے اثر سے غائب ہے ۔ درگا دیوی کی بہن کا تو اس نے

اس لئے کہا تھا کہ ہندو عورت کو تسلی ہو جائے ۔ وہ بولی ۔

"سوال مت کرو ۔ جو میں کہہ رہی ہوں اس کا جواب دو ۔"

ہندو عورت نے کہا ۔

"اے درگا دیوی کی بہن ۔ یہاں سے کچھ فاصلے پر ویران محل ہے کہتے ہیں اس میں بدروحیں رہتی ہیں ۔ میرا بیٹا دلیپ کھیلتا ہوا اس ویران محل میں چلا گیا اور نہ جانے کہاں گم ہو گیا ۔ اس کے ساتھی لڑکے تو واپس آ گئے مگر اس کا کچھ پتہ نہیں چلا ۔ میں بدنصیب نے اسے بڑا ڈھونڈا مگر دلیپ نہیں ملا ۔"

ہندو عورت یہ کہہ کر سسکیاں بھرتی ہوئی رونے لگی ۔ ماریا نے فیصلہ کیا کہ وہ اس ہندو عورت کی مدد کرے گی ۔ اس نے کہا ۔

"رونے سے کچھ حاصل نہ ہوگا ۔ حوصلہ رکھو میں تمہارے بیٹے کو ڈھونڈ کر لاتی ہوں ۔"

ماریا مکان سے نکل آئی ۔ شام گہری ہو رہی تھی اور اندھیرا چھانے لگا تھا ۔ وہ ویران محل کی طرف روانہ ہو گئی ۔ اب وہ اچھل اچھل کر اڑتی ہوا میں تیرتی چلی جا رہی تھی ۔ ماریا ایک فرلانگ سے زیادہ نہیں اڑ سکتی تھی ۔ اس کے بعد اسے پھر زمین پر اترنا پڑتا تھا ۔ کچھ چلتی اور کچھ اڑتی ہوئی ماریا ویران محل کے سامنے پہنچ گئی ۔

یہ ویران محل ایک پرانے قبرستان کے عقب میں واقع تھا ۔ ویران محل کی عمارت بہت شکستہ ہو رہی تھی ۔ اس کے بڑے دروازے کے دونوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پٹ نائب تھے اور دیواروں سے جنگلی بیلیں لپٹی ہوئی تھیں۔ ماریا ٹوٹے ہوئے دروازے سے اندر آگئی۔ ہر طرف گہری خاموشی اور عجیب سی نحوست چھائی ہوئی تھی۔

ماریا ڈیوڑھی سے گزر کر ہال میں آگئی۔ یہاں دیواروں پر پرانے ہندو بادشاہوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں جن کے رنگ اُڑ چکے تھے۔ گول ستون ہال کی چھت کو سہارا دیئے ہوئے تھے۔ ہال سے آگے ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس سے گزر کر کمروں کی لائن آجاتی تھی۔ ان کمروں کے دروازے ٹوٹ پھوٹ گئے تھے۔ کنڈوں پر زنگ لگا ہوا تھا۔

کمروں کے سامنے سے گزرتی ہوئی ماریا ایک چھوٹے پرانے دیمک کھائی لکڑی کے دروازے پر پہنچی۔ اس نے دروازے کو دھکا دیا تو چرچراہٹ کے ساتھ دروازہ کھل گیا باہر باغ تھا جس میں جگہ جگہ گھاس اُگی ہوئی تھی اس باغ کے درخت بڑے عجیب تھے۔ لمبی لمبی زمین کو چھوتی شاخوں والے ٹیڑھے میڑھے درخت۔

ماریا باغ میں آگئی۔ ویران محل واقعی ویران پڑا تھا۔ باغ کے ایک طرف درختوں میں گھری پرانی بارہ دری تھی۔ ماریا اس طرف بڑھی اچانک ماریا کو یوں لگا جیسے زمین اس کے پاؤں تلے سے سرک گئی ہے۔ وہ قلابازیاں کھاتی نیچے گرنے لگی۔

ویران محل

ماریا گڑھے میں گر گئی تھی۔

یہ قدرتی گڑھا نہیں تھا اسے کھودا گیا تھا۔ اور اس کے اوپر بانس اور گھاس کا چھپر رکھ دیا گیا تھا۔ تاکہ کوئی ادھر آئے تو گڑھے میں گر جائے ماریا کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔ لاعلمی میں اس کا پاؤں گھاس کے چھپر پر پڑ گیا تھا اور وہ گڑھے میں گر گئی تھی۔

ماریا نے اُڑ کر گڑھے سے باہر آنا چاہا مگر ناکام رہی۔ گڑھا نیچے سے کافی کھلا تھا۔ گھاس کا ٹوٹا ہوا چھپر اس کے پاس ہی پڑا تھا۔ ابھی ماریا گڑھے سے نکلنے کی ترکیب سوچ رہی تھی کہ اس نے کچھ لوگوں کی آوازیں سنیں ماریا نے کان ادھر لگا دیئے۔ آوازیں قریب آ گئیں پھر ایک شخص نے گڑھے کے کنارے پر کھڑے ہو کر اندر جھانکا

یہ کوئی پنڈت تھا۔ اس کا سر منڈا ہوا تھا اور چٹیا ہوا سے لہرا رہی تھی۔ پنڈت کے ہاتھ میں ایک مشعل تھی جس کی روشنی گڑھے میں آ رہی تھی۔ پنڈت نے سر گھما کر کہا۔

"ارے گڑھے میں تو کوئی بھی نہیں ہے!"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا"، ایک دوسری آواز آئی۔ "چھپر کس طرح گر گیا۔"

اس کے ساتھ ہی ایک اور چہرہ نظر آیا یہ کوئی حبشی تھا۔ گھونگریلے بالوں والے اس حبشی کے کانوں میں بڑے بڑے مُندرے پڑے ہوئے تھے۔ کندھے سے ایک رسّہ لٹک رہا تھا۔ اس نے پنڈت سے مشعل لے کر ادھر ادھر روشنی ڈالی مگر ماریا تو انہیں نظر آ نہیں سکتی تھی وہ تو غائب حالت میں تھی حبشی نے حیرت سے سر کھجایا اور کہا۔

"کمال ہے گڑھا تو بالکل خالی ہے۔ چھپر درمیان میں سے ٹوٹا ہوا ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔"

پنڈت نے کہا۔

"چھپر صحیح طرح نہیں رکھا گیا ہو گا۔ اس لئے خود ہی گر گیا اور گرنے سے ٹوٹ گیا۔"

حبشی نے کوئی جواب نہ دیا، احمقوں کی طرح سر ہلا کر رہ گیا۔

پنڈت نے کہا۔

"اب نیا چھپر بنا کر اس گڑھے پر رکھنا پڑے گا۔"

حبشی بولا۔

"نہیں نہیں۔ اس کی کیا ضرورت ہے میں ابھی رسّے کی مدد سے گڑھے میں اُتر کر اس چھپر کو باہر نکال لیتا ہوں۔ اسے ہی مرمت کر لیں گے"

ماریا خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ اس کے دل میں امید پیدا ہوئی کہ اگر رسّہ نیچے پھینکا گیا تو وہ بھی رسّہ پکڑ کر باہر نکل آئے گی۔

ساتھ ہی وہ سوچ رہی تھی کہ یہ پنڈت اور حبشی کون ہیں؟ انہوں نے ویران محل میں یہ گڑھے کیوں کھود رکھے ہیں۔؟ حبشی نے اپنے کندھے سے لٹکتا رسّہ اتارا اور ایک درخت سے باندھ کر گڑھے میں لٹکا دیا۔ اور رسّے کے ساتھ لٹک کر گڑھے میں اُترنے لگا۔

ماریا ایک طرف ہو گئی۔ حبشی نے گڑھے میں آ کر چھپر کو رسّے سے باندھا اور چلّایا۔

"اسے باہر کھینچ لو۔"

پنڈت نے رسّہ کھینچنا شروع کر دیا۔ ماریا کے لئے گڑھے سے نکلنے کا یہ سنہری موقع تھا۔ اس نے پھرتی سے رسّے کو تھام لیا۔ پنڈت کے ہاتھوں کو ایک جھٹکا سا لگا اور وزن بڑھ گیا۔ اس نے جھک کر دیکھا۔ چھپر اسی طرح تھا مگر وزنی ہو گیا تھا۔ پنڈت بے چارے کو کیا خبر تھی کہ وہ ماریا کو بھی باہر کھینچ رہا ہے۔

ماریا رسّے کے ساتھ باہر آ گئی اور ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ پنڈت نے چھپر کھول کر رسّہ پھر گڑھے میں پھینک دیا اور حبشی بھی باہر آ گیا۔

دونوں نے چھپر سے گڑھے کے منہ کو ڈھانپ دیا اور جہاں سے چھپر ٹوٹ گیا تھا وہاں گھاس ڈال دی اور بارہ دری کی طرف چل دیئے۔ ماریا ان کے پیچھے پیچھے تھی۔ بارہ دری میں ایک قبر بنی ہوئی تھی جو ٹوٹ پھوٹ چکی تھی۔ پنڈت نے قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر کوئی منتر پڑھا اور زور دار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چھونک ماری تو زبردست گڑگڑاہٹ کے ساتھ قبر اپنی جگہ سے کھسک گئی اور وہاں ایک چوکور سوراخ بن گیا۔ جس میں سیڑھیاں نیچے کو جارہی تھیں سامنے ہی ایک کافوری چراغ روشن تھا۔ حبشی اور پنڈت سیڑھیاں اُترنے لگے۔ ماریا بھی لپک کر ان کے پیچھے آگئی۔ سیڑھیاں اترنے کے بعد ایک چھوٹی سی سرنگ تھی۔ پنڈت اور حبشی چلتے ہوئے ایک حجرے میں آگئے۔ یہاں تخت پر ایک کالا بھجنگ موٹا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک انگیٹھی پڑی تھی جس میں سے شعلے اُٹھ رہے تھے۔ پاس ہی ایک چھوٹا سا بکرا بندھا ہوا تھا۔ ماریا نے دیکھا کہ بکرے کی آنکھیں بالکل انسانوں ایسی ہیں۔

یہ شیو پنڈت تھا۔ ایک ظالم جادوگر۔ اس نے محل کے نیچے اپنا اڈہ بنا رکھا تھا اور اپنی جادوگری سے اس ویران محل کو آسیب زدہ مشہور کر رکھا تھا۔ باغ میں گڑھے اس نے اسی لئے کھدوائے ہوئے تھے کہ اگر کوئی بارہ دری کی طرف آنے کی کوشش کرے تو ان میں گر جائے۔ جونہی کوئی شخص گرتا شیو پنڈت کو جادو سے خبر ہو جاتی تھی۔

یہ بڑا طاقتور اور بے رحم جادوگر تھا۔ انسانوں کو جانور بنا دیتا تھا۔ ہندو لڑکے دلیپ کو بھی اس نے بکرا بنا رکھا تھا۔ حبشی نے شیو پنڈت سے کہا۔

"مالک۔ چھپر خود بخود گڑھے میں جا گرا تھا ہم نے اسے دوبارہ ٹھیک کر دیا ہے۔"

شیو پنڈت بڑے پُراسرار انداز میں مسکرایا اور بولا "شاید تو صحیح کہہ رہا ہے۔ جا دفع ہو جا۔"

دراصل شیو پنڈت نے اپنی جادو کی طاقت سے ماریا کو دیکھ لیا تھا۔ اسے علم ہو گیا تھا کہ ماریا کوئی غیبی عورت ہے جو سوائے اس کے کسی کو نظر نہیں آرہی لیکن وہ اس طرح بنا بیٹھا رہا جیسے ماریا کو نہ دیکھا ہو۔ ماریا بڑی بے فکری سے اس کے پاس آگئی۔ شیو پنڈت بدستور منتر پڑھتا رہا۔

ماریا نے بکرے کے پاس بیٹھ کر اس کی آنکھوں کو غور سے دیکھا۔ اور اسے یقین ہو گیا کہ یہی لڑکا دلیپ ہے جس کی تلاش میں وہ یہاں آئی ہے اور جسے جادوگر نے بکرا بنا رکھا ہے۔ اس نے پنڈت کو مزہ چکھانے کا فیصلہ کر لیا۔ شیو پنڈت اب اپنے جادو کے صندوق میں سے سامان نکال رہا تھا۔ اس نے چمگادڑ کے ناخن نکال کر باہر رکھے تو ماریا نے انہیں اٹھا لیا۔ شیو پنڈت کو صاف نظر آرہا تھا کہ ناخن اس کے پاس بیٹھی ماریا نے اٹھائے ہیں مگر وہ اس طرح اِدھر اُدھر دیکھنے لگا جیسے حیران ہو رہا ہو۔

بے چاری ماریا خوش ہو رہی تھی کہ شیو پنڈت اس کی شرارتوں کا نشانہ بن رہا ہے۔ اسے کیا علم تھا کہ پنڈت دل ہی دل میں اسے قابو کرنے کا منتر پڑھ رہا ہے۔ ماریا نے چمگادڑ کے ناخن آگ میں پھینک دیئے زوردار پٹاخے کی آواز آئی۔ اور شعلے مزید لمبے ہو گئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھونک ماری تو زبردست گڑگڑاہٹ کے ساتھ فرش اپنی جگہ سے کھسک گئی اور وہاں ایک چوکور سوراخ بن گیا۔ جس میں سیڑھیاں نیچے کو جا رہی تھیں سامنے ہی ایک کافوری چراغ روشن تھا۔ جبشی اور پنڈت سیڑھیاں اترنے لگے۔ ماریا بھی لیک کر ان کے پیچھے آ گئی۔ سیڑھیاں اترنے کے بعد ایک چھوٹی سی سرنگ تھی۔ پنڈت اور جبشی چلتے ہوئے ایک حجرے میں آ گئے۔ یہاں تخت پر ایک کالا بھجنگ موٹا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک انگیٹھی پڑی تھی جس میں سے شعلے اٹھ رہے تھے۔ پاس ہی ایک چھوٹا سا بکرا بندھا ہوا تھا۔ ماریا نے دیکھا کہ بکرے کی آنکھیں بالکل انسانوں ایسی ہیں۔

یہ شیو پنڈت تھا۔ ایک ظالم جادوگر۔ اس نے محل کے نیچے اپنا اڈہ بنا رکھا تھا اور اپنی جادوگری سے اس ویران محل کو آسیب زدہ مشہور کر رکھا تھا۔ باغ میں گڑھے اس نے اسی لئے کھدوائے ہوئے تھے کہ اگر کوئی بارہ دری کی طرف آنے کی کوشش کرے تو ان میں گر جائے۔ جونہی کوئی شخص گرتا شیو پنڈت کو جادو سے خبر ہو جاتی تھی۔

یہ بڑا طاقتور اور بے رحم جادوگر تھا۔ انسانوں کو جانور بنا دیتا تھا۔ ہندو لڑکے دلیپ کو بھی اس نے بکرا بنا رکھا تھا۔ جبشی نے شیو پنڈت سے کہا۔

"مالک۔ چھپر خود بخود گڑھے میں جا گرا تھا ہم نے اسے دوبارہ ٹھیک کر دیا ہے۔"

شیو پنڈت بڑے پُراسرار انداز میں مسکرایا اور بولا "شاید تو صحیح کہہ رہا ہے۔ جا دفع ہو جا۔"

دراصل شیو پنڈت نے اپنی جادو کی طاقت سے ماریا کو دیکھ لیا تھا۔ اسے علم ہو گیا تھا کہ ماریا کوئی غیبی عورت ہے جو سوائے اس کے کسی کو نظر نہیں آ رہی لیکن وہ اس طرح بنا بیٹھا رہا جیسے ماریا کو نہ دیکھا ہو۔ ماریا بڑی بے فکری سے اس کے پاس آ گئی۔ شیو پنڈت بدستور منتر پڑھتا رہا۔

ماریا نے بکرے کے پاس بیٹھ کر اس کی آنکھوں کو غور سے دیکھا۔ اور اسے یقین ہو گیا کہ یہی لڑکا دلیپ ہے جس کی تلاش میں وہ یہاں آئی ہے اور جسے جادوگر نے بکرا بنا رکھا ہے۔ اس نے پنڈت کو مزہ چکھانے کا فیصلہ کر لیا۔ شیو پنڈت اب اپنے جادو کے صندوق میں سے سامان نکال رہا تھا۔ اس نے چمگادڑ کے ناخن نکال کر باہر رکھے تو ماریا نے انہیں اٹھا لیا۔ شیو پنڈت کو صاف نظر آ رہا تھا کہ ناخن اس کے پاس بیٹھی ماریا نے اٹھائے ہیں مگر وہ اس طرح اِدھر اُدھر دیکھنے لگا جیسے حیران ہو رہا ہو۔

بے چاری ماریا خوش ہو رہی تھی کہ شیو پنڈت اس کی شرارتوں کا نشانہ بن رہا ہے۔ اسے کیا علم تھا کہ پنڈت دل ہی دل میں اسے قابو کرنے کا منتر پڑھ رہا ہے۔ ماریا نے چمگادڑ کے ناخن آگ میں پھینک دیئے زوردار پٹاخے کی آواز آئی۔ اور شعلے مزید لمبے ہو گئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس دوران شیو پنڈت اپنا منتر مکمل کر چکا تھا اس نے ماریا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم نے میرے ناخن جلا دیئے ہیں۔"

ماریا تو بھونچکی رہ گئی اور اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ وہ یہ جاننے کے لئے کہ کیا شیو پنڈت اسے دیکھ سکتا ہے ایک طرف ہو گئی۔ شیو پنڈت کی آنکھیں بھی ادھر گھوم گئیں اس نے کہا۔

"تم ایک لڑکی ہو جس کے بال سنہری اور آنکھیں نیلی ہیں۔ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔"

ماریا کے لئے یہ بڑی پریشانی کی بات تھی۔ وہ شیو پنڈت سے پرے ہٹ گئی۔ پنڈت نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"اے غیبی لڑکی۔ تو اب یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتی۔ میرا جادو تجھے بے بس کر ڈالے گا۔"

ماریا کوٹھڑی کے دروازے کی بھاگی۔ ابھی اس نے چند قدم ہی اٹھائے تھے کہ شیو پنڈت نے منتر پھونک دیا۔ ماریا کو یوں لگا جیسے اس کے جسم میں بے شمار ننھی منی سوئیاں پیوست ہو گئی ہوں۔ اسے شدید کمزوری کا احساس ہوا شیو پنڈت نے جھٹ دوسرا منتر پڑھا۔ اور پھونک ڈالا۔ ماریا کمزوری کے باوجود آگے بڑھی مگر دوسرے ہی لمحے کسی نظر نہ آنے والی دیوار سے ٹکرا کر اسے رُکنا پڑا۔ جادو کی یہ ان دیکھی دیوار اسکے چاروں طرف کھڑی ہو چکی تھی۔ شیو پنڈت بھیانک انداز میں دانت نکال کر ہنسا اور کہنے لگا۔

"اے غیبی لڑکی۔ تو جادو کی ان دیواروں سے باہر نہیں سکتی۔ یہ دیواریں میرے سوا کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اب تُو اپنی باقی زندگی انہی دیواروں میں قید رہ کر گزارے گی۔ ان سے رہائی ممکن نہیں۔"

ماریا نے چاہا کہ شعاع بن کر ان نظر نہ آنے والی دیواروں سے گزر جائے لیکن ایسا نہ ہوا۔ ماریا نے پوری طاقت سے ایک دیوار پر اپنا طاقتور مُکا مارا۔ ماریا اپنے مکّے سے پتھریلی دیوار کے پرخچے اڑا دیتی ہے مگر جادوئی دیوار پر کچھ اثر نہ ہوا۔ یہ بڑی خطرناک بات تھی۔ ماریا بے بس ہو چکی تھی۔

شیو پنڈت مکاری سے کھی کھی کرتا ہوا کہنے لگا۔

"تیری ہر کوشش ناکام رہے گی۔ میرے جادو کا توڑ تیرے بس کی بات نہیں۔"

یہ کہہ کر شیو پنڈت نے زوردار چیخ ماری اور چلایا۔

"اے جادوئی دیوار۔ حرکت میں آ جا۔ اور اس غیبی لڑکی کو دیوی کی کوٹھڑی میں لے جا۔ یہ وہیں قید رہے گی۔"

یکایک ماریا کو دھکا لگا۔ جادوئی دیواریں حرکت میں آ چکی تھیں۔ جادوئی دیواریں ماریا کو دھکیلتی ہوئی دوسری کوٹھڑی میں لے آئیں۔ یہاں دیوار میں ایک بُت بنا ہُوا تھا۔ ماریا نے دیکھا کہ یہ ایک حسین عورت کا بُت ہے جس کا ایک بازو کندھے کے پاس سے ٹوٹا ہوا ہے۔ دوسرے بازو میں ایک ترشول تھا۔ جس کے تینوں خنجر چھت کی طرف اُٹھے ہوئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے۔ عورت کے بُت کے بالکل ساتھ ایک خوفناک بندر کا بُت تھا۔ اس بندر کے سر پہ ایک تاج تھا۔ یہ ہندوؤں کا ہنومان دیوتا تھا

جادوئی دیواریں یہاں آ کر رُک گئیں۔ ماریا جادو کی نظر نہ آنے والی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ یکایک کوٹھڑی ہولے سے لرزی۔ ماریا چونک اُٹھی۔ اس نے دیکھا کوٹھڑی کے سامنے والی دیوار پر ایک انسانی خاکہ اُبھر رہا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ خاکہ نمایاں ہو گیا۔ یہ ایک ہندو شہزادی کا خاکہ تھا۔ جس نے شاہی پوشاک پہن رکھی تھی۔ اس کے چہرے پر اداسی کے سائے تھے۔ شہزادی کے ہونٹ ہلے اور ہوا کی لہروں پہ سفر کرتی ہوئی ایک آواز ماریا کے کانوں سے ٹکرائی۔

"اے غیبی لڑکی۔ میرا نام شہزادی گیتا ہے۔ یہ محل جو آج ویران پڑا ہے کبھی آباد تھا۔ میں یہاں رہا کرتی تھی لیکن میری موت کے بعد یہ محل اُجڑ گیا اور یہاں اس ظالم پنڈت نے ڈیرہ جما لیا۔ یہ پنڈت اس محل کے نیچے دفن ہمارا شاہی خزانہ حاصل کرنے کے لئے جاپ کر رہا ہے۔ جس کے لئے وہ ہر ماہ چاند کی پہلی تاریخ کو ایک کمسن بچے کو بکرا بنا کر اسے ہنومان دیوتا کے چرنوں میں ذبح کر دیتا ہے۔

"اے غیبی لڑکی ماریا۔ میرے محل میں یہ خونی کھیل ہو رہا ہے۔ جس سے میری روح ہر وقت بے چین رہتی ہے مگر میں اس خبیث پنڈت کو ختم نہیں کر سکتی۔ یہ میری طاقت سے باہر ہے۔ ہاں تم یہ کام کر

سکتی ہو۔"

ماریا نے حیرانگی سے کہا۔

"اے روح۔ میں تو نظر نہ آنے والی دیواروں میں قید ہوں۔"

شہزادی کی روح مسکرائی۔ اس نے کہا۔

"میں یہ جانتی ہوں۔ میں نے اپنی زندگی میں کبھی کوئی بُرا کام نہیں کیا تھا۔ جھوٹ اور لالچ سے دور رہی تھی۔ اس لئے مرنے کے بعد مجھے نیک روحوں کی وادی میں بھیجا گیا۔ مجھ میں کچھ طاقتیں ہیں۔ میں ان دیواروں کو دیکھ رہی ہوں جن میں تم گھری ہوئی ہو اور ان دیواروں کو ختم کر سکتی ہوں۔"

یہ کہنے کے بعد شہزادی کی روح نے اپنے دونوں بازو سیدھے کئے۔ اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے نیلے رنگ کی تڑپتی شعاعیں نکلیں اور ماریا کے قریب آ کر غائب ہو گئیں۔ اس کے ساتھ ہی ماریا کی جسمانی طاقتیں واپس آ گئیں۔ شہزادی کی روح نے کہا۔

"اب وہ ان دیکھی دیواریں غائب ہو چکی ہیں۔ تم آزاد ہو دوستو۔ اس خبیث پنڈت کی جان ایک ناریل میں ہے جو ہنومان دیوتا کے بُت کے پیٹ میں ہے۔ اسے نکال کر زمین پر دے مارو۔ پنڈت خود بخود مر جائے گا۔"

اس کے ساتھ ہی شہزادی کی روح کا خاکہ دھندلا پڑنے لگا اور ہوتے ہوتے غائب ہو گیا۔ ماریا جھٹ ہنومان کے بُت کی طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بنری۔ بُت کے پیٹ میں ایک سوراخ تھا۔ ماریا نے اس سوراخ میں ہاتھ ڈالنا ہی چاہا کہ اندر سے سانپ کی خوفناک پھنکار سنائی دی۔ اور ایک خوبصورت سانپ کا پھن باہر نکل آیا۔

اس سانپ کے سرخ جسم پر کالی دھاریاں بنی ہوئی تھیں اور وہ شوکریں مارتا ہوا خون آلود نگاہوں سے اپنا پھن لہرا رہا تھا۔ وہ ماریا کو دیکھ نہیں سکتا تھا مگر اس کی بُو سونگھ سکتا تھا۔ یہ جادو کا سانپ تھا۔ جسے پنڈت نے ناریل کا محافظ مقرر کر رکھا تھا۔ ماریا گھبرا گئی کہ اگر سانپ کی پھنکاریں سُن کر پنڈت اندر آتا ہے تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔

ماریا نے بڑی پھرتی سے سانپ کا پھن دبوچ کر اسے گھما کر دیوار سے دے مارا اور سوراخ میں ہاتھ ڈال کر ناریل نکال لیا۔ یہ ایک چھوٹا سا ناریل تھا۔

○

ناگ مرگھٹ میں

ناریل کا ماریا کے ہاتھ میں آنا تھا کہ چیختا چنگھاڑتا شیو پنڈت، کوٹھڑی میں داخل ہوا۔ اس کا رنگ اُڑا ہوا تھا۔ جسم لرز رہا تھا اور چہرہ پسینے میں تربتر تھا۔ ماریا نے اسے دیکھتے ہی ناریل زمین پر دے مارا۔ چٹاخ۔ ناریل پھوٹ گیا۔ اس کے اندر سے ڈھیروں گاڑھا سیاہی مائل خون نکل کر زمین پر پھیل گیا۔ شیو پنڈت کے حلق سے دلخراش چیخ نکلی اس کا جسم گویا پتھر کا بن گیا۔ چہرے کی ہر رگ اُبھر کر خون آلود ہو گئی۔ پھر اس کا چہرہ تڑخنے لگا۔ اس میں دراڑیں پڑنے لگیں۔ ہر دراڑ سے خون کے فوارے چھوٹ رہے تھے۔

ماریا کے دیکھتے ہی دیکھتے شیو پنڈت کا سارا جسم تڑخ گیا پھر کمرے میں ایک خرخراتی آواز اُبھری۔

"آہ۔ میں شیو پنڈت، خدائے سامری کا پجاری، ایک غیبی عورت کے ہاتھوں مارا گیا۔"

اس آواز کے ساتھ ہلکی سی چیخ گونجی اور شیو پنڈت کا جسم بھربھری مٹی کی طرح زمین پر بکھر گیا۔ وہ ختم ہو گیا تھا۔ ماریا دوسری کوٹھڑی میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آگئی۔ یہاں دروازے کے پاس ہی دو پرانے مُردوں کے ڈھانچے پڑے تھے۔ یہ ڈھانچے اس پنڈت اور حبشی کے تھے۔ جنہوں نے ماریا کو گڑھے سے نکالا تھا۔ یہ دونوں اصل میں کئی ہزار سال پرانے مُردے تھے جنہیں شیو پنڈت نے قبروں سے نکال کر اپنے طلسم سے زندہ کر رکھا تھا۔

شیو پنڈت کے مرنے کے بعد ہی یہ دونوں بھی اپنے انجام کو پہنچ گئے تھے۔ کافوری چراغ کی روشنی میں ان ڈھانچوں کی ہڈیاں فاسفورس کی طرح چمک رہی تھیں۔ ایک طرف بکرا بندھا ہوا تھا۔ ماریا یہ دیکھ کر پریشان ہو گئی کہ شیو پنڈت کے مرجانے کے بعد دلیپ بکرے سے انسان نہیں بنا۔

اسی وقت دیوار میں شہزادی گیتا کا خاکہ نمودار ہوا۔ اس نے کہا۔

"اے غیبی لڑکی ماریا۔ تیرا شکریہ۔ تُو نے میرے محل کو خبیث پنڈت سے پاک کر دیا۔ اب میں نیک روحوں کی دنیا میں آرام سے رہ سکتی ہوں۔"

ماریا نے کہا۔

"شہزادی کی روح۔ یہ بکرا اصل میں ایک لڑکا ہے۔ یہ کس طرح اپنی صحیح حالت میں آئے گا۔؟"

روح نے مسکرا کر بڑے پیار سے کہا۔

"اس کے سر میں ایک طلسمی کیل ٹھکی ہوئی ہے۔ اس کے نکلتے ہی یہ دوبارہ انسان بن جائے گا۔ مگر ــــ مگر یہ طلسمی کیل تم نہیں نکال سکتی ہو اگر تم نے اس کیل کو ہاتھ لگایا تو یہ لڑکا ہمیشہ کے لئے بکرا بن جائے گا۔"

ماریا نے گھبرا کر جلدی سے پوچھا۔

"اے نیک دل روح۔ بتا طلسمی کیل کون نکال سکتا ہے؟"

شہزادی کی روح بولی۔

"اس لڑکے کی ماں طلسمی کیل نکال سکتی ہے ــ ماں کی محبت کیل کا سارا طلسم ختم کر دے گی۔ یاد رکھو ماں کی محبت سے بڑھ کر کوئی عظیم شے نہیں۔ جو بچے اپنی ماں کی خدمت کرتے ہیں۔ ان کا کہا مان کر دعائیں لیتے ہیں وہ ہمیشہ خوش رہتے ہیں۔ اچھا الوداع ــ میں روحوں کی دنیا میں جا رہی ہوں۔"

شہزادی گینا کا خاکہ غائب ہو گیا۔ ماریا نے بکرے کو گود میں اٹھایا اور سیڑھیوں کے راستے بارہ دری میں آگئی۔ باہر تیز بارش ہو رہی تھی ہوائیں شور مچا رہی تھیں۔ رات بہت گہری ہو چکی تھی۔ اندھیرے میں باغ کے درخت بڑے خوف ناک لگ رہے تھے۔

ماریا اڑتی ہوئی محل سے باہر نکل آئی۔ وہ جلد از جلد لڑکے کو اس کی والدہ کے پاس پہنچا کر عنبر اور ناگ کے پاس جانا چاہتی تھی۔ اسے احساس تھا کہ اتنی دیر ہو جانے پر اس کے دونوں بھائی پریشان ہو رہے ہوں گے۔ جلد ہی ماریا ہندو عورت کے مکان میں آگئی۔

ہندو عورت ابھی تک بھگوان کے مجسمے کے آگے جھکی رو رہی تھی۔

ماریا نے کہا۔

"میں آگئی ہوں اور تمہارے بیٹے کو ساتھ لائی ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہندو عورت خوشی سے اُچھل پڑی ۔ اس نے کانپتی آواز میں کہا۔

"اے درگا دیوی کی بہن ۔ میرا لال کہاں ہے ۔۔ میرا دلیپ کہاں ہے تم مجھے جھوٹی تسلی تو نہیں دے رہی ہو ؟"

ماریا نے بکرے کو اپنی گود سے اُتار دیا ۔ بکرا ظاہر ہو گیا اور میں میں کرتا ہندو عورت کی طرف جانے لگا ۔ عورت کی آنکھوں سے دو موٹے آنسو نکل کر گر پڑے ۔ اس نے درد بھری آواز میں کہا ۔

"میرا بیٹا کہاں ہے ۔ تم بکرا کہاں سے لے آئی ہو ؟"

ماریا نے کہا ۔

"یہ بکرا نہیں ۔ تم اس کے سر میں دھنسی طلسمی کیل کھینچو اور پھر دیکھو کیا ہوتا ہے ۔"

عورت کو یقین نہیں آیا مگر جب اس نے بکرے کی آنکھوں میں دیکھا تو وہ چونک گئی ۔ یہ آنکھیں تو اس کے دلیپ کی تھیں ۔

اُس نے کانپتے ہاتھوں سے بکرے کا سر اور کیل کھینچ لیا کیل کا نکلنا تھا کہ بکرا ایکدم لڑکا بن گیا اور ماں کہہ کر سے چمٹ گیا ۔

ماریا کا کام ختم ہو چکا تھا اور وہ کچھ کہے بغیر مکان سے باہر نکل آئی اور سرائے کی طرف روانہ ہو گئی ۔

O

ادھر ناگ اور عنبر بڑے پریشان تھے ۔

ماریا کو سرائے سے گئے کافی دیر ہو چکی تھی اور وہ ابھی تک واپس

نہیں لوٹی تھی ۔ اب تو موسلا دھار بارش بھی شروع ہو چکی تھی ۔ عنبر نے کہا ۔

" ناگ بھائی ۔ میں جا کر ماریا کا پتہ کرتا ہوں ۔ کہیں وہ مشکل میں نہ پھنس گئی ہو ۔"

ناگ یہ سُن کر کہنے لگا ۔

"عنبر بھائی ۔ تمہارا جانا مناسب نہیں ۔ میں جاتا ہوں ۔ میں پرندہ بن کر اُڑ کر بھی اسے ڈھونڈ سکتا ہوں ۔"

عنبر یہ سُن کر خاموش ہو رہا ۔ ناگ سرائے سے نکل آیا ۔ اسی وقت بجلی بڑے زور سے کڑکی ۔ روشنی کی ایک تڑپتی لکیر دور تک لہراتی چلی گئی ۔ ماحول لمحہ بھر کے لئے روشن ہوا پھر تاریک ہو گیا ۔ آسمان سے بارش کے موٹے قطرے بڑی تیزی سے گر رہے تھے ۔ ہر طرف ویرانی تھی ۔

ناگ سڑک کے کنارے چلا جا رہا تھا ۔ اگلی سڑک پر وہ بائیں طرف مڑ گیا ۔ اسی سڑک پر اگر وہ دائیں طرف چلتا تو کچھ آگے جا کر اس نے ماریا سے مل جانا تھا ۔ جو اُڑتی ہوئی ، چلتی ہوئی ۔ سرائے کی طرف آ رہی تھی ۔ ناگ چلتا ہوا خاصا دُور نکل گیا ۔

بارش آہستہ آہستہ ہوتے ہوتے تھم چکی تھی مگر آسمان پر ابھی تک کالی گھٹاؤں کا قبضہ تھا ۔

ناگ سرائے سے کافی دور نکل آیا تھا ۔ رات ٹھنڈی اور ویران

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔ اتنے میں بجلی زور سے چمکی تو آس پاس کا علاقہ پل بھر کے لئے روشن ہو گیا۔ ناگ نے دیکھا کہ کچھ فاصلے پر ایک مرگھٹ کا دروازہ ہے۔ ناگ مرگھٹ میں آ گیا۔

یہ پارسیوں کا مرگھٹ تھا۔ پارسی لوگ اپنے مُردے کو نہ دفن کرتے ہیں نہ جلاتے ہیں اور نہ ہی پانی میں بہاتے ہیں۔ بلکہ وہ لاش کو اپنے خصوصی قبرستان میں پھینک جاتے ہیں۔ جہاں گدھ اور چیلیں لاشوں کو ہڑپ کر جاتی ہیں۔ مرگھٹ کا ماحول بے حد ڈراؤنا، سنسان اور عجیب و غریب تھا۔

گھنے درختوں میں سے بارش کا پانی ٹپاٹپ گر رہا تھا۔ بارش اب پہلے سے بھی تیز ہو چکی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ محفوظ جگہ بیٹھ کر اس بارش کے تھمنے کا انتظار کرنا چاہیئے۔ وہ برگد کے ایک پرانے گھنے درخت کی طرف بڑھا جو چھتری کی طرح تھا۔ یکایک ناگ کو ٹھوکر سی لگی اور کوئی چیز لڑھکتی ہوئی پرے چلی گئی۔ اسی وقت ناگ نے سسکی کی آواز سُنی۔ جیسے کسی نے بڑے درد بھرے انداز میں آہ بھری ہو۔ ناگ نے ادھر اُدھر نظر دوڑائی۔ کوئی نہ تھا۔ اُس نے جھک کر دیکھا۔ یہ ایک انسانی کھوپڑی تھی جو اس کی ٹھوکر سے لڑھک کر ایک طرف ہو گئی تھی۔ ناگ کے دل میں خیال آیا کہ زندگی میں اس انسان کو اپنا سر کتنا عزیز ہو گا۔ اور اب یہ کھوپڑی ٹھوکریں کھاتی پھر رہی ہے۔

ناگ نے کھوپڑی اٹھالی۔ اچانک مرگھٹ کا بھیانک سناٹا کسی گدھ

کی تیز چیخ سے درہم برہم ہو گیا۔ ناگ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا برگد کے گھنے درخت تلے آ گیا۔ اس نے زمین کھود کر کھوپڑی کو دفن کر دیا۔ درخت کے تنے کی کھوہ میں اتنا بڑا سوراخ تھا کہ ایک آدمی بیٹھ سکتا تھا۔ ناگ کھوہ میں گھس گیا۔

چند لمحے ہی گزرے تھے کہ تاریکی میں ایک سفید سایہ سا نظر آنے لگا یہ سایہ عین اس جگہ زمین سے اُبھر رہا تھا۔ جہاں ناگ نے کھوپڑی دفن کی تھی۔ ناگ بڑے غور سے اس سائے کو دیکھنے لگا۔ رفتہ رفتہ سایہ صاف ہونے لگا۔ ابتدا میں اس کی پیشانی نمایاں ہوئی۔ پھر آنکھیں، ناک، ہونٹ حتیٰ کہ مکمل چہرہ نظر آنا شروع ہوا۔

ناگ کو چہرہ صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ چپ چاپ کھوہ میں بیٹھا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا۔ سائے کا سارا جسم روشن ذرات کی طرح تھا۔ جو شعلوں کی طرح چمک اور بجھ رہے تھے۔ سایہ زمین سے ابھر کر کچھ دیر فضا میں چکر کھاتا رہا۔ چکراتا ہوا سایہ کبھی بلند ہو کر درخت ... کو چھونے لگتا اور کبھی زمین پر آ جاتا۔

اچانک سائے نے اس کھوہ کی طرف دیکھا جہاں ناگ بیٹھا ہوا تھا پھر سایہ ہوا میں تیرتا ہوا ناگ کی طرف بڑھا۔ سائے کی چمکدار آنکھیں ناگ پر جم گئی تھیں۔ قریب آ کر سائے نے تھکی ہوئی آواز میں کہا۔

"اے رحمدل انسان۔ میں تیرا شکر گزار ہوں۔"

سائے کی آواز ہوا سے کسی جھونکے کی طرح آئی اور ناگ کے جسم سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹکراتی ہوئی گزر گئی۔ ناگ کانپ اُٹھا۔ آواز کا جھونکا برف کی طرح سرد تھا۔ ناگ نے کہا۔

"اے پُراسرار سائے۔ کیا تُو کوئی بے چین رُوح ہے۔"

سائے نے کہا۔

"میں ایک رُوح ہوں۔ جسے تم نے سکون دیا ہے۔ تم نے میری کھوپڑی زمین میں دفن کر کے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔ سنو میں پارسی مذہب کا مرد تھا۔ مرنے کے بعد میرے عزیز مجھے یہاں پھینک گئے اور گِدھوں اور چیلوں نے نوچ نوچ کر میرا گوشت کھا لیا۔ میرے جسم کی باقی ہڈیاں تو بارشوں کی وجہ سے مختلف گڑھوں میں دفن ہو گئیں لیکن میری کھوپڑی فٹ بال کی طرح مرگھٹ میں لڑھکتی پھرتی۔ آج تم نے میری کھوپڑی دفن کر کے مجھے اذیت سے نجات دلا دی ہے۔ اچھا اب میں جاتی ہوں۔"

سایہ اوپر اُٹھتا ہوا غائب ہو گیا۔ بارش تھم گئی تھی۔ مرگھٹ میں ایسی خاموشی چھا گئی تھی۔ کہ معلوم پڑتا تھا یہاں ہر شے مر چکی ہے۔ کہیں زندگی کی کوئی آواز نہ تھی۔ ناگ کھوہ سے نکل آیا۔ ٹھنڈی ہوا چلنا شروع ہو گئی۔ ناگ دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ رُک گیا۔

اس نے اپنی سانپوں والی تیز نظر سے ان دو آدمیوں کو دیکھ لیا تھا جو کسی کو اٹھائے مرگھٹ میں داخل ہو رہے تھے ان دونوں آدمیوں نے کالے چوغے پہن رکھے تھے اور چہروں پر کالے نقاب تھے جن

کی صرف آنکھیں باہر جھانک رہی تھیں۔ یہ لبادہ پوش بڑے پُراسرار انداز سے حرکت کر رہے تھے۔ اور ناگ کی طرف ہی آ رہے تھے۔

ناگ گہری سانس لے کر ناگ کے روپ میں آ گیا اور ایک درخت کے تنے سے چمٹ کر لبادہ پوشوں کو دیکھنے لگا۔ لبادہ پوش قریب آ گئے۔ انہوں نے ایک لاش اٹھا رکھی تھی۔ لاش کے دونوں بازو غائب تھے۔ ناگ نے غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ بازو کندھوں کے قریب سے کسی تیز دھار آرے سے کاٹے گئے ہیں۔

پُراسرار لبادہ پوشوں نے لاش زمین پر ڈال دی۔ پھر ایک نے اپنے چوغے سے بوتل نکالی اور اس میں سے سرخ رنگ کا محلول نکال کر لاش پر پھینک دیا۔ فضا میں عجیب سی بُو پھیل گئی۔ لبادہ پوش لاش سے پرے ہٹ گئے پھر ایک نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں واپس چلنا چاہیئے۔ اس لاش کو تو ابھی گِدھ اور چیلیں ہڑپ کر جائیں گی۔"

ناگ نے اپنے کان ادھر ہی لگا رکھے تھے۔ اسے دوسرے کی آواز سنائی دی۔

"تم ٹھیک کہتے ہو لیکن اس وقت تک ہمارا رکنا ضروری ہے جب تک گِدھ لاش پر حملہ نہیں کر دیتے۔"

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ کئی گِدھ بڑے بھیانک انداز سے چلائے اور درختوں سے اُڑ کر فضا میں چکر کھانے لگے۔ ان کے بھاری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پرندوں کی پھڑپھڑاہٹ بڑی بھیانک اور خوفناک لگ رہی تھی۔ اُڑتے ہوئے گدھوں کی سُرخ انگارہ آنکھیں دہک رہی تھیں اور ایسا لگتا تھا کہ بے شمار انگارے فضا میں معلق ہیں۔

پھر ایک بڑا گدھ زمین پر اُتر آیا۔ اس کی مُڑی ہوئی خون آلود چونچ دیکھ کر ناگ کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔ گدھ مکاری سے اپنی آنکھوں کو گردش دیتا ہوا پھدک پھدک کر لاش کے پاس آرہا تھا۔ اب اس کی چونچ کھل گئی تھی جیسے وہ گوشت نوچ لینے کے لئے بے قرار ہو۔ اسی وقت فضا میں چکر کھاتی ایک چیل نے چیخ کر غوطہ مارا اور لاش کا گوشت ادھیڑتی ہوئی چلی گئی۔

گدھ نے بھی جھپٹ کر چونچ ماری اور ایک بوٹی نوچ لی۔ ناگ یہ دہشتناک منظر دیکھ کر لرز اٹھا۔ پُراسرار لبادہ پوش بڑی دلچسپی سے یہ سب دیکھ رہے تھے۔ ایک نے کہا۔

"چلو اب واپس چلیں۔ مرگھٹ کے گدھ سرخ دوا کی خوشبو سونگھ کر لاش پر حملہ کر چکے ہیں۔"

سیاہ لبادہ پوش واپس چلے تو ناگ بھی رینگتا ہُوا ان کے پیچھے چل پڑا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ پُراسرار آدمی کون ہیں۔ مرگھٹ کے باہر ایک گھوڑا گاڑی کھڑی تھی۔ پُراسرار آدمیوں کے بیٹھتے ہی گھوڑے پتھریلی سڑک پر دوڑنے لگے۔ ناگ فوراً کبوتر کے روپ میں آکر گاڑی کے اُوپر اُڑنے لگا۔ ٹھنڈی تیز ہوا چل رہی تھی۔ آسمان پر ستارے نکل

آئے تھے اور کانپ کر نیچے دیکھ رہے تھے۔

سڑکوں پر پانی جمع تھا۔ گھوڑے چھینٹے اڑاتے دوڑے چلے جا رہے تھے۔ کچھ آگے جا کر پہاڑی سلسلہ آگیا۔ اب سڑک تنگ ہو گئی تھی اور اس کے دونوں طرف بلند پہاڑ تھے۔ پھر گھوڑا گاڑی ایک پہاڑی سرنگ میں داخل ہو گئی۔ ناگ بھی غوطہ مار کر نیچے آگیا۔ سُرنگ میں گھپ اندھیرا تھا اور کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز بدستور آرہی تھی۔

بڑی پُراسرار اور ڈراؤنی سرنگ تھی۔ چھت پندرہ فٹ کے قریب اونچی تھی۔ دونوں طرف دیواروں پر ہندو دیوی دیوتاؤں کی ہیبتناک مورتیاں بنی ہوئی تھیں

آگے جا کر یہ سرنگ بائیں جانب مُڑ گئی اور گھوڑے رُک گئے۔ ناگ زمین پر آکر سانپ بن گیا۔ اسی دوران ایک لبادہ پوش نے مشعل روشن کر کے ہاتھ میں تھام لی۔ تاریک سرنگ میں روشنی کے سائے لرزنے لگے۔ ناگ نے دیکھا کہ آگے سرنگ تنگ ہو گئی ہے اور گھوڑا گاڑی آگے نہیں جا سکتی تھی شاید اسی لئے لبادہ پوشوں نے اسے یہاں کھڑا کر دیا تھا۔

تعاقب پھر شروع ہو گیا۔

گہری خاموشی میں مشعل کی لرزتی روشنی سرنگ کے کالے پتھروں پر بنی مورتیوں پر پڑتی تو بڑا عجیب اور رونگھٹے کھڑے کر دینے والا منظر ہوتا۔ فضا میں نم آلود بُو تھی اور ناگ کو دور سے پانی بہنے کی ہلکی ہلکی آواز آرہی تھی۔ ناگ جانتا تھا کہ ہندوستان میں پہاڑوں کے اندر کئی چھوٹی ندیاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یا نہریں ہوتی ہیں۔ یہ اصل میں ان چشموں کا پانی ہوتا ہے جو پہاڑیوں یا کھڈوں میں پھوٹے ہوتے ہیں۔ ان چشموں کا پانی اکٹھا ہو کر ندی کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور میلوں تک بہتا چلا جاتا ہے۔

پُراسرار لبادہ پوش چلتے ہوئے ایک بڑی پہاڑی کھوہ میں پہنچے۔ یہاں کسی طرف سے ہلکی ہلکی روشنی آ رہی تھی اور ایسا لگتا تھا جیسے اندھیری رات میں پھیکا پھیکا چاند نکل رہا ہو۔ اس کھوہ میں کئی کمرے بنے ہوئے تھے۔ اور تین چار لبادہ پوش گھوم رہے تھے۔ گھوڑا گاڑی میں آنے والے ایک کمرے میں چلے گئے۔

ناگ نے سوچا پہلے یہ معلوم کرنا چاہیئے۔ کہ اس سنسان اور ویران جگہ کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے وہ ایک دوسرے کمرے میں داخل ہو گیا اندر کا منظر دیکھتے ہی ناگ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس کا رواں رواں کانپ اٹھا تھا۔ اس وقت کمرے میں ایک بھیانک چیخ گونجی۔

o

گنجا حکیم

ناگ اچھل پڑا۔

یہ چیخ پنجرے میں بند عجیب مخلوق نے ماری تھی۔ اُف میرے خدا۔ وہ مخلوق بے حد خوفناک تھی۔ اس کا سارا جسم بن مانس کا اور سر انسانی تھا۔ اس کمرے میں لوہے کے پنجروں کی ایک لمبی لائن تھی۔ اور ہر پنجرے میں ایک نئی مخلوق تھی۔ کمرے میں ایک طرف شیشے کا بڑا مرتبان تھا ناگ نے آگے بڑھ کر دیکھا اور کانپ اُٹھا۔ شیشے کے مرتبان میں نیلے رنگ کا ایک محلول بھرا ہوا تھا۔ اور اس محلول میں مختلف انسانی اعضاء تیر رہے تھے۔

ان اعضاء میں کٹے ہوئے دو بازو بھی تھے۔ ناگ کو فوراً وہ لاش یاد آ گئی۔ جسے سیاہ لبادہ پوش مرگھٹ میں خونی گدھوں کے حوالے کر آئے تھے۔

اسی وقت بھوں بھوں کتے کے بھونکنے کی آواز آئی۔ ناگ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک بندر کتے کی طرح بھونک رہا ہے۔ ناگ کی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ سب کیا ہے؟"

اچانک دروازہ کھلا اور دونوں لبادہ پوش اندر آ گئے۔ ناگ پھرتی سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سمٹ کر ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ لبادہ پوش ایک پنجرے کی طرف بڑھ گئے۔ اس پنجرے میں ایک بوڑھا بندر موجود تھا۔ سیاہ پوشوں کو دیکھ کر بندر اچھلتا ہوا خوخیانے لگا۔ ایک لبادہ پوش نے اپنی جیب سے سرنج نما نلکی نکالی جس کے آگے باریک سوئی لگی تھی اس نے بڑی پھرتی سے بندر کے جسم میں سوئی گھونپ دی۔

بندر زور سے چیخا اور اگلے ہی لمحے اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ بے ہوش ہو گیا۔ لبادہ پوش اسے اٹھائے ہوئے کمرے سے نکل آئے۔ ناگ تیزی سے رینگتا ہوا ان کے پیچھے چل پڑا اور ایک ایسے کمرے میں آ گیا جو ایک آپریشن تھیٹر کی طرح تھا۔ کمرے کے وسط میں پتھر کی میزیں پڑی تھیں ایک پر چمڑے کے تسموں سے ایک نوجوان بندھا ہوا تھا اور اس کے منہ میں رومال ٹھنسا ہوا تھا۔

میز کے پاس ہی ایک بوڑھا حکیم کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر جھریوں کا جال سا بچھا ہوا تھا۔ وہ گنجا تھا اور اس کا سر شتر مرغ کے انڈے کی طرح روشنی میں چمک رہا تھا۔ بوڑھے کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں۔ اور ان میں بڑی خطرناک چمک لہرا رہی تھی۔ وہ ہاتھ لہرا کر بولا۔

"شاباش۔ اس بندر کو میز پر لٹا کر باندھ دو اور پانی گرم کر دو۔ ابھی کچھ دیر میں آپریشن کر دوں گا۔ یہ ایک تاریخی آپریشن ہو گا۔ جو حکمت کی دنیا میں انقلاب برپا کر دے گا۔ میں انسان کا دماغ نکال کر بندر کے سر میں اور بندر کا دماغ انسان کے سر میں ڈال دوں گا۔"

ناگ کے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

یہ بوڑھا ایک جنونی حکیم تھا۔ یہ پہاڑیوں کے اندر اپنے خفیہ اڈے میں بڑے خونی تجربے کرتا تھا۔ وہ مختلف انسانوں اور جانوروں کے اعضاء ملا کر ایک نئی مخلوق پیدا کر رہا تھا۔ یہ بڑا ہی حرامی اور خونی قسم کا حکیم تھا۔ اور بڑھاپے میں اپنی آخرت خراب کر رہا تھا۔

لبادہ پوش نے بندر کو میز پر لٹا کر تسمے کستے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کو یقین ہے کہ آپریشن کامیاب رہے گا؟"

جنونی حکیم نے ہنس کر کہا۔

"ہاں۔ میں تجربہ کر چکا ہوں۔ بندر کے سر میں کتے کا دماغ رکھا گیا تو وہ کتے کی طرح بھونکنے لگا تھا۔"

یہ کہتے ہوئے جنونی حکیم نے میز کے نیچے بنے خانے سے اوزار نکال کر انہیں رومال سے چمکانا شروع کر دیا گویا وہ آپریشن کی تیاری کر رہا تھا۔ دوسرا لبادہ پوش آتش دان میں لکڑیاں ڈال کر پانی کی دیگچی رکھ چکا تھا۔

میز پر بندھے نوجوان کی آنکھیں دہشت کے مارے پھٹنے کی حد تک پھیل چکی تھیں۔ اس نے مچل مچل کر آزاد ہونے کی کوشش کی مگر چمڑے کے تسمے بڑے مضبوط تھے۔ جنونی حکیم نے گھناؤنے انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"الو کے پٹھے۔ تم کچھ بھی کر لو۔ آزاد نہیں ہو سکتے۔ چپ چاپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پڑے رہو۔"

یہ کہہ کر حکیم، لبادہ پوش کی طرف مڑا اور بولا۔

"چلو اب سے دس منٹ بعد میں آپریشن شروع کر دوں گا۔ اس دوران تم میں سے ایک دروازے پر پہرہ دے اور دوسرا گھوڑوں کو گاڑی سے علیحدہ کر کے اصطبل میں باندھ دے۔"

حکیم اور لبادہ پوش کمرے سے نکل گئے۔ ناگ رینگتا ہوا میز کے پاس آ گیا اور ہولے سے پھنکار کر انسان بن گیا۔ بندھے ہوئے نوجوان کا منہ دوسری طرف تھا وہ ناگ کو نہ دیکھ سکا ناگ نے آہستہ سے کہا۔

"گھبراؤ مت بھائی۔ میں تمہاری مدد کے لئے آ گیا ہوں۔"

نوجوان نے ایک جھٹکے سے سر گھما کر ادھر دیکھا۔ ناگ کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں حیرت پیدا ہوئی۔ ناگ نے اس کے منہ میں ٹھنسا ہوا کپڑا نکال لیا اور کہا۔

"تم کون ہو؟"

نوجوان گہری سانس لی اور بولا۔

"میرا نام ناصر ہے اس ظالم حکیم کے ساتھی دھوکے سے مجھے پکڑ لائے اور مجھے قید کر دیا — مگر تم کون ہو ان کے ساتھی تو معلوم نہیں ہوتے اور — اور اس کمرے میں کس طرح آ گئے؟"

ناگ نے کہا۔

"ان تمام باتوں کو چھوڑو۔ تم نے سن لیا ہے کہ یہ ظالم حکیم تمہارے

ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ڈرو نہیں۔ میں تمہاری مدد کروں گا"

ادھر کمرے کے دروازے پر کھڑے لبادہ پوش کو اندر سے کھسر پھسر کی آوازیں سنائی دیں تو وہ دروازہ کھول کر اندر آنے لگا۔ ناگ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر بڑی پھرتی سے سانپ بن کر میز کے نیچے رینگ گیا۔ ناصر نے ایک انسان کو سانپ بنتے دیکھا تو حیران رہ گیا

لبادہ پوش اندر آ چکا تھا۔ اس نے کڑک کر کہا۔

"تم کس سے باتیں کر رہے تھے اور — یہ تم نے منہ سے رومال کس طرح نکال لیا ہے؟"

ناصر نے کہا۔

"یہاں کون ہے جس سے میں باتیں کر سکوں۔ خود سے باتیں کر کے دل کو بہلا رہا تھا۔"

نقاب پوش نے ناصر کے منہ میں دوبارہ رومال ٹھونس دیا اور میز کو ٹھوکر مار کر کہنے لگا۔

"کچھ دیر بعد جب تمہاری کھوپڑی میں بندر کا دماغ پہنچے گا تو تم اُلٹے پھرو گے — ہا ہا ہا — کیا مزے دار منظر ہو گا۔

لبادہ پوش کے کمرے سے نکلتے ہی ناگ دوبارہ انسان بن گیا۔ اس نے کہا۔

"ناصر بھائی پریشان مت ہو۔ یہ قبرستانی بجو کی شکل والا حکیم اب زندہ نہ بچ سکے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناصر کو تسلی دینے کے بعد ناگ سانپ بن کر کمرے سے نکل آیا اور بڑی تیزی سے اس طرف رینگتا ہوا بڑھا جدھر گھوڑا گاڑی کھڑی تھی۔ سیاہ لبادہ پوش گھوڑوں کو باندھ کر واپس آ رہا تھا۔ ناگ اسے دیکھ کر دیوار سے چمٹ گیا۔ جوں ہی وہ پاس آیا۔ ناگ نے اپنی جگہ سے جست لگائی۔

اس کا پھن لبادہ پوش کی گردن سے ٹکرایا۔ ناگ نے گردن میں دانت گاڑ کر اپنا زہر اس کے جسم میں انڈیل دیا۔ لبادہ پوش نے چیخ مارنے کے لئے منہ کھولا مگر زہر اپنا اثر کر چکا تھا۔ اس کی گردن کی رگیں اکڑ گئی تھیں۔ لبادہ پوش کے حلق سے آواز نہ نکل سکی۔

وہ تیورا کر گر پڑا۔ سانپ کے زہر نے اسے موت کی وادی میں دھکیل دیا تھا۔ ناگ فوراً انسان کے روپ میں آ گیا۔ اس نے لبادہ پوش کے جسم سے کالا لبادہ اتار کر اپنے کپڑوں پر پہن لیا اور چہرے پر نقاب لگا لی۔ مرے ہوئے شخص کو گھسیٹ کر ایک کونے میں پھینک دیا اور خود چل پڑا۔

ادھر جنونی حکیم آپریشن کرنے کے لئے کمرے میں آ گیا تھا۔ دوسرا لبادہ پوش بندر کا سر مونڈ رہا تھا۔ حکیم نے تیز دھار خنجر کو آگ پر گرم کرتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے تم نے گھوڑے باندھنے میں بڑی دیر لگا دی ہے۔؟"

ناگ نے آواز بھاری کر کے کہا۔

"گھوڑوں کے آگے گھاس وغیرہ بھی توڈالنا تھا اس لئے کچھ دیر ہو گئی۔"

حکیم نے جواباً کچھ نہ کہا۔ اس دوران لبادہ پوش بندر کا سر مونڈ چکا تھا۔ حکیم نے خنجر سے بندر کے سر میں ایک چوکور نشان لگایا۔ پھر چھوٹی آری سے سر کو کاٹنے لگا۔ بندر کے سر سے خون بہہ رہا تھا۔ اور حکیم بڑے انہماک سے سر کو نشان سے کاٹتا جا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بڑے شیطانی انداز میں چمک رہی تھیں۔

کھوپڑی چیرنے کے بعد حکیم نے بڑی احتیاط سے بندر کا دماغ نکال کر ایک پلیٹ میں رکھ دیا اور گرم پانی سے ہاتھ دھو کر رومال سے خشک کرتا ہوا ناگ کو مخاطب کر کے بولا۔

"شنکر۔ اب اس انسان کو بے ہوشی کی سوئی لگا دو۔"

ناگ نے جب لبادہ پوش کو بے ہوش کر کے اس کا کالا لبادہ پہن لیا تھا۔ اس کا نام شنکر تھا مگر اب مصیبت یہ ہوئی کہ ناگ نے صرف لبادہ اور نقاب اتارا تھا بے ہوشی کی سوئی تو شنکر کے دوسرے کپڑوں میں ہی رہ گئی تھی۔ حکیم نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"شنکر تم کس سوچ میں پڑ گئے ہو۔ ادھر لاؤ بے ہوشی کی سوئی لگا دیتا ہوں۔"

"حکیم نے اپنا ہاتھ جیب [illegible] جوں ہی اپنی جیبیں ٹٹولنا شروع

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر دیں۔ حکیم اور دوسرا لبادہ پوش بڑے غور سے اسے دیکھ رہے تھے۔ جنوبی حکیم نے ناگ کو گھورتے ہوئے کہا۔

"کون ہو تم۔ ہ تم شنکر نہیں ہو سکتے۔"

یہ کہتے ہوئے حکیم نے ناگ کے چہرے سے نقاب نوچ لیا اور اُچھل کر چلا آیا۔

"دشمن ۔۔ ٹنڈن اسے ختم کر دو۔ اسے ہمارے سارے راز معلوم ہو گئے ہیں۔"

دوسرا لبادہ پوش ٹنڈن خنجر نکال کر لپکا۔ ناگ کے لئے یہ بڑا نازک وقت تھا۔ اس نے گہری سانس لی اور چڑیا بن کر پھر سے اُڑ گیا۔ ٹنڈن کے ہاتھ سے خنجر گر گیا۔ اس کے تو باپ نے بھی ایسی جادوگری نہ دیکھی تھی۔ ایک انسان چڑیا بن کر اُڑ گیا تھا۔ جنوبی حکیم کا منہ بھی حیرت سے کھل گیا تھا۔ اس نے چیخ ماری اور کہا۔

"یہ ضرور کوئی جادوگر تھا۔ اسے تلاش کرو اور مار ڈالو۔ میں خفیہ تہہ خانے میں جا رہا ہوں۔"

اس چیخ و پکار کے دوران دوسرے لبادہ پوش بھی آ چکے تھے۔ وہ سب ناگ کو تلاش کرنے لگے۔ ادھر ناگ کمرے سے نکل کر سانپ بن چکا تھا۔ اس نے دیکھا کہ جنوبی حکیم دوڑتا ہوا ایک طرف جا رہا ہے۔ ناگ اس کے پیچھے لپکا۔ حکیم پہاڑوں کے نیچے بنے خفیہ تہہ خانے میں داخل ہو گیا۔

ناگ بھی اس کے پیچھے پہنچ گیا تھا۔ اس نے دیکھا حکیم دیوار میں بنے ایک خانے سے دولت نکال کر کپڑے کے تھیلے میں ڈال رہا ہے دراصل حکیم نے یہاں سے بھاگ جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ایسے انسان کا مقابلہ کرنا اس کے بس کی بات نہیں۔ جو پرندہ بن سکتا ہے۔ اس نے عافیت اسی میں سمجھی کہ بھاگ جائے مگر ناگ اس ظالم انسان کو کیسے جانے دیتا۔ دولت سمیٹ کر حکیم مڑا ہی تھا کہ ناگ اچھل کر اس کے سامنے آ گیا اور پھن پھیلا کر پھنکارہ۔ حکیم کی تو آدھی جان نکل گئی تھی۔ اس نے قریب پڑی پتھر کی مورتی اٹھا کر ماری۔ ناگ تڑپ کر ایک طرف ہو گیا اس نے انسانی آواز میں کہا۔

"او بدبخت حکیم۔ تو بچ نہ سکے گا تیرا انجام بڑا عبرتناک ہو گا۔"

سانپ کو انسانوں کی طرح بولتے دیکھ کر حکیم کے پسینے چھوٹ گئے۔ اس کی گنجی کھوپڑی پر پسینے کے قطرے چمکنے لگے تھے اور زبان منہ سے باہر نکل آئی تھی۔ وہ اس طرح ہانپ رہا تھا جیسے میلوں سے دوڑ کر آیا ہو۔ اب وہ جان بچانے کی فکر میں تھا۔ ناگ جھومتا ہوا دُم کے بل کھڑا ہو گیا۔ اس کی خوفناک شوکروں سے حکیم کا دل دہل رہا تھا۔

حکیم نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی۔ ناگ نے پھرتی سے اس کے پاؤں پر ڈس لیا۔ حکیم گر پڑا اور اس کا جسم کانپنے لگا۔ زہر بڑی تیزی سے اس کے جسم میں پھیلتا جا رہا تھا۔ حکیم کو وہ سارے مظالم یاد آ گئے جو اس نے لوگوں پر کئے تھے۔ اس کے ناک، کان اور منہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے خون جاری ہوگیا۔ وہ مرگیا اور اس کا جسم اکڑ گیا۔

ناگ کمرے سے نکل آیا۔ لبادہ پوش اسے ڈھونڈتے پھر رہے تھے ناگ فوراً خونخوار شیر بن کر دھاڑا۔ تمام لبادہ پوش گھبرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے کہ اس علاقے میں شیر کہاں سے آگیا۔ ناگ چھلانگ لگا کر ان کے سامنے آگیا۔ اور ایک لبادہ پوش کے منہ پر پنجہ مارا۔ اس کے حلق سے دلخراش چیخ نکل کر پہاڑوں میں گم ہوگئی۔ اس کی کھوپڑی گردن سے جدا ہو کر پرے جا گری تھی۔

باقی لبادہ پوشوں نے یہ حال دیکھا تو اپنے ہتھیار پھینک بھاگ کھڑے ہوئے۔ ناگ نے انسان بن کر ناصر کو میز سے کھولا۔ پھر تمام کمروں میں تیل پھینک کر آگ لگا دی۔ اور خود گھوڑوں پر سوار ہو کر سرنگ سے باہر آگئے۔ ناگ نے کہا۔

"بھائی — خدا نے مجھے بروقت تمہاری مدد کے لئے بھیجا۔ اب تم آزاد ہو اور اپنے گھر جا سکتے ہو۔"

ناصر تو پہلے ہی ناگ سے ڈرا ہوا تھا۔ وہ ناگ کو بڑا زبردست جادوگر خیال کر رہا تھا۔ اس نے گھوڑے کی باگ موڑی اور خدا حافظ کہہ کر چل دیا۔

ناگ سرائے سے ماریا کو تلاش کرتے نکلا تھا مگر اس چکر میں پھنس گیا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ واپس سرائے میں عنبر کے پاس چلنا چاہیئے گھوڑا انگر کوٹ کی طرف دوڑنے لگا۔ ۔ ۔ سناٹے میں ٹاپوں کی آ...

گونج رہی تھی۔ پھر اچانک گھوڑا اپنی اگلی ٹانگیں ہوا میں بلند کر کے بڑے خوفناک انداز میں ہنہنایا۔ ناگ گرتے گرتے بچا۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا کوئی نہ تھا۔ مگر گھوڑا بُری طرح گھبرایا ہوا تھا۔

ناگ نے اسے بہتیرا چمکارا مگر گھوڑا قابو میں نہیں آرہا تھا۔ اسی وقت ماحول ایک ہیبتناک، خون سرد کر دینے والے قہقہے سے گونج اٹھا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کلاوتی دیوی کے سانپ

کفن پوش زندہ مُردہ، ناگ کے سامنے کھڑا تھا۔

اس کے بھیانک چہرے کے پھٹے ہوئے رخسار سے نکلا ہوا سانپ پھنکار رہا تھا۔ ایک آنکھ کا شعلہ تیزی سے بھڑک اور بجھ رہا تھا اور دوسری آنکھ بڑی تیزی سے گھوم رہی تھی۔ کفن پوش زندہ مردے نے سانپ کا پھن پکڑ کر اس کی لہراتی دوشاخی زبان چوم لی۔ پھر اس کے حلق سے خرخراتی آواز نکلی۔ جو کہہ رہی تھی۔

"اے ناگ ـــ میں جانتا ہوں کہ تم اصل میں ایک سانپ ہو۔ اب تم میری قید میں ہو اور بچ کر نہیں جا سکتے۔"

ناگ کفن پوش زندہ مردے کو دیکھ کر دنگ رہ گیا اسے یوں لگا جیسے کوئی جہنمی عفریت جہنم سے فرار ہو کر زمین پر آ گئی ہے۔ اسی وقت کفن پوش مردے نے اپنا استخوانی پنجہ اٹھا کر گھمایا۔ ناگ کے چاروں طرف آگ کا حصار بن گیا۔ لہلہاتے سرخ شعلے اس کے چاروں طرف ناچنے لگے۔

ناگ ان شعلوں سے نہیں نکل سکتا تھا۔ آگ اتنی تیز تھی کہ اگر وہ

نکلنے کی کوشش کرتا تو بھی حصار سے باہر آنے تک شعلوں نے اس کی کھال ادھیڑ دینی تھی۔ ناگ نے پرندہ بن کر اڑنا چاہا مگر یہ کیا۔ اس نے اپنے ذہن میں کبوتر کی تصویر لا کر گہرا سانس لیا لیکن کبوتر نہیں بن سکا تھا۔ کفن پوش زندہ مردے نے اس کی بھیس بدلنے کی طاقت چھین لی تھی۔ اب تو ناگ کے ہوش اڑ گئے۔ کفن پوش زندہ مردے کا قہقہہ پھر ویرانے میں گونجا اس نے کہا۔

"اے ناگ۔ تو میرے سامنے بے بس ہے۔"

ناگ نے فوراً آنکھیں بند کر کے سانپوں کے شہنشاہ شیش ناگ کی رانی کلاوتی کو سگنل دیا ـــ ایک دھماکہ ہوا۔ کلاوتی دیوی آ پہنچی تھی ناگ نے سگنل کی خموش آواز میں کہا۔

"مقدس کلاوتی دیوی۔ میری مدد کر۔ میں اس زندہ مردے کے جادو میں پھنس چکا ہوں۔"

کلاوتی دیوی نے قہر آلود نگاہوں سے کفن پوش مردے کی طرف دیکھا اور پھنکار کر ایک عظیم ناگن کے روپ میں آ گئی۔ ناگن کے منہ سے شعلوں کی بارش ہو رہی تھی۔ لیکن یہ شعلے کفن پوش مردے تک پہنچنے سے پہلے ہی غائب ہو جاتے تھے۔ ناگن اپنا وار خالی جاتا دیکھ کر لوٹ پوٹ کر پھر عورت بن گئی۔

کفن پوش زندہ مردے کی خرخراتی آواز ابھری جو کہہ رہی تھی۔

اے ناگن دیوی۔ تو اپنے سارے ہتھیار آزما لے مگر ناگ کو میری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قید سے آزاد نہیں کرا سکے گی۔"

کلاوتی دیوی نے بل کھا کر کہا۔

"خبیث مردے۔ میں دیکھتی ہوں تم میں کس قدر دم ہے۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

کلاوتی دیوی نے فضا میں پھنکار ماری۔ فوراً ہی اکیس پیالے نمودار ہوئے۔ جو دودھ سے لبالب بھرے ہوئے تھے۔ ان پیالوں میں ایک پیالہ دوسروں سے بڑا تھا۔ جو درمیان میں رکھا ہوا تھا۔ اچانک سرسراہٹ ہوئی اور ایک کوڑیالا سانپ آ کر ایک پیالے کے سامنے بیٹھ گیا۔ دوبارہ سرسراہٹ ہوئی اور ایک سفید سانپ آیا۔ وہ دوسرے پیالے کے سامنے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔

اسی طرح مختلف قسم کے بیس سانپ آ گئے اور بیس پیالوں کے سامنے بیٹھ گئے۔ ان سب کے پھن تنے ہوئے تھے۔ کلاوتی دیوی بڑے غور سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ کفن پوش مردے نے بھی اپنی اکلوتی آنکھ ان سانپوں پر جما رکھی تھی۔

اچانک زبردست سنسناہٹ ہوئی اس کے ساتھ ہی تیز پھنکاریں مارتا ایک سنہری سانپ آیا اور درمیان میں پڑے بڑے پیالے کے سامنے بیٹھ گیا اور پھن پھیلا کر جھومنے لگا۔ اس سنہرے سانپ کے جسم پر سرخ دھاریاں تھیں۔ یہ آٹھ فٹ لمبا اور ایک فٹ چوڑا تھا۔ اس کے پھن پر ایک تاج سا بنا ہوا تھا۔

ناگ سمجھ گیا کہ کلاوتی دیوی اپنی سب سے بڑی طاقت کفن پوش زندہ مردے پر آزمانے لگی ہے۔ یہ اکیس سانپ کلاوتی دیوی کے خاص محافظ سانپ تھے۔ سنہرے سانپ نے اپنا پھن جھکا کر دودھ کے پیالے میں ڈالا اور سارا دودھ پی گیا۔ اب سارے سانپوں نے دودھ پی لیا۔

سنہرے سانپ نے اپنا سر جھکا کر کہا۔

"اے کلاوتی دیوی۔ تیرے غلام حاضر ہیں اور تیرے حکم کے منتظر ہیں۔"

کلاوتی دیوی نے کفن پوش زندہ مردے کی طرف انگلی اٹھا کر کہا۔

"وہ میرا دشمن ہے میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ اسے نوچ نوچ کر کھا جاؤ۔"

سنہرے سانپ نے دُم کے بل کھڑے ہو کر پھنکار ماری اور سفید سانپ کی طرف دیکھا۔ سفید سانپ پھنکارتا ہوا مُردے کی طرف لپکا۔

اسی وقت ایک پُراسرار ہیولہ سا کفن پوش زندہ مردے کے پاس آ کھڑا ہوا۔ اس ہیولے کے اکیس ہاتھ تھے اس کی مدھم صورت بڑی خوفناک تھی۔ اور ہر ہاتھ میں ایک تلوار تھی۔

سفید سانپ، کفن پوش زندہ مُردے کے پاس پہنچا ہی تھا کہ ہیولے کا ایک ہاتھ بڑھا اس نے تلوار سانپ کی گردن پر ماری سانپ کا پھن کٹ کر پرے جا گرا مگر اس کا تڑپتا ہوا جسم پتلی رسی کی طرح ہیولے کے اس ہاتھ سے لپٹ گیا۔ ہیولے نے تیز چیخ ماری۔ اس کا وہ ہاتھ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب کوڑیالا سانپ بجلی کی طرح لہراتا ہوا بڑھا مگر ہیولے کے دوسرے ہاتھ نے اس سانپ کو ختم کر دیا۔ پہلے کی طرح اس بار بھی ہیولے کو اپنے ایک ہاتھ سے محروم ہونا پڑا۔ اسی طرح ایکیس کے ایکیس سانپ مارے گئے اور ہیولے کے تمام ہاتھ ٹوٹ گئے۔ اس کے بازوؤں سے کالا خون گر رہا تھا اور جہاں ہیولا کھڑا تھا وہاں زمین پر ایک تالاب سا بن گیا تھا۔ کالے خون کا تالاب۔

کفن پوش زندہ مُردے نے ہیولے کو مخاطب کر کے کہا۔

"تیرا شکریہ۔ اب تو جا سکتا ہے۔"

ہیولہ جس طرح نمودار ہوا تھا اس طرح غائب ہو گیا۔ پتھریلی سڑک پر ایکیس سانپوں کی لاشیں اور ایکیس کٹے ہوئے ہاتھ پڑے تھے۔ کفن پوش زندہ مُردے کی آنکھ کا شعلہ تیزی سے بھڑکنے لگا تھا۔ اس کی دوسری آنکھ اپنے حلقے میں گھوم رہی تھی۔ اس نے اُچھل کر ایک چنگھاڑ ماری اور کہا۔

"اے کلاوتی دیوی۔ تیرا وار خالی گیا۔ لے اب میرا وار سنبھال"

گھوں گھوں گھوں۔ تیز آواز پیدا ہوئی۔ یہ آواز آسمان کی طرف سے آئی تھی۔ ناگ نے سر اٹھا کر دیکھا۔ آگ کا ایک گول دائرہ چکر کھاتا چلا آ رہا تھا۔ اگن چکر کلاوتی دیوی کے اُوپر آ کر ٹھہر گیا۔ کلاوتی دیوی نے پچکاری سے منتر پڑھ کر پھونکا۔ مگر اگن چکر غائب نہ ہوا بلکہ نیچے اُترنے لگا۔

کلاوتی دیوی کو اب اپنی جان بچانے کی فکر پڑ گئی۔ کفن پوش زندہ مُردے کی شیطانی طاقتوں نے اسے شکست دے دی تھی کلاوتی دیوی نے زمین پر لوٹ کھائی اور غائب ہو گئی۔ کفن پوش زندہ مُردے نے بڑا بھیانک قہقہہ لگایا۔ اگن چکر کے شعلے مزید لمبے ہو گئے۔ اُس نے کہا

"اے ناگ۔ تُو نے دیکھ لیا۔ تیری دیوی میرے آگے ٹھہر نہیں سکی میری شیطانی طاقتیں لامحدود ہیں۔ ہا ہا ہا۔"

کفن پوش زندہ مُردے نے آگ کے حصار میں آ کر ناگ کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ ناگ تڑپا اور پتھر کا چھوٹا سانپ بن گیا۔ مُردے نے اسے اپنے کفن کے جھولے میں ڈالا اور اڑتا ہوا اگن چکر میں جا بیٹھا۔ اگن چکر گھومتا ہوا ایک طرف جانے لگا۔ سناٹے میں کفن پوش زندہ مُردے کا قہقہہ پہاڑوں سے ٹکرانے کے بعد ہر طرف گونجنے لگا تھا۔

ہوا میں اڑتا ہوا اگن چکر ایک پرانے مرگھٹ میں جا اُترا۔ مرگھٹ کی زمین پر انسانی ہڈیاں اور کھوپڑیاں بکھری پڑی تھیں۔ کفن پوش زندہ مُردہ ایک بارہ دری کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا جسم خود بخود زمین میں دھنسنے لگا۔ زمین کے نیچے تمام شیطانی ٹولہ موجود تھا۔ چڑیلوں کی ملکہ نے کفن پوش مُردے کو دیکھ کر کہا۔

"اے شیطان کے غلام۔ کیا تو ناگ کو قیدی بنا سکا ہے۔"

کفن پوش زندہ مُردے نے اپنی خرخراتی زبان میں کہا۔

"چڑیلوں کی ملکہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تیرا غلام ناکام واپس لوٹے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شیش ناگ کی ملکہ کلاوتی دیوی میرے مقابلے پر آئی تھی مگر میں نے اسی کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔"

یہ کہہ کر کفن پوش زندہ مُردے نے اپنے جھولے سے پتھر کے ناگ کو نکال کر چڑیلوں کی ملکہ کے سامنے پھینک دیا۔ چڑیل ملکہ کے دونوں ڈیلے خوشی سے رقص کرنے لگے۔ اس نے اُچھل کر کہا۔

"شاباش اے مُردے۔ میرا ایک دشمن میرے قابو میں آچکا ہے میں تجھ سے بہت خوش ہوں۔"

یہ کہہ کر چڑیلوں کی ملکہ آفت بھتنی کی طرف مڑی اور کہا۔

"اے بھتنی اب تیرا کام ہے۔ تو اس وقت غیبی عورت ماریا کے بالوں میں بیٹھ کر اس کے دماغ پر قبضہ کر لے۔ اسے یہاں لے آ۔ میں ناگ اور ماریا کو عنبر کے مقابلے پر بھیجوں گی۔ وہ دونوں میرے غلام ہوں گے اور میرا ہر حکم بجا لائیں گے۔ وہ یا تو عنبر کے ہاتھوں مر جائیں گے یا عنبر کو مار ڈالیں گے۔"

چڑیلوں کی ملکہ کا مکروہ چہرہ بگڑ کر اور بھی بھیانک ہو گیا۔ اس کی باچھیں پھیلی ہوئی تھیں اور ان سے غلیظ بدبودار پانی کے قطرے گر رہے تھے۔ وہ شیطان کے مجسمے کو سجدہ کر کے بولی۔

"اے مگرمچھ جادوگر۔ اپنے جادوئی شیشے کو نکال اور مجھے بتا کہ غیبی عورت ماریا کہاں ہے۔"

مگرمچھ جادوگر نے اپنی دم زمین پر ماری اور جادوئی

شیشہ نکال کر کہا۔

"اکڑ بکڑ بمبے بو۔ اسّی نوے پورا سو۔ اے جادوئی شیشے بتا۔ غیبی عورت ماریا کہاں ہے؟"

جادوئی شیشے پر فوراً الفاظ نمودار ہوئے۔

"میں غیبی چیزوں کے متعلق ہرگز کچھ نہیں بتا سکتا۔ آئندہ مجھ سے ایسے سوال مت پوچھنا۔ ورنہ میں ٹوٹ جاؤں گا۔"

چڑیلوں کی ملکہ نے شیشے پر اُبھرنے والے الفاظ پڑھ لئے تھے۔ وہ غصے میں آکر چنگھاڑی۔

"مگرمچھ جادوگر۔ تیرا جادو ناکارہ ہے۔ یہ جادوئی شیشہ معمولی سوالوں کے جواب بھی نہیں دے سکتا۔"

مگرمچھ جادوگر کچھ نہ بولا۔ چڑیل ملکہ نے آفت بھتنی سے کہا۔

"جا۔ غیبی عورت کو تلاش کر کے لا۔"

آفت بھتنی کا جسم سکڑنا شروع ہو گیا وہ انسانی انگلی کے برابر ہو گئی اور اُڑتی ہوئی زمین سے باہر نکل گئی۔

چڑیلوں کی ملکہ بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہلنے لگی۔ پھر اس نے پتھر بنے ناگ کو اٹھایا اور ایک صندوقچی میں بند کر کے زمین کھود کر اس میں دفن کر دیا۔

اس کام سے فارغ ہو کر چڑیلوں کی ملکہ نے اپنے صندوق سے انسانی ہڈیاں نکال کر فرش پر پھینک دیں اور منتر پڑھتی ہوئی ان کے گرد چکر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھانے لگی منتر مکمل کرنے کے بعد اس نے پھونک ماری تو ساری ہڈیاں آپس میں جُڑ کر ایک مکمل انسانی ڈھانچہ بن گئیں۔ کڑکڑاہٹ کی خون جما دینے والی بھیانک آواز کے ساتھ ڈھانچہ زمین سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

اس کا جبڑا کڑکڑایا اور آواز آئی۔

"اے چڑیلوں کی ملکہ شیطان تیرا نگہبان ہو۔ مَیں تیری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

چڑیل ملکہ بولی۔

"اے ڈھانچے یہاں زمین میں میرا دشمن ناگ دفن ہے۔ خبردار اس کی حفاظت کرنا۔ کوئی یہاں سے اسے نکال نہ پائے نہیں تو مَیں تیری ہڈی ہڈی الگ کر کے جلا دوں گی۔"

یہ کہہ کر چڑیلوں کی ملکہ نے گھناؤنا قہقہہ لگایا۔ ڈھانچے کا پیلا رنگ مزید پیلا ہو گیا تھا۔

○

کاہن کا سایہ

آئیے اب عنبر کے پاس چلتے ہیں۔

ناگ کے چلے جانے کے بعد عنبر کچھ دیر انتظار کرتا رہا۔ جب ناگ، ماریا کو ہمراہ لے کر نہ لوٹا تو عنبر بے چین ہو کر سرائے سے نکل آیا۔ بارش بڑے زور شور سے ہو رہی تھی۔ عنبر ویران سڑک پر ایک طرف چل دیا۔ سڑک پر پانی کھڑا تھا اور عنبر چھپ چھپ کرتا چلا جا رہا تھا وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ سرائے سے نکلتے ہی ایک سایہ اس کے تعاقب میں لگ گیا ہے۔

پُراسرار سایہ چند انچ اوپر ہوا میں تیرتا ہوا عنبر کا پیچھا کر رہا تھا اس کے ہاتھ میں ایک ترشول تھی۔ عنبر اس سائے سے بے خبر تھا۔ وہ ایک چھوٹی سڑک سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک مکان سے چیخ کی آواز آئی۔ اس کے ساتھ ہی ایسا لگا جیسے چیخ مارنے والے کا منہ دبا دیا گیا ہو۔ یہ کسی عورت کی چیخ تھی۔

عنبر رُک گیا۔ اسی وقت مکان کا دروازہ کھلا۔ عنبر جلدی سے دیوار کی اوٹ میں ہو گیا۔ اور مکان کی طرف دیکھنے لگا۔ مکان سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دو گھوڑے باہر نکلے۔ تاریکی کے باوجود عنبر دیکھ سکتا تھا۔ ایک گھوڑے پر نوجوان بیٹھا تھا جس نے ایک خوبصورت لڑکی کو اپنے آگے ڈال رکھا تھا جبکہ دوسرے گھوڑے پر ایک کرخت چہرے والی بڑھیا بیٹھی تھی اس کا چہرہ سنگدلی اور بے رحمی کی علامت تھا۔ وہ بڑھیا تاریکی میں ایک ڈائن لگ رہی تھی۔ نوجوان نے ایک ہاتھ سے گھوڑے کی لگام تھام رکھی تھی۔ اس کا دوسرا ہاتھ لڑکی کے منہ پر جما ہوا تھا۔

یہ پچھپے کٹنی کا بھانجا تھا اور لڑکی مریم تھی۔ مریم کا حال آپ گزشتہ قسطوں میں پڑھ چکے ہیں۔ پچھپے کٹنی کا بھانجہ مریم کو نگرکوٹ میں کسی ہندو ساہوکار کے ہاتھوں فروخت کرنے والا تھا۔ مگر بعد میں حالات بگڑ گئے نگرکوٹ مسلمان فاتح محمود غزنوی نے فتح کر لیا۔ اب پچھپے کٹنی کا بھانجہ مریم کو کلکتے لے جا رہا تھا تاکہ وہاں اسے بھیڑ بکری کی طرح بیچ ڈالے۔ مریم کے ہاتھ پاؤں رسّی سے بندھے ہوئے تھے۔ عنبر معاملہ بھانپ گیا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ لڑکی کی مدد کرے گا۔ وہ دیوار کی اوٹ سے نکل کر گھوڑوں کے سامنے آگیا۔ پُراسرار سایہ ایک طرف کھڑا دلچسپی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ پچھپے کٹنی کے بھانجے نے عنبر کو دیکھا تو میان سے تلوار کھینچ لی اور کڑک کر کہا۔

"جان کی خیریت چاہتے ہو تو دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ سور کے بچے۔"

عنبر کو غصہ آگیا۔ باپ کی گالی وہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتا تھا اس نے کہا۔

"میں ابھی تمہیں بتاتا ہوں کہ سور کی اولاد کون ہے۔"

ڈراؤنی شکل والی بڑھیا چلائی۔

اسے قتل کر دو۔ جلدی کرو۔ کہیں مسلمان سپاہی اِدھر نہ آجائیں۔ پچھپے کٹنی کا بھانجہ چھلانگ مار کر گھوڑے سے اُتر آیا۔ اس کا خیال تھا کہ دُبلا عنبر نہتا ہے اور اس کے پاس تلوار ہے وہ تلوار کے ایک ہی وار سے عنبر کا کام تمام کر دے گا۔ اس بدبخت کو کیا معلوم تھا کہ وہ موت کے سامنے آگیا ہے۔ پچھپے کٹنی کے بھانجے نے چیخ مار کر تلوار لہرائی اور عنبر کی گردن پر دے ماری۔

اس کا ہاتھ جھنجھنا اٹھا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ "تلوار ٹوٹ گئی تھی۔ پچھپے کٹنی کے بھانجے نے پاگلوں کی طرح منہ پھاڑ کر ٹوٹی ہوئی "تلوار کو دیکھا۔ اس کے بھیجے میں یہ بات نہیں آرہی تھی کہ تلوار کیسے ٹوٹ گئی۔ عنبر نے اس کی گردن دبوچ لی۔ پچھپے کٹنی کا بھانجہ ڈر گیا تھا۔ اس نے گڑگڑا کر کہا۔

"مجھے معاف کر دو۔"

عنبر نے کہا "اب تم داروغہ جہنّم سے معافی مانگنا۔"

یہ کہہ کر عنبر نے پچھپے کٹنی کے بھانجے کے منہ پر پوری طاقت سے مُکا مارا اس کا بایاں جبڑہ ٹوٹ کر لٹکنے لگا۔ عنبر کے دوسرے مُکے نے اس کی کھوپڑی توڑ دی۔ وہ چیخ مار کر گرا اور مر گیا۔ ڈائن کی شکل والی بڑھیا نے جب یہ دیکھا تو اس کے ہوش اُڑ گئے۔ عنبر نے اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چوٹی سے پکڑ کر نیچے گھسیٹ لیا۔ مکار بڑھیا نے دہائی دینا شروع کر دی۔

"میں بے قصور ہوں۔ مجھے مت مارو۔"

مریم جھٹ بول اٹھی۔

"نہیں نہیں یہ جھوٹی ہے۔ اس نے مجھ پر بہت ظلم کئے ہیں۔ یہ عورت نہیں ڈائن ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"اس کی تو شکل سے ہی مکاری اور عیاری ٹپکتی ہے۔"

عنبر نے بڑھیا کو گردن سے پکڑ کر فضا میں اچھال دیا۔ بڑھیا کے حلق سے دلدوز چیخ نکلی۔ وہ قلابازیاں کھاتی ہوئی نیچے آئی۔ اس کا سر پکی سڑک سے ٹکرایا اور تربوز کی طرح پھٹ گیا۔ مغز باہر نکل کر سڑک پر بکھر گیا۔ مری ہوئی بڑھیا ایک منحوس چڑیل کی طرح نظر آ رہی تھی۔

عنبر نے مریم کے ہاتھ پاؤں کھولتے ہوئے کہا۔

"گھبراؤ نہیں بہن مجھے بتاؤ تم کون ہو اور یہ بدمعاش کون تھے؟"

مریم نے اپنی ساری کہانی سنا دی۔ غیبی عورت کے ذکر پر عنبر چونک پڑا۔ اسے یاد آ گیا کہ ماریا نے اسے بتایا تھا کہ اس نے ایک مسلمان لڑکی کو بھلشوؤں کی قید سے نکالا تھا مگر دہلی جاتے ہوئے ایک رات جنگل میں سے کوئی اسے اٹھا کر لے گیا تھا۔ عنبر نے کہا۔

"مریم بہن — وہ غیبی عورت میری منہ بولی بہن ماریا تھی — میرا نام عنبر ہے۔ اب تم بے فکر ہو جاؤ۔ میں تمہیں تمہارے والدین تک پہنچا دوں گا۔"

مریم نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"عنبر بھائی۔ تم پر تلوار کا وار کیا گیا تھا لیکن تمہیں کچھ نہیں ہوا کیا تم کوئی جن ہو؟"

عنبر ہنس پڑا۔ اس نے کہا۔

"نہیں۔ میں کچھ پُراسرار طاقتیں رکھتا ہوں جس طرح میری بہن ماریا کسی کو نظر نہیں آتی اسی طرح مجھ پر کسی ہتھیار کا اثر نہیں ہوتا۔"

عنبر اور مریم گھوڑوں پر سوار ہو کر چل دیئے۔ پُراسرار سائے نے ان کی ساری گفتگو سن لی تھی اس کی آنکھیں چمکنے لگی تھیں وہ ہوا میں تیرتا ہوا عنبر کے سر پر آ گیا۔

پُراسرار سائے نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ترشول مریم کے سر پر گھمائی۔ ترشول میں سے چنگاریاں چھوٹ کر مریم پر گریں اور وہ گھوڑے سمیت غائب ہو گئی۔ عنبر ہکا بکا رہ گیا۔ پُراسرار سایہ مسکرایا پھر اس کے لب ہلے اور سناٹے میں آواز گونجی۔

"اے لافانی عنبر۔ گھبرا نہیں۔ مریم محفوظ جگہ پہنچ چکی ہے۔ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا لیکن تجھے میری مدد کرنا ہو گی۔"

عنبر نے سنبھل کر کہا۔

"اے سائے۔ تو کون ہے اور میں تیری کیا مدد کر سکتا ہوں؟"

پُراسرار سایہ ہوا میں تیرتا ہوا زمین پر آ گیا۔ اس کے لب ہلے اور آواز گونجنے لگی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں دس ہزار سال پرانا مصری کاہن ہوں۔ اور اب تک اپنے جادو کے زور پر زندہ چلا آ رہا ہوں۔ میرا جسم ختم ہو چکا ہے مگر روح زندہ ہے اے عنبر۔ فرعون کے بیٹے اور شاہی خاندان کے فرزند عنبر۔ میری روح ان دنوں بڑی بے چین ہے۔ میری نسل کا آخری شخص ایک جادوگرنی کے قبضے میں ہے۔

اے عنبر وہ جادوگرنی اسے ہلاک کر کے اور اس کی کھوپڑی سے کر ایک جادو تیار کرنا چاہتی ہے۔ اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئی تو میری نسل ختم ہو جائے گی۔ میری روح اس قدر طاقتور نہیں کہ جادوگرنی کا مقابلہ کر سکے۔

"میں نے اپنے دیوی دیوتاؤں سے مدد مانگی تب مصر کی قدیم زلالہ دیوی نے مجھے تمہارا بتایا اور کہا کہ وہ عنبر جس پر موت حرام کر دی گئی ہے وہی اس خبیث جادوگرنی کو ختم کر سکتا ہے اور میں تمہاری تلاش میں ہندوستان آ گیا۔ اب تمہیں میری مدد کرنا ہو گی۔ میری نسل کے آخری شخص یاسر کو بچانا ہو گا۔"

عنبر نے کہا۔

"تم نے زلالہ دیوی کا حوالہ دیا ہے وہ میرے لئے محترم ہے۔ اے کاہن کی روح میں تیری مدد ضرور کروں گا۔ لیکن فی الحال میں ناگ اور ماریا کی تلاش میں ہوں۔ جو نہ جانے کہاں چلے گئے ہیں۔ اور پھر تمہیں پہلے مریم کو واپس کرنا ہو گا۔"

کاہن کے سائے نے بے چینی سے کہا۔

"مریم کو تم بھول جاؤ۔ میں نے اپنے جادو سے اسے دہلی اس کے گھر پہنچا دیا ہے۔ میری آنکھیں اسے اپنے ماں باپ کے گلے لگ کر روتے ہوئے دیکھ رہی ہیں۔ تمہیں اسی وقت لندن جانا ہو گا جس کے باہر ایک ویران جنگل میں جادوگرنی کا ٹھکانہ ہے۔"

عنبر کہنے لگا۔

"میں تمہاری یہ بات نہیں مان سکتا۔ میں تمہاری مدد کروں گا مگر ——"

باقی الفاظ عنبر کے منہ میں ہی تھے کہ بجلی بڑے زور سے کڑکی۔ عنبر نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا۔

بجلی کی چمک میں اس نے دیکھا کہ ایک سفید ہیولہ بادلوں میں سے نکل کر نیچے آ رہا ہے۔ یہ زلالہ دیوی تھی۔ زلالہ دیوی نے نیچے آ کر کہا۔

"اے کاہن۔ مجھے تمہاری خاطر اپنے مصری ہرم کے تابوت سے اٹھ کر آنا پڑا ہے۔" یہ کہہ کر زلالہ دیوی عنبر کی طرف مڑی اور اپنی گونجدار آواز میں کہنے لگی۔

"عنبر۔ اس وقت تم ناگ اور ماریا کو بھول جاؤ۔ انہیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ لیکن تم نہ مرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود ان کی مدد نہ کر سکو گے۔ جادوگرنی کو مارنے کے بعد تمہیں ایک خفیہ طاقت مل جائے گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ذلالہ دیوی کی آنکھوں سے شعاعیں خارج ہوئیں۔ ان تڑپتی شعاعوں نے عنبر کے گرد حصار سا بنا لیا۔ عنبر کو زبردست چکر آ گیا۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے محسوس کیا کہ وہ ہوا میں اُڑ رہا ہے۔ اس کے بعد عنبر کے ذہن پر تاریکی چھا گئی۔ گہری تاریکی۔

جب عنبر کے ذہن سے یہ تاریکی چھٹی اور اسے ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک کشتی میں پایا۔ دو انگریز اس پر جھکے ہوئے تھے۔ انہوں نے عنبر کو ہوش میں آتے دیکھا تو ایک بولا۔

"مسٹر اب تمہاری طبیعت کیسی ہے۔ یہ اچانک تمہیں کیا ہو گیا تھا"

عنبر نے اپنے لباس پر نظر ڈالی۔ وہ اس وقت انگریزوں کے لباس تنگ پتلون اور جیکٹ میں تھا۔ عنبر اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ سب زلالہ دیوی کا کمال ہے۔ اور وہ ہندوستان سے لندن پہنچ چکا ہے۔ دونوں انگریز عنبر کو تشویش بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے

عنبر نے بہانہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے چکر سا آ گیا تھا مگر اب میں بالکل ٹھیک ہوں"

اب عنبر یہ کیسے بتاتا کہ چند منٹ پہلے وہ یہاں سے ہزاروں میل دور ہندوستان میں موجود تھا۔ اگر وہ یہ بتا بھی دیتا تو انگریز کب مانتے بلکہ وہ اسے پاگل سمجھتے۔ کشتی ہوا کی لہروں پر بہتی چلی جا رہی تھی دور سے ساحل نظر آ رہا تھا۔

ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ آج سے کئی سو سال پہلے کا لندن آج

سے یکسر مختلف تھا۔ بڑی بڑی عمارات، ٹیلی ویژن اسٹیشن، عظیم الشان پُل اور ٹاورز۔ کچھ بھی تو نہ تھا۔ پُرسکون دریا کی لہروں پر سفر کرتی ہوئی کشتی ساحل پہ آ لگی۔ دوسرے مسافروں کے ساتھ عنبر بھی کشتی سے اُتر کر ساحل پہ آ گیا۔ ساحل سے کچھ ہٹ کر چھوٹے چھوٹے کئی ہوٹل موجود تھے۔

عنبر نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ سونے کے برطانوی سکے موجود تھے۔ اور یہ سب زلالہ دیوی کا کرشمہ تھا۔ رات عنبر نے ایک ہوٹل میں بسر کی اور اگلے دن صبح سویرے لندن کے مغربی حصے کو جانے والی ایک وکٹوریہ میں سوار ہو گیا۔ اس زمانے میں چار گھوڑوں اور چار پہیوں والی گاڑی کو وکٹوریہ کہا جاتا تھا۔ لندن میں وکٹوریہ ہی چلتی تھیں۔ پٹرول سے چلنے والی گاڑیوں کا تو کوئی اس وقت سوچ بھی نہ سکتا تھا۔

ہر وکٹوریہ میں چار مسافر بیٹھتے تھے۔ جب وکٹوریہ بھر گئی تو کوچوان اُچک کر اگلے حصے پر سوار ہوا اور گھوڑے چل پڑے۔ وکٹوریہ کچی بل کھاتی سڑک پر دھواں اُڑاتی اپنے سفر پر روانہ ہو گئی۔ وکٹوریہ میں عنبر کے علاوہ ایک بوڑھا انگریز، اس کی نوجوان بیٹی اور کمسن بیٹا سوار تھے۔

وکٹوریہ دوڑتی جا رہی تھی اور عنبر اس خیال میں گم تھا کہ زلالہ دیوی نے اسے کہا تھا کہ ناگ اور ماریا کو اس کی مدد

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی ضرورت ہے۔ اور وہ نہ مرنے والی طاقت رکھنے کے باوجود ان کی مدد نہیں کر سکتا ــــ وہ سوچ رہا تھا کہ آخر اس کا پیارا بھائی اور پیاری بہن کس مصیبت میں پھنس چکے ہیں۔

عنبر انہی خیالوں میں گم تھا کہ اچانک وکٹوریہ کا کوچوان چلایا۔

"اوہ مائی گاڈ۔ ڈاکو حملہ کر رہے ہیں۔"

○

پُراسرار آواز

وکٹوریہ اس وقت ایک ویران علاقے سے گزر رہی تھی۔

یہ علاقہ خونی ڈاکوؤں کا مسکن تھا۔ وہ مسافروں پر حملہ کر کے انہیں لوٹ لیتے تھے۔ بچوں اور بوڑھوں کو قتل کر دیتے اور نوجوان لڑکیوں کو اٹھا لے جاتے تھے۔ یہ بڑے ہی ظالم اور خونخوار قسم کے ڈاکو تھے۔ اور اب یہ وحشی ڈاکو اپنے گھوڑوں پر سوار وکٹوریہ کا پیچھا کر رہے تھے ویران علاقہ گھوڑوں کی ٹاپوں سے گونج رہا تھا۔

وکٹوریہ کا کوچوان بار بار چابک لہرا کر گھوڑوں کو مارتا۔ گھوڑے ہنہناتے ہوئے پوری رفتار سے دوڑ رہے تھے۔ کچی اور گڑھوں سے بھر پور سڑک پر وکٹوریہ بار بار اچھلتی تھی۔ بوڑھے انگریز اور اس کی نوجوان لڑکی کا رنگ فق ہو چکا تھا۔ لڑکی نے اپنے سینے پر انگلیوں سے صلیب کا نشان بناتے ہوئے کہا۔

"مائی گاڈ۔ اپنے پاک یسوع مسیح کے واسطے ہمیں ان خونی ڈاکوؤں سے محفوظ رکھ۔ ہماری مدد فرما۔"

عنبر وکٹوریہ کے اگلے حصے میں کوچوان کے پاس آ گیا۔ اس نے دیکھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ چار ڈاکو تلواریں اور کلہاڑیاں لہراتے، چیخیں مارتے، اپنے گھوڑوں کو بھگاتے وکٹوریہ کے نزدیک آتے جا رہے تھے۔ وکٹوریہ اس بُری طرح اُچھل رہی تھی کہ عنبر کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں الٹ نہ جائے اس نے کوچوان سے کہا۔

"رفتار آہستہ کر دو۔ ورنہ گاڑی اُلٹ جائے گی اور تم میں سے کوئی زندہ نہ بچ سکے گا۔"

کوچوان غصے سے چلّایا۔

"احمق نوجوان۔ تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔ اگر ڈاکوؤں کے قابو آ گئے تو وہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔"

عنبر نے بڑے سکون سے کہا۔

"وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ میں ان سے نپٹ لوں گا۔ وکٹوریہ کو روک دو۔"

کوچوان زور سے چیخا۔

"باسٹرڈ۔ تم اپنے ساتھ مجھے بھی مروانا چاہتے ہو۔ وہ ہتھیار رکھتے ہیں اور ہم نہتے ہیں۔"

اس دوران ڈاکو وکٹوریہ کے نزدیک آ چکے تھے۔ ان کے گھوڑے وکٹوریہ کے برابر دوڑ رہے تھے۔ پھر ایک ڈاکو نے بڑی پھرتی سے خنجر نکال کر کوچوان کی طرف پھینکا۔ ڈاکو نشانے کا پکا تھا۔ اس سے پہلے کہ عنبر کچھ کر سکتا۔ خنجر کوچوان کے سینے میں دھنس چکا تھا۔ کوچوان

کے حلق سے دلخراش چیخ نکلی

گھوڑوں کی باگیں اس کے ہاتھوں سے نکل گئیں اور وہ لڑھک کر وکٹوریہ سے نیچے جا گرا۔ گھوڑے بے قابو ہونے لگے تھے کہ عنبر نے پھرتی سے ان کی باگیں تھام کر وکٹوریہ کو روک دیا۔ ایک ڈاکو دوڑتے گھوڑے پر سے چھلانگ لگا کر وکٹوریہ پر آ گیا۔ اس نے عنبر کے سینے پر تلوار کی نوک ٹکا دی اور وحشیوں کی طرح ہنس کر بولا۔

"خبردار۔ او کالے آدمی۔ چپ چاپ بیٹھے رہو۔"

دوسرے ڈاکوؤں نے وکٹوریہ سے انگریز، اس کی بیٹی اور بیٹے کو گھسیٹ کر باہر کھینچ لیا۔ ایک ڈاکو جو ڈاکوؤں کا سردار معلوم ہوتا تھا اپنے پیلے پیلے دانت نکال کر خونخوار انداز میں ہنسا اور کہنے لگا۔

"آج قسمت بڑی مہربان معلوم ہوتی ہے۔ میں اس خوبصورت لڑکی کو اپنی بیوی بناؤں گا۔"

بوڑھا انگریز یہ سُن کر ڈاکو کے قدموں میں گر گیا اور گڑگڑایا۔

"میری ساری دولت لے لو مگر میری بیٹی پر رحم کرو۔ اسے چھوڑ دو۔"

خونخوار ڈاکو نے وحشیانہ قہقہہ لگا کر بوڑھے کی کمر پر ٹھوکر ماری اور کڑک کر بولا۔

"بڈھے چپ رہ۔ میرا نام لال ہاتھی ہے۔ رحم کرنا میں نہیں جانتا تمہاری ساری دولت تو میں خود چھین لوں گا۔ اور یہ لڑکی۔ ہاہاہا یہ میری بیوی بنے گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوسرے ڈاکو بھی قہقہے لگانے لگے۔ انگریز کی لڑکی اور اس کا بھائی رونے لگے۔ لال ہاتھی ڈاکو وزنی کلہاڑی لہراتے ہوئے بوڑھے انگریز کی طرف بڑھا۔ ایک ڈاکو نے خوشامدی لہجے میں کہا۔

"سردار۔ اس کا سر کاٹ دو۔ میں اسے فٹ بال سمجھ کر کھیلوں گا۔"

لال ہاتھی نے مکروہ قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

"سفید بالوں والا فٹ بال۔ واہ واہ۔ جب یہ ٹھوکر دوں سے لڑھکتا پھرے گا تو کیا خوب منظر ہو گا۔"

اب عنبر کے حرکت میں آنے کا وقت آ چکا تھا۔ مزید تاخیر بوڑھے کی جان لے سکتی تھی۔ عنبر نے اپنے پاس بیٹھے انگریز کی طرف دیکھا اور کہا۔

"سفید سور۔ میرے ہاتھ میں کھجلی ہو رہی ہے۔ کیا میں تمہاری گردن کی ہڈی توڑ سکتا ہوں۔"

گورے ڈاکو کا تو منہ سرخ ہو گیا۔ ایک کالے آدمی کی یہ مجال کہ اس سے مذاق کرے۔ اس نے دانت پیس کر وحشیانہ انداز میں چیخ ماری اور غراتی آواز میں بولا۔

"کالے کتے۔ تمہاری یہ جرأت! ابھی میں تجھے مزہ چکھاتا ہوں۔ تیری تو میں ہڈیاں توڑ کر رکھ دوں گا۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"غصے میں تمہاری شکل قبرستانی بجو ایسی ہو جاتی ہے لگتا ہے بجو

سے تمہاری خاص رشتے داری ہے۔"

گورے ڈاکو نے تلوار لہرا کر عنبر کی گردن پر ماری اور اب ہم یہ لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ تلوار کا کیا حشر ہوا۔ گورے ڈاکو کی آنکھیں تو قدرے حیرت سے پھٹنے کی حد تک پھیل گئیں۔ عنبر نے اپنی "تاریخی" طاقت سے ڈاکو کی گردن پر مکا مارا۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور سر تن سے جدا ہو کر پرے جا گرا۔

عنبر چھلانگ مار کر وکٹوریہ سے نیچے اتر آیا۔ لال ہاتھی نے جب اپنے ساتھی کی لاش دیکھی تو اس کی آنکھوں میں لہو اتر آیا۔ اس نے چنگھاڑ کر کہا۔

"اس الو کے پٹھے کو قتل کر دو۔ اس نے ہمارے ساتھی کو ہلاک کر دیا ہے۔ میں اس کی بوٹی بوٹی کروں گا تو مجھے سکون ملے گا۔"

دونوں ڈاکو تلواریں سنبھالے عنبر پر پل پڑے۔ اور یہ دیکھ کر تو ان کے رنگ اڑ گئے کہ عنبر پر کچھ اثر نہیں ہو رہا۔ الٹا ان کی تلواریں ٹوٹ چکی ہیں۔ عنبر نے اپنے دیدے پھیلا کر ڈراؤنی آواز میں کہا۔

"میں بھوتوں کا سردار مردہ بھوت ہوں اور تمہارا خون پینے آکاش سے زندہ ہو کر آیا ہوں۔ آؤ اور میری پیاس بجھا دو۔ آؤ شاباش۔ آؤ تاکہ میں تمہاری شہ رگ سے خون پی سکوں۔"

ڈاکوؤں کی تو ٹانگیں کانپنے لگیں وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ لال ہاتھی کو عنبر نے دبوچ لیا۔ لال ہاتھی نے کلہاڑی عنبر کے سر پر دے ماری۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹن ـــــ ایسی آواز آئی جیسے کلہاڑی لوہے پر پڑی ہو۔ عنبر نے ہنس کر کہا۔

"دوبارہ کوشش کرو شاید کامیاب ہو جاؤ مجھے مارنے میں۔"

لال ہاتھی کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے تھے اس سے تو بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔ عنبر اس ظالم انسان کو سخت ترین سزا دینا چاہتا تھا۔ قریب ہی لچکدار شاخوں والے درخت تھے۔

عنبر نے دو مختلف درختوں کی شاخیں موڑ کر ان سے لال ہاتھی کی ایک ایک ٹانگ باندھ دی۔ یہ سزا دینے کا بڑا خوف ناک طریقہ تھا۔ اور افریقہ کے آدم خور قبائل اپنے دشمنوں کے ساتھ یہ سلوک کرتے تھے ٹانگیں باندھنے کے بعد عنبر نے شاخیں چھوڑ دیں۔ عنبر کی طاقتور گرفت سے آزاد ہو کر لچکدار شاخیں سیدھی ہونے لگیں۔ دونوں مخالف سمت میں جا رہی تھیں۔

لال ہاتھی بڑے خوف ناک انداز میں چلّا رہا تھا۔ اس کا جسم درمیان سے دو ٹکڑوں میں بٹنا شروع ہو گیا اور خون کے فوارے چھوٹے ہوئے تھے عنبر نے بوڑھے انگریز کی طرف مڑ کر کہا۔

"اے محترم بزرگ۔ یہ ظالم انسان کل تک اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔ اس کا جسم درمیان سے دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گا۔"

بڈھا انگریز، نوجوان لڑکی اور اس کا بھائی سہمے ہوئے تھے۔ ایسی جادوگری انہوں نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی کہ ایک انسان پر تلواروں اور

کلہاڑیوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بوڑھے نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"تم پر کسی ہتھیار کا اثر نہیں ہوتا۔ تم انسان نہیں ہو سکتے۔"

عنبر نے کہا۔

"میں ایک آسمانی رُوح ہوں اور زمین پر سیر کرنے آئی تھی۔ مجھ پر کسی چیز کا اثر نہیں ہوتا۔ میرا جسم مُردہ ہے بھلا مرے ہوئے کو کون مار سکتا ہے۔"

عنبر نے یہ جھوٹ بولنے ہی میں عافیت جانی تھی۔ ورنہ بوڑھا تو سوال کر کے اس کا ناک میں دم کر دیتا۔ وہ سب وکٹوریہ میں سوار ہو گئے اور وکٹوریہ پھر سے چل پڑی۔ رات ہونے سے پہلے وہ لندن کے مغربی حصے میں موجود تھے۔ لندن کا یہ حصہ نسبتاً غیر آباد تھا۔

اس زمانے میں جا بجا جنگل ہوا کرتے تھے۔ پُراسرار گھنے جنگل۔ بعد میں جب انسانی آبادی بڑھنا شروع ہوئی اور نئی نئی مشینیں ایجاد ہوئیں تو جنگلوں کو صاف کر کے شہر بسا لئے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل جنگل بہت کم ہیں۔ مغربی لندن کے قریب واقع جنگل بڑا گھنا تھا۔ درختوں کی شاخیں آپس میں گتھی ہوئی تھیں۔ تنوں سے گرگٹ، چھپکلیاں اور سانپ لپٹے ہوئے تھے۔ یہ بڑا پرانا اور خطرناک جنگل تھا۔ رات کے اندھیرے میں تو جنگل کی پُراسراریت اور بھی بڑھ گئی تھی سیٹیاں بجاتی تیز ہوا تنوں کے درمیان سے گزر رہی تھی ہوا کے باعث درختوں کی ٹہنیاں اور پتے آپس میں ٹکراتے تو ایسی آوازیں پیدا ہوتیں جیسے ہزارہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بدروحیں سینہ پیٹ پیٹ کر بین کر رہی ہوں۔

عنبر تاریک اور ویران جنگل میں آگے بڑھ رہا تھا یہاں کے درخت بھی بڑے عجیب تھے۔ان کی شاخیں یوں لٹک رہی تھیں جیسے اداس مردے بازو لٹکائے کھڑے ہوں۔زمین لمبی گھاس سے ڈھکی ہوئی تھی جن میں خاردار جھاڑیاں بھی اُگی ہوئی تھیں۔

ہو۔ہو۔او۔او۔کوئی اُلو اپنی منحوس آواز میں چلّایا۔

ساتھ ہی کسی گیدڑ کے رونے کی مکروہ آواز آئی۔عنبر چلتا ہوا گھنے جنگل سے نکل کر اس جگہ آ گیا جہاں پہاڑیاں اور غار تھے۔عنبر ایک ٹیلے کے پاس بیٹھ گیا۔اس ٹیلے کے عین سامنے ایک بڑا غار کسی دیو کی طرح منہ کھولے موجود تھا۔کچھ دیر ہی گزری تھی کہ اچانک ایک عجیب آواز اس بڑے غار کی گہرائیوں سے اُٹھی۔ایک بار تو عنبر ایسے بہادر انسان کا بھی دہشت کے مارے رواں رواں لرز اُٹھا۔آوازیں تھی جیسے سینکڑوں مست ہاتھی چنگھاڑ رہے ہوں یا بے شمار گینڈے چلّا رہے ہوں۔یہ آواز خاصی دور سے آ رہی تھی۔

عنبر ٹیلے سے اُتر کر غار کی طرف بڑھا۔اس نے دیکھا غار کے منہ پر اُگی گھاس اور جھاڑیاں اس طرح کچلی ہوئی ہیں جیسے عظیم قدوقامت رکھنے والا جانور ان پر سے گزرا ہو۔ایک جگہ بارش کے پانی سے کیچڑ سا بنا ہوا تھا اور اس کیچڑ پر ایک بڑے پاؤں کا نشان چاند کی روشنی میں صاف نظر آ رہا تھا۔یہ نشان لگ بھگ تین فٹ لمبا

اور ۲ فٹ چوڑا تھا۔

عنبر سوچ میں پڑ گیا کہ اتنا بڑا پاؤں رکھنے والا جانور کون سا ہو سکتا ہے۔اس نے غار میں اترنے کا فیصلہ کر لیا۔غار کے اندر عجیب سی بدبو پھیلی ہوئی تھی اور غار نیچے کو اتر رہی تھی۔عنبر کو یوں لگا جیسے وہ زمین کے سینے میں اتر رہا ہو۔

اس غار سے دائیں بائیں کئی سرنگیں پھوٹی ہوئی تھیں۔عنبر تاریکی میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہوا چلا جا رہا تھا۔اس جگہ غار کی چھت سے قطرے ٹپکنے کے باعث زمین گیلی تھی اور اس گیلی نرم زمین پر پاؤں کا ویسا ہی بڑا نشان بنا ہوا تھا۔جیسا عنبر نے غار سے باہر دیکھا تھا۔

غار بہت نیچے اتر کر ایک میدان ایسی بڑی شکل اختیار کر گئی تھی۔یہاں درخت بھی اُگے ہوئے تھے۔ٹنڈ منڈ درخت ان درختوں پر گدھ بیٹھے ہوئے تھے۔تاریکی میں ان کی سُرخ آنکھیں انگاروں کی مانند نظر آ رہی تھیں۔ان درختوں کے نیچے۔۔۔اُف میرے خدا۔۔۔وہ رونگٹے کھڑے کر دینے والا منظر تھا۔

ہڈیاں اور کھوپڑیاں۔انسانوں اور مختلف جانوروں کی ہڈیوں کا ایک بڑا ڈھیر۔ان ہڈیوں کا فاسفورس اندھیرے میں بھی چمک رہا تھا۔ایسا لرزہ خیز اور بھیانک منظر تھا جسے بھلایا نہیں جا سکتا تھا۔ان ہڈیوں سے سڑاند اُٹھ رہی تھی۔بعض کھوپڑیاں ایسی تھیں جو اپنی ساخت سے بن مانسوں کی لگتی تھیں۔اور ان سے کچھ فاصلے پر۔۔۔ایک آدمی کی کھو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئی، اُدھڑی ہوئی لاش پڑی تھی۔ لاش کے اعضاء الگ الگ تھے۔ پیٹ چیرا ہوا تھا اور آنتیں بکھری پڑی تھیں۔

درختوں پر اکثر مُردار خور گدھ اپنے لمبے لمبے گندے پروں میں گردنیں چھپائے اونگھ رہے تھے۔ درختوں پران منحوس پرندوں کے خون آلود پنجوں کے نشان جا بجا نظر آرہے تھے۔ خون جم کر اپنی اصلی رنگت کھو بیٹھا تھا۔ اور خاکستری نظر آتا تھا۔

یہاں چاروں طرف مُردہ گوشت کی بُو پھیلی ہوئی تھی۔ گہری تاریکی اور ہیبت ناک سناٹا۔ یہ دونوں مل کر ایسا ماحول پیش کر رہے تھے کہ بیان سے باہر۔ دفعتاً عنبر کا دل بڑی شدت سے دھڑک اٹھا۔ وہ عجیب اور بھیانک آواز ایک بار پھر اُبھری تھی۔

○

مقدس ٹڈے کی پکار

وہ بھیانک آواز ہر طرف سے آتی سنائی دے رہی تھی۔ پُراسرار اور دہشت ناک آواز۔ جو رگوں میں دوڑتا خون سرد کر دینے والی تھی۔ عنبر کی جگہ کوئی عام انسان ہوتا تو آواز کی دہشت سے ہی اس کے دل کی حرکت بند ہو جاتی۔ آواز لمحہ بہ لمحہ قریب آتی جا رہی تھی۔

دھم۔ دھم۔ دھم۔ زمین کانپنے لگی تھی۔ غار کی عجیب اور پُراسرار بلا ادھر ہی آرہی تھی۔ اس کے قدموں کی آواز یوں تھی جیسے زمین کو ہزاروں ہتھوڑوں سے کوٹا جا رہا ہو۔ درختوں پر اونگھتے گدھ اپنی منحوس آوازوں میں چلّا رہے تھے۔ عنبر ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا۔ یکایک سامنے سے وہ بلا نمودار ہو گئی۔

یہ ایک بہت بڑا گوریلا تھا۔ جو جھک کر چل رہا تھا۔ اس کے جھکے ہوئے کندھے غار کی چھت کو چھو رہے تھے اور دونوں کندھوں سے بھاری ستونوں ایسے بازو جھول رہے تھے۔ اس گوریلے کا جسم گویا بیس ہاتھیوں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا اس کی زرد اور سرخ آنکھیں بلبوں جتنی بڑی تھیں اور چمک رہی تھیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر کو وہ عظیم الجثہ جانور یاد آ گئے جو کروڑ ہا برس قبل اس زمین پر رہتے تھے۔ اور پھر تباہ ہو گئے تھے۔ یہ ہیبت ناک گوریلا یقیناً انہی جانوروں میں سے ایک تھا اور نہ جانے کس طرح آج تک زندہ تھا۔ اس کے سانس لینے کی آوازیں تھی جیسے بہت بڑا اژدہا سسکاریں مار رہا ہو۔

جھومتا ہوا گوریلا درختوں کے پاس آ کر رک گیا۔ اچانک اس نے منہ کھول کر چیخ ماری۔ غار لرز اٹھا۔ گوریلے نے جھپٹ کر ایک گدھ کو پکڑا اور سالم ہی نگل گیا۔ باقی گدھ چیختے ہوئے اڑنے لگے گوریلا ادھ کھائی لاش کو ہڑپ کرنے لگا پھر وہ کھاتے کھاتے رک گیا۔ اس کی گول آنکھیں ساکت ہو گئیں۔

وہ نتھنے سکیڑ کر کچھ سونگھنے لگا۔ عنبر درخت کے پیچھے چھپا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ گوریلے نے اس کی بو پالی ہے۔ گوریلے نے اپنی سرخ و زرد آنکھیں گھمائیں اور اس درخت کی طرف بڑھا۔ جس کی آڑ میں عنبر چھپا تھا۔ عنبر گوریلے کے سامنے آ گیا۔

گوریلے نے اپنے سینے پر دو تھپڑ مار کر چیخ ماری جیسے شکار ملنے پر خوشی کا اظہار کر رہا ہو۔ اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر عنبر کو مٹھی میں دبوچ لیا اور اپنا پھاڑ سا منہ کھولا۔ جوں ہی گوریلا اپنی مٹھی کھلے منہ کے پاس لے کر گیا۔ عنبر نے ایک بھرپور مکا گوریلے کی ابھری ہوئی آنکھ پر مارا۔

عنبر کے سر سے ہاتھ کا دباؤ ہٹ گیا۔ عنبر نے دیکھا رتھ واپس آسمان کی طرف جا رہا ہے۔ عنبر کی جھولی میں ایک چمکدار موتی پڑا تھا۔ عنبر نے احتیاط سے اسے جیب میں رکھ لیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس بار چڑیلوں کی ملکہ کو زندہ نہ چھوڑے گا۔ یکایک تیز خوشبو کے جھونکے نے عنبر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

عنبر نے دیکھا۔ اس کے سامنے مصری کاہن کا پُراسرار سایہ آ کھڑا ہوا ہے۔ سائے نے کہا۔

"اے لافانی عنبر۔ میں تیرا شکر گزار ہوں۔ اے مصر کے شاہی خاندان کے فرد۔ تو نے میری نسل کو مٹنے سے بچا لیا۔"

یہ کہہ کر مصری کاہن کے پُراسرار سائے نے سوئے ہوئے یاسر پر تین چکر کھائے اور عنبر کو الوداع کہہ کر ہوا میں غائب ہو گیا۔ جنگل کی زندگی بیدار ہو چکی تھی۔ سورج چڑھ آیا تھا۔ شہزادہ اینڈریو، شہزادی مارگریٹ اور ریا مرا ابھی تک سوئے ہوئے تھے۔ اچانک جنگل ہاتھی کی زبردست چنگھاڑ سے گونج اٹھا اور سب بیدار ہو گئے۔

آواز قریب سے آئی تھی۔

گھاس کے اس میدان سے کچھ فاصلے پر ایک ٹیلہ تھا۔ اچانک ٹیلے پر ایک جنگلی سور خر خر کرتا نمودار ہوا۔ فوراً ہی اس کے پیچھے کوئی چیز لپک کر آئی تھی۔ گول، بھوری اور چمکدار موتی چیز۔ جو ہاتھی کی سونڈ ہی ہو سکتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ہاتھی ان کی نظروں کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سامنے تھا۔

اُف۔ وہ ہاتھی کیا تھا۔ گوشت کا ایک عظیم الشان پہاڑ تھا۔ قدوقامت میں وہ دنیا کے بڑے سے بڑے ہاتھی سے دوگنا تھا۔ عنبر نے اپنی طویل زندگی میں اس سے بڑا ہاتھی نہ دیکھا تھا۔ غالباً وہ اس بالدار ہاتھی کی اولاد تھا جسے "میموتھ" کہتے ہیں اور جو دنیا کے ابتدائی دور میں اس کرۂ ارض پر پایا جاتا تھا۔

ہاتھی نے سُور کو اپنی سونڈ میں دبوچ لیا۔ اب وہ اسے گھما رہا تھا پھر ہاتھی نے سُور کو ٹیلے پر پٹخ دیا۔ سُور کی آخری چیخ بڑی بھیانک تھی اس کی ہڈیوں کا بھی بھرکس بن گیا تھا۔ مگر ہاتھی کا غصہ اب بھی ٹھنڈا نہیں ہوا تھا وہ اپنے بھاری پاؤں سے سُور کی لاش کچل رہا تھا۔

یاسر، مارگریٹ اور اینڈریو بت بنے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ عنبر کے کہنے پر وہ سب جلدی جلدی ایک موٹے تنے والے درخت پر چڑھ گئے۔ ہاتھی سونڈ آسمان کی طرف اٹھا کر فاتحانہ انداز میں دھاڑا۔ اور جھومنے لگا۔ اس کے بڑے بڑے کان ہل رہے تھے اور لمبے دانت سورج کی کرنوں سے خنجروں کی طرح چمک رہے تھے۔

اب اسے کیا کہیے کہ اچانک ہوا کا رخ بدل گیا اور وہ عنبر وغیرہ کی طرف سے ہاتھی کی طرف چلنے لگی۔ ہاتھی یکدم چوکنا ہو گیا۔ اس کے کان کنپٹیوں سے چپک گئے اور وہ اپنی غیر معمولی طور پر لمبی سونڈ اٹھا

اٹھا کر فوں فوں کرتا ہوا سونگھنے لگا۔ اسے انسانوں کی بُو آنے لگی تھی پھر ہاتھی ٹیلے سے اُتر کر اس طرف آنے لگا۔

وہ ہر قدم پر کبھی زمین سونگھتا اور کبھی سونڈ ہوا میں لہرا کر دائیں بائیں سونگھنے لگتا۔ ہاتھی اب اس درخت کے قریب آ چکا تھا جس پر عنبر اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ ہاتھی اتنا نزدیک پا کر مارگریٹ کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ اور یہی چیخ ہاتھی کو ان کا پتہ بتا گئی۔ وہ خون منجمد کر دینے والی آواز میں چنگھاڑا۔ اس کی سرخ آنکھیں حلقوں میں گھومنے لگیں اور وہ اپنی سونڈ کو کوڑے کی طرح اپنے پہلوؤں پر مارنے لگا۔

اس نے عنبر، مارگریٹ، اینڈریو اور یاسر کو دیکھ لیا تھا۔ چند منٹ تک تو ہاتھی درخت کے گرد چکر کاٹتا رہا۔ پھر یکایک وہ پیچھے ہٹا اور ریل کے کالے انجن کی طرح دوڑتا ہوا درخت کی طرف آنے لگا۔ عنبر نے چیخ کر کہا۔

"درخت کی شاخوں سے لپٹ جاؤ۔ ہاتھی حملہ کرنے آ رہا ہے۔"

دوڑتے ہوئے ہاتھی نے درخت کو ٹکر ماری۔ درخت لرز اُٹھا۔ جنگل کا یہ درخت صدیوں سے کھڑا تھا۔ نجانے کتنے طوفان اسے جڑوں سے اکھاڑ پھینکنے کی حسرت لئے ختم ہو گئے تھے پھر وہ ایک ہاتھی سے کیونکر شکست مانتا۔ ہاتھی نے اب درخت کے تنے کے گرد سونڈ لپیٹ کر اسے اکھاڑنا چاہا۔ وہ غیظ و غضب کی حالت میں چنگھاڑ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہا تھا۔ مگر درخت کو ہلانے کے سوا کچھ نہ کرسکا۔ تھک ہار کر ہاتھی نے آسمان کی طرف سونڈ اٹھا کر چنگھاڑ ماری اور دوڑتا ہوا ٹیلے سے اتر کر ان کی نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

یامر نے کہا۔

"خدا کا شکر ہے کہ بچ گئے ورنہ یہ ہاتھی تو موت ہی نظر آرہا تھا۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"اس درخت نے ہماری بڑی مدد کی۔ اگر کوئی معمولی درخت ہوتا تو ہاتھی کی پہلی ٹکر ہی اس کے پرخچے اڑا دیتی لیکن اب ہمیں چاہیئے کہ فوراً درخت سے اتر کر بھاگ لیں۔ ہاتھی بڑا کمینہ جانور ہے کوئی پتہ نہیں وہ کوئی دوسرا درخت اکھاڑ کر لے آئے اور اسے اس درخت پر مار مار کر گرا ڈالے۔"

وہ جلدی جلدی درخت سے اترے اور گھاس کے میدان میں آگے بڑھنے لگے لیکن اسی وقت ہاتھی کی ہولناک چنگھاڑ سے جیسے زمین نے ان کے قدم باندھ دیئے۔ عنبر نے گردن گھما کر دیکھا۔ روشن آسمان کے پس منظر میں ہاتھی اپنی سونڈ لہراتا ہوا ٹیلے پر کھڑا تھا۔ بڑا مکار ہاتھی تھا۔ درخت کو ٹکریں مار کر گرانے میں کامیابی نہ ہونے کے بعد یہ چالاک ہاتھی ٹیلے کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ اور عنبر وغیرہ کا درخت سے اترنے کا انتظار کر رہا تھا۔ اور اب اسے موقع مل

گیا تھا۔

اتنا وقت نہ تھا کہ وہ کسی درخت پر چڑھ سکتے۔ ہاتھی ایک بار پھر چنگھاڑا۔ اور دوڑتا ہوا ان کی طرف آنے لگا۔ اب عنبر کے لئے اس کے سوا کوئی راستہ نہ تھا کہ وہ اس ہاتھی کا مقابلہ کرے۔ عنبر چلایا۔

"جلدی کرو تم کسی درخت پر چڑھ جاؤ۔ میں اس ہاتھی سے نپٹتا ہوں۔"

اینڈریو نے کانپتی آواز میں کہا۔

"مسٹر عنبر۔ پاگل ہوگئے ہو کیا۔ یہ ہاتھی تمہاری ہڈی پسلی ایک کر دے گا۔ بھاگ کر جان بچاؤ۔"

عنبر غصے سے بولا۔

"بکواس مت کرو۔ جلدی سے چھپ جاؤ۔"

ہاتھی خاصا قریب آچکا تھا۔ اینڈریو، مارگریٹ اور یامر ایک درخت پر چڑھنے لگے۔ ہاتھی جونہی عنبر کے نزدیک پہنچا۔ عنبر پھرتی سے اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ ہاتھی اپنی تیزی سے آگے نکل گیا۔ دراصل عنبر ہاتھی کو غصہ دلا کر اس کی ساری توجہ اپنی طرف مبذول کرانا چاہتا تھا تاکہ اس کے ساتھی درخت پر چڑھنے میں کامیاب ہو جائیں۔

بھاری بھرکم ہاتھی آسانی اور پھرتی سے نہیں گھوم سکتا تھا۔ وہ خاصا آگے جا کر رکا پھر مڑ کر چنگھاڑتا ہوا عنبر کی طرف لپکا۔ عنبر نے خنجر نکال لیا تھا۔ ہاتھی کے پاس آتے ہی عنبر نے خنجر اس کے پہلو میں گھسیڑ دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہاتھی کے منہ سے ایک زبردست چنگھاڑ صورِ اسرافیل کی طرح نکلی۔ غصے اور انتقام کی چیخ چنگھاڑ سارا جنگل اس کی خوفناک چنگھاڑ سے تھرتھرا رہا تھا۔ اس تے عنبر کو سونڈ میں لپیٹ کر ہوا میں اچھال دیا۔ عنبر کو ہاتھی نے اس طاقت سے اچھالا تھا کہ وہ درختوں سے بھی اوپر اٹھ گیا تھا اور اب قلابازیاں کھاتا ہوا نیچے آ رہا تھا۔

باسر، مارگریٹ اور اینڈریو نے جو درخت پر چڑھ چکے تھے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ انہیں عنبر کی موت کا یقین ہو چکا تھا۔ قلابازیاں کھاتا عنبر دھپ سے زمین پر آ گرا۔ کوئی اور ہوتا تو گوشت کا لوتھڑا بن کر زمین سے چمٹ جاتا۔ مگر عنبر پر تو موت حرام کر دی گئی تھی۔ اسے خراش تک نہ آ سکی۔ گرتے ہی عنبر خنجر سنبھالے ہاتھی کی طرف دوڑا۔

ایک بار تو ہاتھی بھی چکرا گیا کہ یہ کس قسم کا انسان ہے۔ جو اس کے خطرناک وار سے بچ گیا۔ مگر جلد ہی اس کی موٹی عقل پر حیوانیت غالب آ گئی۔ عنبر نے خنجر اس کی سونڈ میں دے مارا اور پے درپے وار کرنے لگا۔ ہاتھی درد سے بے حال ہو کر چنگھاڑیں مار رہا تھا۔ اس نے عنبر کو گرا دیا اور اپنے پاؤں سے کچلنے لگا لیکن عنبر کا جسم تو لوہے اور پتھر سے زیادہ مضبوط تھا۔

عنبر زمین پر لیٹا نیچے سے مسلسل وار کر رہا تھا۔ ہاتھی کا پیٹ چر چکا تھا اور خون کے فوارے بہہ رہے تھے۔ عنبر سر سے پاؤں تک خون میں نہا چکا تھا۔ عنبر نے اٹھ کر ہاتھی کی کھوپڑی پر بھرپور وار کیا۔

ہاتھی اپنی پچھلی ٹانگوں پر تقریباً گر گیا۔ عنبر نے ایک اور حملہ کیا۔ یہ وار کاری تھا۔ ہاتھی درد و تکلیف سے لرزہ خیز آواز میں چیخا۔ یہ ہاتھی کی آخری چیخ تھی۔

وہ اپنی سونڈ بار بار زمین پر مار رہا تھا۔ پھر یکدم اس کا بھاری جسم سونڈ کی نوک سے دُم کی نوک تک کانپا اور ہاتھی ٹھنڈا ہو گیا۔ وہ مر چکا تھا۔

باسر، مارگریٹ اور اینڈریو آنکھیں بند کئے درخت کی ٹہنیوں سے چمٹے کانپ رہے تھے۔ عنبر نے انہیں آواز دی تو انہوں نے آنکھیں کھولیں۔ ہاتھی کو مردہ اور عنبر کو زندہ دیکھ کر ان کی آنکھیں پھٹنے کی حد تک پھیل گئیں۔ وہ ڈرتے ڈرتے درخت سے اترے باسر نے کہا۔

"عنبر بھائی — تم زندہ ہو حالانکہ ہاتھی نے تو تمہیں ہوا میں اچھال دیا تھا۔"

عنبر نے جواب دیا۔

"دیکھ لو۔ خدا کے فضل سے میں زندہ بچ گیا اور ہاتھی مارا گیا۔"

اینڈریو نے بڑے غور سے عنبر کو دیکھا پھر انگلیاں مروڑتا ہوا کہنے لگا۔

"مسٹر عنبر — تم بڑے پُراسرار قسم کے انسان ہو۔ ضرور تم ہم سے کچھ چھپا رہے ہو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ہنس دیا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ یہ مختصر سا قافلہ دوبارہ چل پڑا۔ اور کسی حادثے سے دو چار ہوئے بغیر وہ شہر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ مارگریٹ اور ایڈریو ایک ریاست کی شہزادی اور شہزادہ تھے۔ جبکہ یا مربھی لندن میں ہی رہتا تھا۔ چند دن قیام کرنے کے بعد عنبر وہاں سے نکل پڑا۔

عنبر کی خواہش تھی کہ جلد از جلد ہندوستان پہنچ جائے اس موقع پر عنبر کو ہوائی جہاز اور ٹرینیں یاد آئیں۔ لیکن موجودہ زمانے میں تو کوئی ان کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ عنبر کو خیال آیا کہ تاریخ میں واپسی کا یہ سفر طے کرنے کے بعد وہ مصر میں ہمیشہ ہمیشہ کی نیند سو جائے گا۔ اس کی زندگی کی حیرت انگیز اور عجیب و غریب کتاب بند ہو جائے گی پھر کبھی نہ کھلنے کے لئے۔

عنبر لندن کے بازاروں میں گھومنے لگا۔ پھر وہ لندن کی مشہور سیرگاہ کے قریب واقع چائے خانے میں آ گیا اور چائے کی ہلکی ہلکی چسکیاں لیتے ہوئے ناگ اور ماریا کے بارے میں سوچنے لگا۔ بندرگاہ جاتے والی بگھی دو گھنٹے بعد روانہ ہونی تھی۔ عنبر چائے پی رہا تھا کہ اچانک باہر سے چیخنے چلانے کی آوازیں آنے لگیں۔ دوسرے لوگوں کے ساتھ عنبر بھی چائے خانے سے باہر آ گیا۔

عنبر نے دیکھا کہ سڑک پر ایک بگھی دھول اڑاتی بھاگی جا

رہی ہے۔ ایک بوڑھی عورت دیوانہ وار اس بگھی کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔ لیکن چند گز دور جانے کے بعد وہ ٹھوکر کھا کر گر پڑی۔ لوگوں کی گفتگو سے عنبر کو پتہ چلا کہ لندن شہر کے سب سے بڑے غنڈے مارٹن کے آدمی اس بڑھیا کے نوجوان لڑکے کو اٹھا کر لے گئے ہیں۔

بگھی اب موڑ کاٹ کر نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی۔ بوڑھی عورت پچھاڑیں کھا کر روتی ہوئی لوگوں کو مدد کے لئے پکار رہی تھی۔ مگر کون تھا جو مارٹن غنڈے کے ساتھیوں کے پیچھے جاتا۔ عنبر نے فیصلہ کیا کہ وہ بڑھیا کے لڑکے کو بچا کر لائے گا۔ اس نے بڑھیا سے کہا۔

"گھبرائیے مت — میں آپ کی مدد کروں گا۔ آپ کے بیٹے کو بچاؤں گا۔"

پاس کھڑے ایک شخص نے یہ سن کر کہا۔

"پاگل ہے سالا۔ مارٹن غنڈے کے آدمی تو اسے مچھر کی طرح چٹکی میں مسل دیں گے۔"

دوسرے نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ یہ کالا آدمی تو خواہ مخواہ اپنی جان کا دشمن ہو رہا ہے۔"

عنبر نے دیوی زلالہ کی طرف سے ملنے والا موتی نکال کر منہ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈال لیا۔ وہ اپنی خفیہ طاقتیں ظاہر تو نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مگر مجبوری تھی۔ بگھی بہت دُور جا چکی تھی اور عنبر دَوڑ کر اس تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ موتی منہ میں ڈالتے ہی عنبر کو اپنا جسم ہلکا پھلکا محسوس ہُوا جیسے وہ بے وزن ہو گیا ہو۔

اس کے پاؤں زمین سے اُٹھ آئے۔ وہ ہوا میں بلند ہو گیا عنبر اُڑنے لگا تھا۔

○

عنبر اُڑنے لگا

دہشت اور حیرت بھری کئی چیخیں اُبھری تھیں۔

لندن کے لوگوں نے اتنا حیرت انگیز منظر پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ ان کے سامنے ایک انسان پرندے کی طرح ہوا میں اُڑ رہا تھا۔ تمام لوگ پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ کئی تو غش کھا کر گر پڑے اور زمین سے تیس فٹ اونچا بڑی تیزی سے اس طرف اُڑنے لگا۔ جدھر بگھی گئی تھی۔ عنبر کے بال تیز ہوا سے اُڑ رہے تھے۔ اور کپڑے ہوا بھرنے سے پھُول گئے تھے۔

کچھ ہی دیر بعد عنبر کو دُور سے بگھی نظر آ گئی۔ عنبر اُڑتا ہوا بگھی کے اوپر آ گیا۔ بگھی کے اگلے حصے پر کوچوان بیٹھا ہُوا تھا۔ یہ خوفناک شکل والا غنڈہ تھا۔ عنبر نے اُڑتے ہوئے کہا۔

"اے مسٹر۔ بگھی روک دو۔"

کوچوان نے حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھا کہ آواز کدھر سے آئی ہے اس نے سر اُٹھا کر اُوپر دیکھا اور اس کا رنگ فق ہو گیا۔ گھوڑوں کی باگیں اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئیں اور وہ بے ہوش ہو کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لڑھک گیا۔ گھوڑے مرگ گئے تھے۔ اسی وقت بگھی کا پچھلا دروازہ کھ
اور اُونچا لمبا خونخوار شکل والا غنڈہ اپنے دو ساتھیوں کے سا
باہر نکلا یہ مارشن غنڈے کا خاص چمچہ ٹام تھا۔ اس نے چلّا کر کہا۔

"کتے کی اولاد مارشل۔ تم نے بگھی کیوں روک دی ہے؟"

مارشل کوچوان کا نام تھا وہ ہوش میں ہوتا تو جواب دیتا۔ اب
تک ٹام غنڈے نے سر اٹھا کر اُوپر نہیں دیکھا ورنہ اسے اُڑتا ہوا عن
نظر آجاتا۔ ٹام نے جب مارشل کو بے ہوش پایا تو حیرانگی سے
کھسیاتا ہوا کہنے لگا۔

"اس اُلو کے پٹھے کو آج کیا ہو گیا ہے۔ سالے نے بھنگ
نہیں پی رکھی؟"

اسی وقت عنبر نے کسی پرندے کی طرح غوطہ لگایا اور ٹام کے
پر رکھی ٹوپی دبوچ کر اُڑ گیا۔ ٹام غنڈہ بوکھلا گیا۔ اس نے سر اٹ
تو عنبر نظر آ گیا۔ ٹام غنڈے کے تو دیدے پھٹنے لگے۔ اس کے سا
غنڈوں کی تو سٹی گم ہو گئی تھی عنبر نے کہا۔

"چچو ہے۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

عنبر اب ہولے ہولے زمین پر اُتر آیا۔ اس نے موتی منہ
نکال لیا تھا۔ ٹام غنڈے نے تلوار کھینچتے ہوئے کہا۔

"یہ کوئی جادوگر ہے۔ اسے مار ڈالو۔"

دونوں غنڈے بھی تلواریں لئے عنبر پر ٹوٹ پڑے۔ عنبر نے ہا

ابیان سے ان دونوں کا تیا پانچہ کر دیا۔ ٹام غنڈے نے اپنی تلوار عنبر
سر پر دے ماری نتیجہ وہی ہوا جو ہوتا آیا ہے۔ غنڈے کا رنگ اُڑ
یا۔ عنبر ٹام کی طرف اپنا خنجر پھینک کر بولا۔

"اس خنجر سے خود کو مار ڈالو۔ میں تمہیں اپنے ہاتھ سے
یں ماروں گا۔ تم خود کو ہلاک کرو گے۔"

ٹام غنڈے کا جسم پسینے میں نہا چکا تھا۔ ہاتھ پاؤں پھول گئے
اس نے گڑگڑا کر کہا۔

"اے جادوگر۔ میری جان بخشی کر دے۔"

عنبر نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں مرنا پڑے گا۔ چلو اٹھاؤ خنجر اور اپنے گلے میں گھونپ لو۔
ں تمہارے جسم سے ایک ایک بوٹی اتار کر تمہیں قسطوں میں
وں گا۔"

ٹام غنڈہ کانپ اٹھا۔ اس نے خنجر اٹھایا اور حلق پر رکھ کر زور
ی کوشش کی مگر دوسروں کے خون سے ہولی کھیلنے والے،
ں کی کھالیں اتروا دینے والے ٹام غنڈے کو فوراً تکلیف کا
ہو گیا۔ عنبر نے پھرتی سے آگے بڑھ کر اس کے خنجر والے
مکا مارا۔ خنجر ٹام کی گردن میں دھنس گیا۔ وہ زمین پر گر
ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دے دی۔

سیا کا نوجوان لڑکا بگھی میں بے ہوش پڑا تھا۔ عنبر اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوش میں لایا اور تسلی دی بچّی واپس دوڑنے لگی۔ سیر گاہ کے اب
لوگوں کا ہجوم جمع تھا۔ انہوں نے جب بڑھیا کے نوجوان لڑکے
اور عنبر کو آتے دیکھا تو نعرے لگانے لگے۔ بڑھیا تو عنبر کے قدمو
میں بچھی جا رہی تھی۔ لوگوں نے عنبر سے عجیب وغریب سوال کر
شروع کر دیئے۔ تم کون ہو۔۔؟ کس طرح اُڑ سکتے ہو۔۔
جادو گر ہو؟ عنبر نے بھی اُلٹے سیدھے جواب دے دیئے۔ بڑ
نے اصرار کیا کہ عنبر ان کے گھر ایک پیالی چائے ضرور پیئے۔ عنبر
یہ بات مان لی۔

ادھر مارٹن غنڈے کو جب یہ اطلاع ملی کہ ایک غیر ملکی
نے اس کے آدمیوں کو مار ڈالا ہے اور لڑکے کے اغوا کا منصو
بنا دیا ہے تو اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اس نے
مار کر کہا۔

"میں اس مصری کی ممی بنا کر چوک میں نصب کر دوں گا۔
میرے ہاتھوں سے بچ نہیں سکے گا۔"

اطلاع لانے والے جاسوس نے کہا۔

"جناب۔ وہ بڑا پُراسرار شخص ہے۔ ہوا میں پرندوں کی
اُڑ سکتا ہے۔"

مارٹن غنڈہ اپنی طاقت کے نشے میں چور تھا۔ وہ
کہنے لگا۔

"میں اس کی ساری پُراسراریت نکال کے رکھ دوں گا۔ اس کا
بہت بُرا حشر کروں گا۔"

مارٹن غنڈہ اسی وقت گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے غنڈوں سمیت
نکل پڑا۔ عنبر بڑھیا کے گھر میں چارلی سے باتیں کر رہا تھا۔ کہ مارٹن
غنڈہ آ پہنچا۔ اس کے غنڈے گھر میں گھس آئے اور فرنیچر توڑنے
پھوڑنے لگے۔ جاسوس نے کہا۔

"جناب۔ وہ شخص ہے جس نے آپ کے آدمیوں کو مار ڈالا ہے۔"

مارٹن غنڈے نے مونچھوں پر ہاتھ پھیر کر کہا۔

"پھانسی کا پھندہ تیار کرو۔ میں ان سب کو باری باری پھانسی
دے دوں گا۔"

حکم کی دیر تھی کہ باہر چوک میں پھندہ تیار کر دیا گیا۔ جلاد
بھی آ گیا۔ عنبر خاموشی اور سکون سے سب کچھ دیکھ اور سُن
رہا تھا۔ مارٹن کے غنڈے، بڑھیا، چارلی اور عنبر کو باہر لے آئے
مارٹن نے کہا۔

"سب سے پہلے اس بڑھیا کو پھانسی دی جائے۔"

عنبر نے آگے بڑھ کر بڑی دلیری سے کہا۔

"ان کو چھوڑ دو اور مجھے سُولی پر لٹکا دو۔"

مارٹن قہقہہ لگا کر بولا۔

"چھوڑوں گا تو میں کسی کو بھی نہیں۔ ہاں اگر تم پہلے سُولی پر لٹکنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چاہتے ہو تو تمہاری یہ خواہش ضرور پوری ہو گی۔"
سارے غنڈے قہقہے لگا کر ہنسنے لگے۔ جلاد نے عنبر کے گلے میں رسی ڈال دی۔ اور عنبر کے کان میں کہا۔
"بھائی۔ تم نیک آدمی ہو۔ میرا دل تو نہیں چاہتا کہ پھندہ کس دوں لیکن ان ظالموں کے سامنے ایک نہیں چلتی۔"
عنبر نے کہا۔
"تم بھلے آدمی لگتے ہو لیکن کیا لندن کے لوگ مل کر ان غنڈوں کو ختم نہیں کر سکتے۔ ویسے مجھے اس پھانسی کی کوئی پروا نہیں اپنی زندگی میں سینکڑوں بار لوگوں نے مجھے پھانسی دے کر مار ڈالنا چاہا ہے۔ مگر سب ناکام رہے ہیں۔"
جلاد نے کہا۔
"عشی"۔ آہستہ بات کرو ورنہ یہ غنڈے مجھے بھی تمہارے ساتھ ہی لٹکا دیں گے۔ اچھا بھائی معاف کرنا۔ اب میں رسی کسنے لگا ہوں۔"
عنبر ہنس کر بولا۔
"تم بے فکر رہو۔ ابھی سب لوگ ایسا تماشہ دیکھیں گے جو ان کے باپ دادا نے بھی نہ دیکھا ہوگا۔ یہ مجھے نہیں مار سکیں گے۔"
جلاد نے بڑے افسوس سے سر ہلایا۔ وہ سمجھا کہ عنبر خوف سے پاگل ہو گیا ہے۔ غنڈہ مارٹن چلایا۔

"او حرامی جلاد۔ کیا باتیں کر رہا ہے اس سے۔ جلدی پھندہ کس۔ ورنہ ابھی یہاں تیرا لاشہ تڑپ رہا ہوگا۔"
جلاد ڈر گیا۔ اس نے ہاتھ باندھ کر کہا۔
"جناب۔ میں نے پھندہ اس کی گردن کی گرد ڈال دیا ہے۔"
عنبر کو یہ دیکھ کر افسوس ہو رہا تھا کہ لندن کے شہری ہزاروں کی تعداد میں ہونے کے باوجود ان چند غنڈوں سے خوفزدہ ہیں حالانکہ اگر وہ ایک ہو کر ان غنڈوں پر ٹوٹ پڑتے تو ان کا نام و نشان تک مٹ جاتا۔ مارٹن کے حکم پر ایک غنڈے نے تختہ کھینچ دیا۔ بڑھیا کے منہ سے غم کے مارے چیخ نکل گئی۔
عنبر رسی سے لٹکنے لگا تھا۔ سارے غنڈے ہنس رہے تھے۔ مارٹن قہقہہ مار کر ہنسا اور بولا۔
"مجھ سے ٹکر لینے والے کا یہی انجام ہوتا ہے۔"
عنبر نے یہ سنا تو بڑے آرام سے رسی کو جھٹکا دے کر توڑ دیا۔ غنڈے سمجھے رسی لاش کے بوجھ سے ٹوٹ گئی ہے۔ مگر اسی وقت حیرت سے ان کی چیخیں نکل گئیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ عنبر اُٹھ کر گردن سے پھندہ کھول رہی ہے۔ عنبر نے فوراً غنڈوں کو کانٹے لگانا شروع کر دیا۔ مارٹن کی کھوپڑی عنبر کے ایک ہی ... پچک گئی تھی۔ لوگوں نے جب یہ دیکھا ...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غنڈوں پر پل پڑے۔ غنڈوں کا تو کچومر ہی نکل گیا۔
اس ہنگامے میں عنبر نے بہتر یہی سمجھا کہ بھاگ لے۔ ورنہ لوگوں نے واہ واہ کر کے اس کا ناک میں دم کر دینا تھا۔ اُس نے ایک غنڈے کا گھوڑا پکڑا اور ہجوم سے نکل لیا۔ عنبر کا رُخ بندرگاہ کی طرف تھا۔ مسلسل سفر کرتا ہوا عنبر بندرگاہ پہنچ گیا۔ ساحل کے ساتھ کئی بحری جہاز لنگر انداز تھے۔

عنبر نے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ ہندوستان کے لئے ایک بحری جہاز آج شام ہی روانہ ہو رہا ہے۔ مگر یہاں مشکل یہ آن پڑی کہ بحری جہاز کی تمام سیٹیں پُر ہو چکی تھیں۔ عنبر نے کپتان سے بات کی۔ کپتان رحمدل نکلا۔ اس نے عنبر کو جہاز پر سوار ہونے کی اجازت دے دی۔

شام کے وقت سورج جب اپنا منہ چھپانے کی تیاری کر رہا تھا بڑی ٹھنڈی اور تیز ہوا چل رہی تھی۔ کپتان نے لنگر اٹھا دینے کا حکم دیا۔ جہاز کے ہوٹر بھیانک انداز میں چلّائے۔ سارے ملاح حرکت میں آ گئے۔ اور جہاز ساحل سمندر سے ہٹتا ہوا کھلے سمندر میں آ کر ہندوستان کی طرف روانہ ہو گیا۔

عنبر کو جو کیبن ملا تھا وہ نچلے عرشے پر تھا۔ ہر کیبن میں دو مسافر ٹھہرتے تھے۔ عنبر کا ساتھی ایک جاپانی تھا۔ جاپانی کی آنکھیں ٹیڑھی تھیں۔ چہرے پر زخم کا ایک لمبا نشان تھا۔ جس

سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اس کا ماضی اچھے کام کرتے نہیں گزرا۔ اس جاپانی کا نام توشنکو تھا۔

سفر بڑے مزے سے کٹ رہا تھا۔ ایک رات عنبر اپنے بستر پر سو بلکہ آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا کہ دروازہ پر بڑی آہستگی سے چار بار دستک ہوئی۔ دستک دینے کا انداز بڑا خفیہ قسم کا تھا۔ اس کے ساتھ ہی توشنکو کی چارپائی چرچرانے کی آواز کانوں میں پڑی۔ عنبر نے ایک آنکھ ذرا سی کھول کر دیکھا۔ توشنکو بستر سے اُٹھ کر عنبر کے بستر کی طرف آ رہا تھا۔ عنبر نے فوراً ہلکے ہلکے خراٹے لینے شروع کر دیئے۔

توشنکو نے پاس آ کر کہا۔

"مسٹر عنبر — مسٹر عنبر — کیا آپ جاگ رہے ہیں۔؟"

عنبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ بدستور خراٹے لیتا رہا۔ توشنکو کو یقین ہو گیا کہ عنبر بے خبر سویا ہوا ہے۔ اس نے دروازہ کھول دیا۔ عنبر اب اپنی ایک آنکھ ذرا سی کھولے دیکھ رہا تھا۔ آنے والا بھی جاپانی تھا۔ اُس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کہا۔

"توشنکو — تم نے اچھی طرح جانچ لیا کہ یہ مسافر سو رہا ہے۔"

توشنکو نے جواب دیا۔

فکر مت کرو چانگ۔ یہ تو سارے گھوڑے بیچ کر سویا ہوا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے۔ پھر اس چھوکرے عنبر کا کیا بڑا مسئلہ ہے کہو تو ابھی ٹینٹوا دبا کر اگلے جہان پہنچائے دیتا ہوں۔"

"نہیں" چانگ بولا "ہمیں بلاوجہ اس کے خون سے ہاتھ نہیں رنگنے چاہئیں۔ بلکہ اپنے اصل شکار پر توجہ دینی چاہیئے۔ میرا خیال ہے آج رات ہی اس کپتان کو قتل کر دیتے ہیں۔"

توشنکو نے خوش ہو کر کہا۔

"ٹھیک کہتے ہو۔ آج کی رات اس کام کے لئے بہتر ہے اس بدبخت کپتان کی ایمانداری نے ہمارا سمگلنگ کا دھندہ چوپٹ کر کے رکھ دیا ہے۔ اس کی موجودگی میں کوئی ناجائز مال لے کر جہاز پر سوار نہیں ہو سکتا۔"

یہ دونوں جاپانی بڑے خطرناک قسم کے سمگلروں کے گروہ کے رکن تھے۔

کسی انسان کی جان لے لینا ان کے نزدیک معمولی کام تھا۔ اور اب وہ کپتان کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے چانگ نے اپنے چغے سے ایک خنجر نکال کر توشنکو کی طرف بڑھا دیا اور کہنے لگا۔

"تم اس خنجر سے کپتان کو ہلاک کر دینا۔ خنجر کی نوک کوڑیالے سانپ کے زہر میں بجھی ہوئی ہے۔"

توشنکو نے خنجر لے لیا اور خوشی سے اپنے گندے دانت

نکال کر ہنستا ہوا کہنے لگا۔

"تم بے فکر رہو۔ ذرا اندھیرا اور گہرا ہو جانے دو۔ پھر اس خنجر کی پیاس بجھ جائے گی۔"

چانگ نے کہا۔

"میں اب چلتا ہوں۔ تم ہوشیاری سے کام کرنا۔"

جاپانی سمگلر چانگ چلا گیا۔ عنبر نے ان کی ساری گفتگو سن لی تھی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ایماندار کپتان کی تصویر آ گئی جسے یہ مارنے کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ عنبر نے فیصلہ کیا کہ وہ ان کا منصوبہ کامیاب نہیں ہونے دے گا۔

آدھی رات ہوئی تو توشنکو بستر سے نکل پڑا۔ اس نے خنجر دائیں ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا۔ توشنکو کیبن کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ عنبر بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔ سارے مسافر بے خبر پڑے سو رہے تھے۔ توشنکو نہایت عیار قسم کا سمگلر تھا۔ وہ پنجوں کے بل چل رہا تھا۔ کپتان کے کیبن کے پاس پہنچ کر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ عنبر جلدی سے دیوار سے چپک گیا تھا ورنہ توشنکو نے اسے دیکھ لینا تھا۔

توشنکو معاملہ صاف دیکھ کر دروازے کا لاک کھولنے لگا۔

عنبر اپنی جگہ سے نکل آیا اور اس کی طرف بڑھا۔ توشنکو جھکا ہوا اپنے کام میں مصروف تھا۔ کہ عنبر اس کے سر پہ پہنچ گیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور بولا۔

"مسٹر توشنکو۔ اگر میں آپ کی گردن میں مسٹر چانگ کا دیا ہُوا کوڑیالے سانپ کے زہر میں بجھا خنجر گھونپ دوں تو آپ بُرا تو نہیں منائیں گے۔"

توشنکو اچھل کر مُڑا۔ اسی وقت عنبر نے ایک ہاتھ سے اس کی گردن پکڑ لی۔ توشنکو نے عنبر کے پیٹ میں پوری طاقت سے خنجر مارا۔ اسے یوں لگا جیسے اس نے کسی پتھریلی چٹان پر وار کیا ہو۔ عنبر نے بڑے آرام سے خنجر توشنکو سے چھین کر اس کی گردن میں گھونپ دیا۔

توشنکو چیخ بھی نہ سکا۔ زہریلے سانپ کے زہر نے اسے فوراً ہی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ عنبر نے اس کی لاش وہیں چھوڑی اور اپنے کیبن میں آگیا۔ وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ دو آنکھوں نے اس کی ہر حرکت کو نوٹ کیا ہے۔

وہ دو آنکھیں چانگ کی تھیں۔

چانگ سیدھا اوپر والے عرشے پر اپنے کیبن میں گیا۔ یہاں ایک اور جاپانی سمگلر موجود تھا۔ اس نے چانگ کو گھبرائے ہوئے دیکھا تو جلدی سے پوچھا۔

"کیا بات ہے چانگ ۔۔۔ توشنکو نے اپنا کام ختم کر دیا۔ کپتان مارا گیا ہے نا۔"

چانگ نے لرزتی آواز میں کہا۔

"نہیں میرے دوست چوچو ۔۔۔ توشنکو خود مارا گیا ہے۔ اوہ خدائے آتش۔ میری نظروں نے جو منظر دیکھا ہے ۔۔۔ یقین نہیں آتا ۔۔۔"

چوچو تو اُچھل پڑا۔ اس نے کہا۔

"توشنکو مارا گیا وہ تو بڑا ماہر قاتل تھا۔"

چانگ نے سارا واقعہ سنا دیا۔ اور یہ بھی بتایا کہ توشنکو کے ساتھی مسافر مصری باشندے عنبر پر خنجر کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ چوچو نے جب یہ بات سنی تو چانگ کو گھورنے لگا اور بولا۔

"پاگل ہوگئے ہو گیا۔ عنبر کے پیٹ میں خنجر اور وہ بھی توشنکو نے مارا۔ عنبر کو کچھ نہ ہُوا۔ میں یہ بات نہیں مان سکتا۔ ضرور تمہیں وہم ہوا ہے ۔۔۔ مگر اب اس عنبر کے بچے کو میں ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ کپتان کو مارنے سے پہلے اس کا کام ضرور تمام کروں گا۔"

چانگ نے قسم کھا کر کہا۔

"چوچو ۔۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میری آنکھوں کے سامنے عنبر کو خنجر لگا تھا مگر اسے کوئی زخم نہ آیا۔"

اب تو چوچو سوچ میں پڑ گیا۔ چانگ معمولی بات پر قسم نہیں کھا سکتا تھا۔ پھر اسے خیال آیا کہ عنبر مصری باشندہ ہے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مصر کی سرزمین پُراسراریت کی وجہ سے بڑی مشہور ہے اس نے کہا۔

"پھر چانگ۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟"
چانگ نے سوچتے ہوئے کہا۔

"عنبر کو چالاکی سے قابو کرنا ہوگا۔ سنو میرے ذہن میں ایک تدبیر آئی ہے۔ ہر شام کو عنبر عرشے پر سیر کرنے آتا ہے۔ میں نے کئی بار اسے دیکھا ہے۔ اس موقع پر ہم عنبر کو اُٹھا کر سمندر میں پھینک دیں گے۔ اس طرح ہماری جان چھوٹ جائے گی اور ہم کپتان سے نپٹ لیں گے۔

چوچو اُچھل پڑا اور کہنے لگا۔

"واہ واہ۔ کیا زبردست ترکیب ہے۔ بس اس پر عمل کیا جائے گا۔ لیکن اب ہمیں چاہیئے کہ توشنکو کی لاش اٹھا کر سمندر میں ڈال دیں۔"

دونوں جاپانی سمگلروں نے ایسا ہی کیا۔ اور توشنکو کی لاش سمندر میں مچھلیوں کی خوراک بننے کے لئے پہنچ گئی۔ اگلا دن بڑے اطمینان سے گزرا۔ توشنکو کی لاش غائب پا کر عنبر سمجھ گیا کہ یہ اس کے ساتھیوں کا کارنامہ ہے۔ اسی نے کپتان کو خبردار رہنے کا کہہ دیا تھا۔ شام ہوئی تو عنبر حسب معمول عرشے پر آ گیا۔

کُھلے سمندر میں سورج کے ڈوبنے کا منظر بے حد دلکش ہوتا ہے۔ سورج کی سنہری کرنیں سمندر کے پانی پر مچلتی ہیں تو ہر لہر سونے کی مانند نظر آتی ہے۔ آسمان کی طرف دیکھو تو گویا سونا پگھل رہا ہے۔ عنبر ریلنگ سے لگ کر کھڑا یہ منظر بڑے غور سے دیکھ رہا تھا اسے شروع ہی سے قدرتی مناظر پسند رہے تھے۔

عرشے پر خاموشی طاری تھی بس لہروں کے جہاز سے ٹکرانے کی مدھم اور مدھر آواز سنائی دیتی تھی۔ سردی کا موسم تھا کوئی اور مسافر عرشے پر موجود نہ تھا۔ چوچو اور چانگ پہلے سے یہاں چھپے ہوئے تھے۔ انہوں نے موقع غنیمت جانا اور دبے قدموں عنبر کی طرف بڑھے عنبر اس وقت ناگ اور ماریا کے خیالوں میں گم تھا۔
چوچو اور چانگ نے بجلی کی سی تیزی سے عنبر کی ٹانگیں پکڑیں اور اس سے پہلے کہ عنبر سنبھل سکتا۔ انہوں نے اسے اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔ عنبر ایک چھپاکے سے پانی میں گرا اور ڈوبتا چلا گیا۔ عنبر میں یہ خاصیت تھی کہ وہ پانی کے نیچے بھی سانس لے سکتا تھا۔ وہ جب پانی کی سطح پر ابھرا تو جہاز خاصا دور نکل چکا تھا۔

اب عنبر اگر پوری تیزی سے بھی تیرتا تو جہاز تک نہیں پہنچ سکتا تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا پھنس گئی

عنبر کو کھلے سمندر میں چھوڑ کر ہم ہندوستان چلتے ہیں اور معلوم کرتے ہیں کہ ماریا چڑیلوں کی ملکہ کے جال میں کس طرح پھنسی یہ تو آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ آفت بھتنی، ماریا کی تلاش میں نکل چکی ہے۔

ماریا کچھ اُڑتی اور چلتی ہوئی سرائے کی طرف آ رہی ہے۔ بارش ختم چکی تھی۔ یکایک ماریا کو ایک ہیولہ سا نظر آیا۔ جو بھاگ کر درختوں میں غائب ہو گیا۔ ماریا رُک گئی۔ آسمان پر جن کالے بادلوں نے قبضہ کر رکھا وہ چھٹ چکے تھے اور چاند ستاروں سمیت سامنے آ گیا تھا۔

اسی وقت ماریا کو اپنے پیچھے کسی کے گہرے گہرے سانس لینے کی آواز آئی۔ ماریا الٹ کر پلٹی۔ اس کے پیچھے کوئی نہ تھا۔ ستاروں بھری رات میں ویران سڑک نظر آ رہی تھی لیکن وہ سانس کی آواز ماریا کو خیال آیا شاید اس کا وہم تھا۔ وہ آگے بڑھی۔ مگر قہقہے کہ مدہم سی آواز نے اس کے قدم باندھ دیئے۔ آواز کسی عورت

کی تھی۔ ماریا نے مڑ کر ہر طرف دیکھا کوئی نہ تھا۔ ماریا ڈرنے والی لڑکی نہیں تھی۔

اس نے اپنی طویل زندگی کے سفر میں بڑے ڈراؤنے اور خوفناک واقعات کا سامنا کیا تھا۔ بھیانک جنگل، صحرا اور جزیرے دیکھے تھے مگر وہ کچھ پریشان سی ہو گئی تھی۔ دفعتہً اسے سامنے سڑک کے ساتھ اُگے شاہ بلوط کے درختوں میں ایک ہیولہ ہلتا دکھائی دیا۔ ماریا اس طرف لپکی۔ لیکن پُراسرار ہیولہ غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی ماریا کو ایک بار پھر وہی گہرا سانس لینے کی آواز سنائی دی۔ اس بار تو ماریا نے سانس کی گرمائش کو اپنی گردن پر محسوس بھی کیا۔

اس نے مڑ کر دیکھا۔ اس کے پیچھے کوئی نہ تھا۔ سنسنی کی ایک لہر ماریا کے جسم میں دوڑ گئی۔ یکایک ماریا کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی ہلکی پھلکی شے اس کے سر پہ آ گری ہو۔ ماریا نے کوئی خیال نہ کیا اور سوچا شاید کسی درخت کا پتا ہوا میں تیرتا اس کے سر پہ آ گرا ہے۔ لیکن یہ کیا — اس کے بالوں میں وہ شے رینگنے لگی تھی۔ اس کے پنجوں کی چبھن ماریا کو محسوس ہو رہی تھی۔

ماریا نے سر کو زور سے جھٹکا اور بالوں پر ہاتھ پھیرا۔ کچھ ہاتھ نہ آیا اس کے باوجود چبھن بدستور ہو رہی تھی۔ ماریا گھبرا گئی۔ نوکیلے پنجوں کی چبھن شدید سے شدید تر ہوتی جا رہی تھی۔ پھر ہلکے سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قہقہے کی آواز سنی۔ ماریا چلّا اُٹھی۔

"کون ہو تم ـــ ؟"

قہقہے کے ساتھ منمناتی آواز آئی۔

"میں ـ آفت بھتنی ـ تم اس وقت میری قید میں آ چکی ہو میں تمہارے دماغ پر قبضہ کر لوں گی۔"

ماریا کا پورا جسم سُن ہو گیا۔

اس کے دماغ کی سلیٹ پر آفت بھتنی کا عکس اُبھر آیا۔ وہ ماریا کے سنہری بالوں میں لیٹی ہوئی تھی۔ انسانی انگلی کے سائز جتنی آفت بھتنی مسکرا رہی تھی مکروہ اور بھیانک مسکراہٹ ماریا نے چاہا کہ اسے نوچ کر پرے پھینک ڈالے لیکن وہ ایسا نہ کر سکی۔ وہ بے بس ہو چکی تھی۔ اس کے ذہن پر دھند چھانے لگی اور اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت غائب ہو گئی۔

آفت بھتنی نے کہا۔

"تم میری غلام ہو۔ تمہیں میرا ہر حکم ماننا ہو گا۔"

ماریا کے ہونٹ مشینی انداز میں ہلے اس نے کہا۔

"تمہارے حکم کو پورا کرنا میرا فرض ہے۔ میں تمہاری غلام ہوں۔"

آفت بھتنی دانت نکال کر خونخوار انداز میں ہنسی۔ اس نے کہا۔

"چلو۔ مرگھٹ کی طرف قدم اُٹھاؤ۔"

ماریا میکانکی انداز میں چلنے لگی۔ وہ ہر چیز بھول چکی تھی۔ اس کے ذہن کا وہ گوشہ جس میں یادیں ہوتی ہیں ایک دھند کے بادل میں گم ہو گیا تھا۔ اب وہ عنبر اور ناگ کو بھی نہیں پہچان سکتی تھی۔ اسے یہ بھی یاد نہیں رہا تھا کہ وہ کون ہے اور اسے تاریخ میں واپسی کا سفر طے کرنا ہے۔

ماریا کے قدم خود بخود مرگھٹ کی طرف اُٹھتے جا رہے تھے پھر وہ مرگھٹ میں آ گئی۔ ایک پُراسرار سی خاموشی نے مرگھٹ کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے پورے کے پورے مرگھٹ نے ایک دم سے اپنا سانس روک لیا ہو۔ اس سے پہلے مرگھٹ میں خونی گدھوں کی منحوس آوازیں گونجتی رہتی تھیں لیکن اب تو جیسے انہیں بھی سانپ سونگھ گیا ہو۔ وہ اپنی گردنیں پروں میں چھپائے درختوں کی شاخوں پر سہمے بیٹھے تھے۔

ٹنڈ منڈ درخت بھی سکڑے سکڑے نظر آ رہے تھے۔ انسانی پنجر اور ہڈیاں مرگھٹ میں بکھری پڑی تھیں۔ کبھی کوئی ہڈی ماریا کے قدموں تلے آ کر تڑخ کر ٹوٹ جاتی تو مرگھٹ کا سناٹا لمحہ بھر کے لئے ٹوٹ جاتا۔ ماریا چلتی ہوئی ایک جگہ رُک گئی۔ رُکتے ہی ماریا کا قدم زمین میں دھنسنے لگا۔

ماریا زمین میں گم ہوتی جا رہی تھی۔ یہاں زمین کے نیچے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم اس لاش کو باہر نکال لینا اور اس کا کفن پھاڑ کر، سینہ چیر کر دل نکال لینا پھر کھوپڑی توڑ کر مغز نکال لینا۔ یہ عمل بیس دن تک کرنا ہوگا۔ ندی میں تمہیں روزانہ لاش مل جایا کرے گی۔ جب تم تیس لاشوں کو ندی سے نکال کر تیس دل اور مغز اکٹھے کر لو گی۔ پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ آگے تم نے کیا کرنا ہے۔"

چڑیلوں کی ملکہ نے شیطان کو سجدہ کر کے کہا۔

"آقا۔ میں تمہارے حکم کی حرف بحرف تعمیل کروں گی۔ لیکن ایک بات پوچھتی ہوں کہ کیا یہ لڑکی ماریا جو پہلے غیبی تھی۔ اب پرانے جادو کے اثر سے نکل کر ظاہر ہی رہے گی۔"

شیطان نے خرخر کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ لڑکی اب بھی غیبی ہے۔ جس جادو کے اثر سے یہ غائب ہے اسے توڑنا آسان نہیں ہے یہ صرف اس وقت تک ظاہر رہے گی جب تک زمین کے نیچے رہے گی۔ زمین کے اوپر جاتے ہی یہ پھر سے غیبی عورت ہو گی۔"

شیطان کہہ رہا تھا۔

"اگر اس عورت پر سے طلسم ختم ہو چکا ہوتا تو یہ یکدم بوڑھی ہو کر مر جاتی۔ یہ ایک عام عورت ہے۔ مگر جادو سے اسکی عمر ایک جگہ رُک چکی ہے۔ بہر حال اب یہ تمہارے قبضے میں ہے اور اسے مرنا ہی ہے۔"

ماریا ایک کمرے میں کھڑی تھی۔ وہ سب کچھ بھول چکی تھی۔ آفت بھنبی اس کے بالوں سے لپٹی ہوئی تھی۔

ویران جزیرے کا ہیکل

عنبر پانی میں غوطے کھا رہا تھا۔

اس کو ایک پل کے لئے بھی خیال تک نہ آیا کہ زلزلہ دیوی کی طرف سے ملنے والا موتی منہ میں ڈال کر ہوا میں اُڑتا ہوا جہاز پر جا سکتا ہے۔ جہاز نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ عنبر سمندر کی پرسکون لہروں کے بستر پر لیٹا بہت دور نکل آیا۔ رات ہو چکی تھی اور آسمان پر چاند ستارے چمکنے لگے تھے۔ عنبر رات بھر آنکھیں بند کئے بہتا رہا۔

رات گزر گئی۔ صبح سویرے عنبر کے کانوں میں مرغابی کے چیخنے کی آواز پڑی۔ عنبر نے آنکھیں کھول کر دیکھا کئی مرغابیاں تھیں اس کا مطلب تھا کہ زمین نزدیک ہی ہے۔ کچھ ہی دیر بعد عنبر کو دور ایک سیاہ لکیر نظر آنے لگی۔ یہ ایک ویران جزیرہ تھا۔ لہروں نے عنبر کو ساحل پر لا کر پٹخ دیا۔

عنبر کچھ دیر کنارے کی گیلی ریت پر سکون سے لیٹا رہا۔ پھر اُٹھ کھڑا ہوا۔ جزیرے کا ساحل دُور دُور تک ویران تھا۔ جزیرے پر درختوں کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھتنات تھی اور ہر طرف خاموشی کا راج تھا۔ حیرت کی بات تو یہ تھی کہ جزیرے پر چرند پرند بھی نہ ہونے کے برابر تھے۔ بڑا عجیب اور پُراسرار قسم کا جزیرہ تھا۔

عنبر جزیرے میں گھومنے لگا۔ اس نے دیکھا کئی مقامات سے جھاڑیاں اور درخت جلے ہوئے ہیں۔ عنبر کی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کس طرح جل گئے ہیں۔ جزیرے کے شمالی حصے میں ایک پہاڑی سلسلہ تھا اور اس پہاڑی سلسلہ کے دامن میں عنبر کو جو چیز نظر آئی اسے دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔

ایک پرانا اور ٹوٹا پھوٹا ہیکل عنبر کے سامنے تھا۔ یہ ہیکل قدیم مصری طرز پر بنا ہوا تھا۔ عنبر ہیکل میں آ گیا۔ ٹھنڈے ٹھنڈے سے اندھیرے میں عجیب سی بو رچی ہوئی تھی۔ اس قسم کی بو پرانی کرم خوردہ لائبریریوں سے آیا کرتی ہے۔ عنبر دالان سے گزر کر کالی محرابوں والے ایک تنگ راستے میں آ گیا۔ دیواروں پر مصری دیوی دیوتاؤں کی تصاویر کے علاوہ کئی جگہ مصری فرعونوں کے نشان سانپ کی تصاویر کھدی ہوئی تھیں۔

ان تصاویر سے عنبر سمجھ گیا کہ یہ قدیم مصر کی زبردست دیوی ایزیس کا ہیکل ہے۔ اور اسے سیتی اول نامی فرعون نے تعمیر کرایا تھا۔ پرانی مصری زبان میں جا بجا یہ لکھا ہوا تھا۔ "نوت — اخوت۔ خون — فرعون سیتی اوّل —" مگر اس ویران جزیرے پر یہ

ہیکل کیوں اور کیسے تعمیر کرایا گیا ہے۔ یہ سوال عنبر کے ذہن میں ہ رہا تھا۔

مختلف کمروں سے ہوتا ہوا عنبر ایک حجرے کے پاس پہنچا۔ ے کا دروازہ بند تھا۔ عنبر نے اسے کھولا تو اندر سے تیز بو ا ایک بھبکا عنبر کی ناک سے ٹکرایا۔ اس حجرے میں ایک ڈھانچہ ا ہوا تھا۔ ڈھانچے کے پاس ایک زنگ آلود تلوار پڑی تھی۔ ں کا دائیاں ہاتھ کہنی کے قریب سے کٹا ہوا تھا۔ کھوپڑی اس ے ٹوٹی ہوئی تھی جیسے اس پر گرز مارا گیا ہو۔ اور ایک زنگ لود آہنی تیر ڈھانچے کی پسلیوں میں کھبا ہوا تھا۔

ڈھانچے سے پتہ چلتا تھا کہ یہ شخص جب زندہ رہا ہوگا تو بارعب اور دیو قامت ہوگا۔ یوں لگتا تھا جیسے کئی آدمیوں نے ے وقت حملہ کر کے اسے مار ڈالا ہو — اس ڈھانچے سے کچھ صلے پر ایک اور ڈھانچہ تھا جو دیوار سے لگا ہوا تھا۔ عنبر نے دیکھا ں ڈھانچے کے دونوں پاؤں میں بیڑیاں پڑی تھیں۔

اس ڈھانچے کے ہاتھ میں ہاتھی دانت سے بنا ایک نوکیلا اوزار ا۔ ایک طرف درخت کی چھال کے چند ٹکڑے رکھے گئے تھے۔ عنبر تا تھا کہ قدیم زمانے میں درخت کی چھال کو چند خاص دواؤں کی ے سے اس قابل بنا لیا جاتا تھا کہ وہ عرصہ دراز تک خراب نہ یہ چھال لکھنے کے کام آتے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس ڈھانچے کا بایاں ہاتھ زمین پر ٹکا ہوا تھا اور اس ہاتھ کے نزدیک پتھر کا ایک پیالہ پڑا تھا۔ باہر سے آنے والی ہلکی ہلکی روشنی میں یہ ڈھانچے بڑے خوفناک لگ رہے تھے۔ عنبر نے درخت کی شاخ کے ٹکڑے اٹھا لیے۔ ان پر پرانی مصری زبان میں عبارت لکھی ہوئی تھی۔ یہ چھال اگرچہ خستہ ہو چکی تھی۔ مگر اس کے الفاظ پڑھے جا رہے تھے۔ پہلے ٹکڑے پر لکھا تھا۔

"اے انسان۔ میں نہیں جانتا کہ تو کب اور کس وقت۔ میری موت کے کتنے عرصہ بعد یہاں پہنچے گا۔ نجانے اس وقت وادی نیل پر کون سا فرعون حاکم ہوگا۔ میں اس بارے میں کس طرح جان سکتا ہوں۔ ابھی کچھ دیر بعد تو میں نے زہر کا پیالہ پی کر ہمیشہ کی نیند سو جانا ہے۔ شاید تیرے قدم اسی ظالم فرعون سیٹی اول کے عہد حکومت میں یہاں آ پہنچیں یا پھر تو اس وقت یہاں پہنچے جب میری ہڈیاں بھی گل سڑ جائیں۔ شاید یہ ہو کہ تو کبھی نہ آئے اور یہ ہیکل وقت کے ہاتھوں تباہ ہو جائے۔

اے اس ہیکل میں آنے والے انسان۔ تیرے دل میں خیال آ رہا ہوگا کہ میں کون ہوں۔ میرا نام سپاتا ہے۔ میں اپنے وقت کا سب سے بہترین معمار تھا۔ شاہی خاندان کے لیے ہی محل تعمیر کراتا تھا۔ فرعون سیٹی اول کے دربار میں مجھے اعلیٰ مقام حاصل تھا۔

ایک دن سیٹی اول نے مجھے محل میں طلب کیا۔ اس نے اپنے کمرے سے تمام کنیزوں حتیٰ کہ اپنی چہیتی ملکہ کو بھی نکال دیا اور مجھے اپنے قریب بیٹھنے کا شرف بخشا پھر کہا۔

"اے سپاتا۔ میرے دور کے ماہر تعمیرات۔ ہم تم سے ایک راز کی بات کہنا چاہتے ہیں۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔

"غلام آپ کے اعتماد کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچائے گا۔ ارشاد کیجئے۔"

تب فرعون نے مجھ سے کہا۔ میں ایک ویران جزیرے پر ایک شاندار ہیکل تعمیر کرانا چاہتا ہوں۔ دیوی ایزیس کا ہیکل۔ تم جلد از جلد نقشہ تیار کر کے ہمارے حضور پیش کرو اور یاد رکھو! کسی کو اس معاملہ کی ہوا بھی نہ لگے ورنہ تمہارا پورا خاندان بھوکے کتوں کے آگے ڈال دیا جائے گا۔

فرعون سیٹی اوّل نے ٹہلتے ہوئے کہا۔

"اے سپاتا۔ اگر تو ہماری خواہش کے مطابق ہیکل تعمیر کرنے میں کامیاب رہا تو ہم تجھے سونے میں تول دیں گے۔ اور اپنی بہن سے تیرے بیٹے کی شادی کر دیں گے۔ اور تو شاہی خاندان میں شامل ہو جائے گا۔"

میں نے فرعون کو سجدہ کیا اور عرض کی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اے ارضی خدا۔ اگر حکم ہو تو میں اس راز میں اپنے بیٹے کو شریک کر لوں۔ وہ بھی ماہر تعمیرات ہے۔ ہم دونوں مل کر ایک اچھا نقشہ تیار کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

فرعون نے اجازت دے دی۔ میں خوش خوش گھر لوٹ آیا۔ آہ۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ بدبختی نے میرے دروازے پر دستک دے دی ہے۔ اور میں جو ہیکل بناؤں گا وہ میرا مقبرہ بن جائے گا۔"

یہاں چھال کے پہلے ٹکڑے پر لکھی عبارت ختم ہو گئی تھی۔ عنبر نے چھال کا دوسرا ٹکڑا اٹھایا لکھا تھا۔

"اے انسان — میں نے اپنے بیٹے کے ساتھ مل کر دن رات ایک کر کے نقشہ تیار کیا اور فرعون سیٹی اوّل کو پیش کیا۔ اس نے نقشہ پسند کیا اور پھر ایک دن میں، فرعون سیٹی اوّل اور ہزاروں مزدوروں کے ساتھ جہاز کے ذریعے اس ویران جزیرے پر پہنچا اور پہاڑوں سے پتھر کاٹ کر اس ہیکل کی تعمیر شروع کر دی۔

اس ہیکل کی تعمیر میں کئی سال لگ گئے۔ مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ فرعون سیٹی اول کس لئے اس ویران جزیرے پر یہ ہیکل بنوا رہا ہے۔ اور میں پوچھ بھی کس طرح سکتا تھا — وہ ارضی خدا تھا۔ ہیکل تعمیر ہو گیا۔ فرعون بہت خوش تھا اس کے ساتھ دو جہاز سپاہیوں کے بھرے آئے تھے۔

میں سمجھ رہا تھا کہ اب مجھ پر فرعون کی نوازشات کی انتہا ہو جائے گی — آہ میری بدبختی — ایسا نہیں ہوا۔ فرعون کے تمام سپاہیوں نے تمام مزدوروں کا قتلِ عام شروع کر دیا۔ جزیرہ لہو میں نہا گیا۔ فرعون سیٹی اول کے قہقہے گونجنے لگے۔ میں گھبرا گیا تھا۔ فرعون نے کہا۔

"خوفزدہ مت ہو۔ اے سپاتا۔ تیرے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا جائے گا۔ یہ مزدور تو اس لئے مارے جا رہے ہیں کہ ہیکل کا راز ان کے سینوں میں ہی دفن ہو جائے۔"

یہ سن کر میری جان میں جان آئی لیکن مجھے کیا علم تھا کہ شیطان صفت فرعون جھوٹ بول رہا ہے۔ وہ اپنے سپاہیوں سمیت مجھے اور میرے بیٹے کو اس کمرے میں لے آیا اور کہا۔

"اے سپاتا۔ میں چاہوں تو میرے حکم سے ابھی تیرا سر قلم کر دیا جائے مگر تو ہمارا وفادار رہا ہے لیکن اس کے باوجود تجھے مرنا ہی ہو گا — تیری زندگی میں نہیں چاہتا۔ بتا تو کیسی موت پسند کرے گا۔"

میرے تو ہوش اڑ گئے۔ میرا نوجوان بیٹا یہ برداشت نہ کر سکا — اس کا گرم خون جوش میں آ گیا۔ اس نے تلوار سے فرعون پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر اس کے سپاہیوں نے میرے بیٹے کو قتل کر دیا۔ فرعون نے اپنے ہاتھ سے گرز مار کر اس کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھوپڑی توڑ دی۔ میری تو دنیا ہی اندھیر ہو گئی۔

فرعون کے سپاہیوں نے میرے پاؤں میں بیڑیاں پہنا دیں۔ اور باہر چلے گئے۔ خبیث صورت فرعون نے ٹہلتے ہوئے کہا۔

"اے سپاتا۔ تُو نے بتایا نہیں کہ تجھے کیسی موت دی جائے۔"

مَیں نے رحم کی درخواست کی ۔۔۔ رویا گڑگڑایا ۔۔۔ فرعون کو اپنی خدمات گنوائیں لیکن اس پر کچھ اثر نہ ہُوا۔ تب مَیں نے پوچھا کہ یہ ہیکل کس لئے تعمیر کرایا ہے۔ فرعون نے یہ سُن کر قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

"تیری آخری خواہش سمجھ کر بتا دیتا ہُوں ۔۔۔ سُن اے سپاتا۔ مَیں تجھے اس راز سے آگاہ کرنے والا ہُوں۔ جس کے لئے یہ ہیکل تعمیر کرایا ہے۔"

یہاں چھال کے دوسرے ٹکڑے پر لکھی عبارت ختم ہو گئی تھی۔

○

جزیرے کا خوفناک سانپ

عنبر نے جلدی سے چھال کا تیسرا ٹکڑا پڑھنا شروع کر دیا۔

"اس تحریر کو پڑھنے والے انسان ۔۔۔ فرعون سیٹی اوّل نے مجھے جو بتایا وہ بڑا بھیانک تھا۔ طاقت اور خدائی کے نشے میں فرعون نے ایک خوفناک اور انوکھے تجربے کا آغاز کر دیا تھا۔ فرعون نے مجھ سے کہا۔"

"اے سپاتا تجھے معلوم ہے کہ ہر فرعون کا مرنے کے بعد جسم حنوط کر کے محفوظ کر لیتے ہیں تاکہ جب دوبارہ روح اپنے جسم کو ڈھونڈتی ہوئی آئے تو اسے جسم سلامت ملے۔ اگر مردہ جسم صدیوں تک صحیح رہ سکتا ہے تو کیوں نہ کسی زندہ انسان کو سُلا کر اس کی ممی بنائی جائے ۔۔۔ جسم اور روح کی ممی۔"

فرعون کی یہ بات سُن کر مَیں کانپ اُٹھا۔ وہ زندہ انسان کو مصالحے لگا کر تابوت میں بند کر دینا چاہتا تھا۔ فرعون کہہ رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"دشمن سپاتا۔ مجھے جب یہ خیال آیا تو مَیں نے اپنے سارے جادوگروں کو طلب کیا۔ اور انہیں بتایا۔ تب ایک جادوگر نے جس کا نام ماعوس ہے میرا ساتھ دینے کی حامی بھرلی۔ میرے حکم سے میری چہیتی ملکہ کو بے ہوشی کی نیند سلایا گیا۔ پھر ماعوس نے اس پر اپنا جادو کیا اور اس کو ایک تابوت میں بند کر دیا۔

اے سپاتا۔ اب مَیں وہ تابوت اس ہیکل کے خفیہ تہ خانے میں رکھ دوں گا۔ جو تُو نے تعمیر کیا ہے۔ ماعوس جادوگر کے جادو سے میری ملکہ ہزاروں سال تک سوتی رہے گی وہ اسی وقت بیدار ہو گی جب سونے کے ان سات چراغوں کو اس کے قدموں میں روشن کیا جائے گا جو ماعوس نے تابوت میں رکھ دیئے ہیں۔ ان چراغوں کے روشن ہونے سے ملکہ پر کیا جادو ٹوٹ جائے گا۔ وہ پھر سے زندہ ہو جائے گی۔"

سوچ — ذرا سوچ ۔ اے سپاتا۔ مَیں مرنے کے بعد ہزاروں سال بعد جب دوبارہ زندہ ہُوں گا میری روح پھر سے جسم میں آ جائے گی۔ مَیں یہاں آؤں گا اور اپنی چہیتی ملکہ کو زندہ کر لوں گا۔"

یہ کہہ کر فرعون قہقہہ مار کر ہنسا — مَیں نے اس سے پوچھا۔

"اے ارضی خدا۔ کیا تجھے یقین ہے کہ جو تُو نے سوچا ہے۔ ایسا ہی ہو گا۔ تُو نے اپنے ایک خیال کی خاطر سینکڑوں انسانوں کی جان لی ہے۔"

فرعون سیٹی اوّل نے غصے سے کہا۔

"مَیں ان انسانوں کا مالک تھا۔ ان کا خدا تھا۔ وہ میری عبادت کرتے تھے۔ مَیں جو چاہتا ان کے ساتھ سلوک کرتا۔ دیکھ سپاتا۔ مَیں تیرا لحاظ کر رہا ہوں۔ اب جلد بتا تُو کیسی موت مرنا چاہتا ہے۔"

یہاں چھال پر کچھ الفاظ مٹے ہوئے تھے۔ عنبر نے غور سے دیکھا اور پڑھا۔

"اے انسان۔ کون ہے جو اپنی موت چاہے گا۔ لیکن مَیں مجبور تھا۔ تب مَیں نے فرعون سے کہا۔

مَیں زہر کا پیالہ پی کر مروں گا۔ لیکن میری خواہش ہے کہ زہر کا پیالہ میرے پاس رکھ دیا جائے۔ اور مجھے درخت کی چھال کے ٹکڑے اور قلم دے دیا جائے۔ مَیں علم و فن کا شوقین ہوں اور چاہتا ہوں۔ لکھتے لکھتے جب تھک جاؤں تو زہر کا پیالہ پی کر جان دے دُوں۔"

فرعون نے میری خواہش مان لی — مَیں اس جزیرے پر اس ہیکل میں اکیلا رہ گیا۔ تب مَیں نے فرعون سے انتقام

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لینے کا سوچا ـــ اے انسان ـــ اسی لیئے میں نے چھال کے ٹکڑے پر ساری کہانی لکھ دی۔ تو نے اسے پڑھ لیا ہے اب تو خفیہ تہہ خانے میں جا اور چراغ روشن کر کے ملکہ کو زندہ کرے۔ میرا انتقام یہی ہے کہ فرعون سیتی اوّل ـــ وہ بدبخت جب دوبارہ زندہ ہو کر آئے تو اسے تابوت خالی ملے۔ اپنی چہیتی ملکہ کو نہ پا کر وہ روتے چلائے۔

سُن اے انسان ـــ اس حجرے سے دو حجرے چھوڑ کر تیسرے حجرے میں اس خفیہ تہہ خانے میں جانے کا راستہ ہے۔ اگر تو قیامت تک لگا رہے تو اسے نہیں ڈھونڈ سکتا۔ لیکن میں تجھے بتاتا ہوں۔ اس حجرے کے مغربی کونے میں ایک طاق ہے جس میں ایک بُت پڑا ہے۔

اے انسان ـ رات کو جب چاند نکل آئے تو اس کی روشنی کی ایک کرن اس حجرے میں اُتر آئے گی۔ دیوار پر جس جگہ روشنی کی کرن پڑے۔ تو وہاں طاق میں پڑے بُت کو رکھ دینا ـــ تہہ خانے کا راستہ نمودار ہو جائے گا۔

آہ ـــ لکھتے لکھتے اب میں نڈھال ہو گیا۔ زہر کا پیالہ میرے پاس پڑا ہے اور کچھ فاصلے پر میرے نوجوان بیٹے کی لاش ہے۔ اے انسان تجھے قسم ہے مقدس دیوتاؤں کی تو اس تحریر کو پڑھنے کے بعد ملکہ کو زندہ ضرور کرنا ـــ اگر

تو نے ایسا نہ کیا تو میری رُوح تجھ پر لعنت بھیجے گی۔

"اے انسان ـــ تیری محنت ضائع نہیں ہو گی۔ تجھے تہہ خانے سے بے شمار قیمتی ہیرے اور سونا ملے گا۔ اچھا اب میں زہر کا پیالہ اٹھا رہا ہوں ـــ الوداع اے انسان ـــ"

یہاں آ کر چھال کے "تیسرے ٹکڑے کی عبارت ختم ہو گئی۔

عنبر نے گہری سانس لی اور حجرے سے نکل آیا۔ یہاں تاریک حجروں کی قطار چلی گئی تھی۔ عنبر نے تیسرے حجرے میں آ کر دیکھا۔ مغربی کونے کے طاق میں بُت پڑا تھا۔

رات ہوئی اور چاند اپنی زرد روشنی لیئے آسمان پر اُبھرنے لگا۔ عنبر نے دیکھا کہ حجرے کی چھت کے ایک درز سے روشنی کی ایک کرن آئی اور فرش پر پڑنے لگی۔ عنبر نے طاق سے بُت اٹھا کر وہاں رکھ دیا۔ ہلکی سی گڑگڑاہٹ سے فرش میں سیڑھیاں نمودار ہو گئیں۔

عنبر سیڑھیاں اُتر کر تہہ خانے میں آ گیا۔ سرد، تاریک اور وسیع تہہ خانہ عنبر اپنی "تاریکی طاقت سے دیکھ سکتا تھا۔ سیڑھیوں کے پاس ہی ایک قد آدم مجسمہ پڑا تھا۔ جس کے ہاتھ میں مشعل موجود تھی۔ یکایک یہ مشعل خود بخود جل اُٹھی اور تہہ خانے میں ملگجی روشنی پھیلنے لگی۔

عنبر نے دیکھا تہہ خانے کے وسط میں ایک بکس پڑا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لکڑی کا بکس ۔۔۔ اس بکس کے گرد دیوی دیوتاؤں کے مجسمے، کنول کے سوکھے ہوئے پھول اور ۔۔۔ اور ۔۔۔ سات چراغ پڑے ہیں ۔ سنہرے چراغ ۔۔۔ عنبر نے دیکھا کہ تہہ خانے میں موجود ہر شے کا رنگ سنہری ہے ۔ وہ جانتا تھا کہ ہر فرعون اپنے دورِ حکومت میں سرکاری رنگ مقرر کرتا تھا۔ فوج کی وردی سرکاری ہوتی تھی۔ شاہی خاندان کا بالائی لباس بھی اسی رنگ کا ہوتا تھا اور مقرر کردہ سرکاری رنگ سے ہی فرعون کے احکامات لکھے جاتے تھے ۔

عنبر نے تابوت کے ڈھکن کا تالہ ہاتھ کی فولادی ضرب سے توڑ دیا ۔ اور تابوت کا ڈھکن اٹھا دیا۔

مختلف مصالوں کی بُو عنبر کے ناک میں گھستی چلی گئی ۔ تابوت میں ایک نہایت خوبصورت ملکہ آنکھیں بند کئے پڑی تھی ۔ اس کے سرہانے کی طرف ایک عبارت کھدی تھی ۔ عنبر نے پڑھا۔

" سونے والی ملکہ پطرانہ ۔ جسے جگایا جائے گا ۔"

ملکہ پطرانہ کے چہرے پر سنہری نقاب پڑا تھا ۔ اور پورا جسم گیروے رنگ کی پٹیوں میں لپٹا ہوا تھا۔ بکس کے دائیں بائیں جواہرات اور سونے کی ڈلیاں بھری ہوئی تھیں۔ عنبر نے ملکہ کی زندہ ممی کو دونوں بازوؤں پر اٹھا کر بکس سے نکال لیا اور پٹیاں کھولنے لگا ۔

شاہی قبا میں ملبوس ملکہ یوں نظر آ رہی تھی جیسے سو رہی ہو۔ عنبر نے ساتوں چراغ اس کے قدموں کی طرف رکھ دیئے۔ پھر مجسمے کے ہاتھ میں پکڑی مشعل لے کر باری باری ساتوں چراغ روشن کر دیئے۔ ان چراغوں میں جلانے کون سا مصالحہ لگا ہوا تھا کہ وہ صدیوں بعد بھی خراب نہ ہوا تھا۔

چراغوں کی روشنی پھیل کر ملکہ کے جسم پر پڑنے لگی۔ عنبر ایک طرف کھڑا بڑے غور سے ملکہ کو دیکھ رہا تھا۔ یکایک ملکہ کے سینے میں اتار چڑھاؤ شروع ہو گیا۔ ملکہ پطرانہ نے ہزاروں سال بعد زندگی کی سانس لی تھی پھر ایک کمزور سی آواز نے تہہ خانے کا سناٹا دور کر دیا۔

سنہری نقاب کے پیچھے ملکہ کی پلکیں اوپر اٹھ گئیں۔ وہ جاگ اٹھی تھی۔ جادوگر ماعوس کا جادو ٹوٹ گیا تھا۔ ملکہ اٹھ بیٹھی۔ اب عنبر آگے بڑھا اور اس نے کہا۔

" اے ملکہ پطرانہ ۔۔ دوبارہ زندہ ہونا مبارک ہو۔"

ملکہ کی نظریں عنبر کے چہرے پر جم گئیں۔ پھر اس نے مترنم آواز میں کہا۔

" آہ ۔ میری صدیوں کی نیند ٹوٹ گئی ۔۔ ماعوس کا طلسم ختم ہو گیا ۔۔ اے نوجوان تم کون ہو ۔۔ سیٹی اول کہاں ہے ؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے آگے بڑھ کر کہا۔

"اے ملکہ ــ میرا نام عنبر ہے۔ میں تاریخ کا مسافر ــ صدیوں کا پالا ہُوا ہوں اور فرعون کا بیٹا ہُوں۔"

یہ کہہ کر عنبر نے ملکہ کو ساری کہانی سُنا دی۔ ملکہ نے آہ بھر کر کہا۔

"سیتی اول نے بُرا کیا تھا ــ سینکڑوں انسانوں کو مروا دیا ــ"

ابھی الفاظ ملکہ کے منہ میں ہی تھے کہ اس کا گوشت ڈھلکنے لگا۔ ملکہ کے منہ سے زوردار چیخ نکلی۔

اس کے جسم سے بڑی تیزی کے ساتھ گوشت جھڑتا جا رہا تھا۔ عنبر بھی ہکّا بکّا کھڑا تھا ــ بات دراصل یہ تھی کہ فرعون سیتی اوّل نے معمار سپاتا کو یہ نہیں بتایا تھا کہ ماعوس جادوگر نے الٹا جادو کیا تھا کہ اگر فرعون سیتی اول کے علاوہ کسی نے ملکہ پطرانہ کو زندہ کیا تو ملکہ زندہ نہ بچ سکے گی۔

ایسا ہی ہوا۔ عنبر کے دیکھتے ہی دیکھتے ملکہ پطرانہ کے سارے جسم کا گوشت جھڑ گیا وہ ختم ہو گئی۔ عنبر کچھ دیر کھڑا یہ بھیانک منظر دیکھتا رہا۔ پھر تہہ خانے سے نکل آیا اور حجروں کی قطار کے سامنے سے گزرتا ہوا دالان سے ہو کر ہیکل سے باہر

آ گیا۔

اچانک گڑگڑاہٹ ہوئی اور ہیکل زمین میں دھنسنے لگا۔ عظیم الشان ہیکل ہوتے ہوتے پورا زمین میں گم ہو گیا۔ عنبر نے اپنی طویل زندگی میں ایسی بے شمار جادوگریاں دیکھی تھیں۔ وہ ساحل کی طرف آنے لگا۔ تاریکی میں جزیرہ اور بھی خوفناک ہو گیا تھا۔ درخت یوں لگتے تھے جیسے بھوت کھڑے ہیں۔ پہاڑ سینہ تانے کھڑے تھے۔ عنبر چلا آ رہا تھا کہ اندھیرے میں دو چنگاریاں سی نظر آئیں۔ اس کے ساتھ ہی پھنکار کی آواز آئی۔ آواز یوں تھی جیسے کئی کیتلیاں چولہے پر چڑھی بیک وقت سنسنا رہی تھیں۔

یہ اس جزیرے کی خوفناک بلا تھی۔ وہ مہیب سانپ عنبر کے سامنے پھن پھیلائے ہوئے جھوم رہا تھا۔ اس کا پھن ــ ف۔ ایک چھتری سے بھی بڑا تھا۔ اس کے پھن کے نیچے جو ردن تھی۔ وہ انسانی کمر اتنی موٹی تھی۔ اور اس کا لمبا سم ایک پہاڑی غار میں نجانے کہاں تک چلا گیا تھا۔

عنبر کو جلی ہوئی جھاڑیاں اور پودے یاد آ گئے۔ وہ یقیناً سی سانپ کی آتشیں پھنکاروں سے جلے تھے۔ خوفناک سانپ اپنی ٹھنڈی ہیبتناک آنکھوں سے عنبر کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے الٹر پر دو پیلی اور سبز دھاریاں تھیں۔ جزیرے کا عفریت منہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھول کر پھنکارہ۔ عنبر کو اس کے بڑے بڑے مڑے ہوئے دانتوں کی جھلک نظر آئی۔ سانپ بڑی تیزی سے عنبر کی طرف بڑھا۔

یہ سانپ نجانے کب سے اس جزیرے پر مقیم تھا اور جانور کھا کھا کر اس کی عقل موٹی ہو گئی تھی۔ وہ عنبر کے کپڑوں سے اٹھنے والی ناگ کی مخصوص بُو کو نہ سونگھ سکا تھا۔ سانپ نے پھنکارتے ہوئے عنبر پر حملہ کر دیا۔ اس نے اپنا بھیانک منہ کھول کر عنبر کی گردن میں دانت پیوست کرنے چاہے۔

لیکن وہ عنبر تھا۔ وقت کا بیٹا۔ سانپ کے دانت ٹوٹ گئے اس نے پھنکار کر عنبر کو اپنے موٹے جسم میں دبا لیا۔ کوئی اور ہوتا تو اس کا قیمہ بن جاتا — عنبر نے بڑے اطمینان سے سانپ کے بل کھول کر اس کا موٹا منہ دونوں ہاتھوں میں دبوچ لیا اور اسے ایک درخت کے تنے پر رگڑنے لگا۔

سانپ کی پھنکاریں بڑی غضب ناک تھیں۔ اس نے اپنی پوری طاقت استعمال کی کہ آزاد ہو جائے۔ مگر وہ عنبر ہی نہیں جس کی گرفت سے کوئی نکل جائے۔ سانپ کی پھنکاریں مدھم ہوتی گئیں۔ حتیٰ کہ وہ مر گیا۔

عنبر سانپ کے غار کی طرف بڑھا کہ کوئی اور سانپ تو نہیں ہے۔ غار میں ناک سڑا دینے والی بدبو تھی۔

جانوروں کی ہڈیاں بکھری ہوئی تھیں۔ غار میں جا بجا چٹانی

کنگورے تھے اور ان کنگوروں پر سانپ کی کینچلیاں لٹک رہی تھیں۔ غار میں اور کوئی سانپ نہ تھا۔ عنبر باہر جزیرے کے ساحل پر آگیا۔

یکایک عنبر کو یاد آیا کہ اس کے پاس نرالا دیوی کی طرف سے ملنے والا موتی ہے جس کی مدد سے وہ اُڑ سکتا ہے۔

عنبر نے سوچا کہ وہ سمندر پر اُڑتے ہوئے ہندوستان کی طرف روانہ ہو جائے۔ مگر یہاں مصیبت یہ آن پڑی کہ عنبر کو ہندوستان کا راستہ معلوم نہ تھا۔ ہو سکتا تھا کہ وہ اڑتے ہوئے کسی اور طرف نکل جاتا۔

ابھی عنبر یہ سوچ رہا تھا کہ اچانک اسے چاند کی مدھم روشنی میں ایک بادبانی جہاز جزیرے کی طرف آتا دکھائی دیا۔ یہ ایک چھوٹا جہاز تھا۔ عنبر سوچنے لگا کہ یہ جہاز کس کا ہو سکتا ہے اور اس ویران جزیرے پر کیا کرنے آ رہا ہے۔ عنبر کو خیال آیا کہ کہیں یہ بحری ڈاکوؤں کا جہاز تو نہیں ہے۔

اس زمانے میں بحری ڈاکوؤں کا یہ دستور ہوا کرتا تھا کہ جب ان کے پاس لوٹ مار سے ایک بڑا خزانہ اکٹھا ہو جاتا تو وہ اسے صندوق میں بند کر کے کسی جزیرے میں دفن کر دیتے تھے اور جب ضرورت پڑتی تو وہاں سے نکال لیتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے ۔ ڈاکوؤں کا سردار چمڑے پر نقشہ بنا کر اپنے پاس رکھ لیتا تھا تاکہ تلاش کرنے میں آسانی رہے ۔ عنبر نے سوچا شاید یہ خزانہ دفن کرنے آ رہے ہیں یا پہلے سے کوئی دفن شدہ خزانہ نکال لنے آ رہے ہیں۔

بہرحال جو بات بھی تھی اس کے لیے فائدہ مند تھی۔ عنبر اس جہاز کے ذریعے ہندوستان پہنچ سکتا تھا۔ جہاز نزدیک آتا گیا۔ یہ بحری ڈاکوؤں کا ہی جہاز تھا۔ مستول پر ڈاکوؤں کے مخصوص نشان کھوپڑی اور ہڈیوں والا پرچم لہرا رہا تھا۔

o

عنبر ایک ٹیلے کے پیچھے چھپ کر پاس آتے جہاز کو دیکھنے لگا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ڈاکو کیا کرنے آ رہے ہیں ورنہ اسے ان ڈاکوؤں سے کیا خطرہ ہو سکتا تھا اگر سارے ڈاکو بھی اس پر ٹوٹ پڑتے تو اس کا بال بھی بیکا نہ کر سکتے تھے الٹا عنبر انہیں بڑی آسانی سے موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا۔

اب عنبر کو جہاز کے عرشے پر کھڑے وحشی ڈاکو نظر آ رہے تھے۔ ان کے خونخوار چہرے، سروں پر بندھے سرخ رومال اور کانوں میں بالے ۔ کنارے کے قریب آ کر جہاز کے بادبان لپیٹ دیئے گئے اور لنگر ڈال دیا گیا۔ وحشی ڈاکو تلواریں لہراتے، قہقہے مارتے چھلانگیں لگا کر ساحل پر آ گئے۔

عنبر نے دیکھا کہ جہاز سے اترنے والوں میں ایک قیدی بھی ہے۔ اس نے کپتانوں والی وردی پہن رکھی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ اور داڑھی بڑھی ہوئی تھی۔ اب دو ڈاکو ایک بڑا صندوق جہاز سے اتار رہے تھے۔ ڈاکوؤں کے سردار نے قہقہہ مارا اور کہا:

"بہت خوب ۔ یہ جزیرہ تو بالکل ویران لگتا ہے۔ آئندہ میں اپنے خزانے یہیں دفن کیا کروں گا۔"

سردار کے سر پر کالا رومال بندھا ہوا تھا اور کانوں میں سفید اصل موتی چمک رہے تھے۔ ہاتھ میں ننگی تلوار تھامے تھا۔ یہ بڑا خونی سردار تھا۔ باقی ڈاکو قہقہے مار رہے تھے آپس میں ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ سردار نے قیدی کے ہاتھ کھول دیئے اور درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس زمین کھودنے کا کہا۔

قیدی نے بیلچہ سنبھالا اور زمین کھودنی شروع کر دی۔ عنبر ٹیلے کے پیچھے چھپا یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے قیدی نے گڑھا کھود دیا۔ سردار نے خزانے کا صندوق گڑھے میں اتار کر مٹی ڈال دی پھر اپنے سینے پر بندھے تھیلے میں سے چمڑے کا ایک نقشہ نکال کر اس پر تلوار کی نوک سے چند آڑھی ترچھی لکیریں ڈال دیں۔ پھر نقشہ واپس تھیلے میں رکھتا ہوا قیدی کی طرف دیکھ کر غرایا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"چلو اب تم بھی ہمیشہ کے لیے یہیں دفن ہو جاؤ۔"

یہ کہہ کر سردار نے تلوار فضا میں بلند کی۔ اسی وقت قیدی نے زور دار مکا سردار کے پیٹ میں مارا اور دیوانہ وار جزیرے کے درختوں کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ سردار اپنا پیٹ پکڑے زمین پر گر گیا تھا وہ چیخا:

"ساتھیو۔ پکڑ لو اس حرامی کو۔ بچ کر نہ جانے پائے۔"

لیکن قیدی تو بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح دوڑتا ہوا درختوں میں غائب ہو چکا تھا۔ ڈاکو اس کے پیچھے بھاگے۔ سردار بھی ان کے ساتھ تھا۔ وہ شاخوں کو ہٹاتے بھاگے جا رہے تھے۔

پھر ایک ڈاکو نے درخت کی ایک لٹکتی شاخ کو ہٹانا چاہا تو وہ اس کے بازو سے لپٹ گئی۔

یہ اس جزیرے کا زہریلا سانپ تھا۔ ایسے بے شمار سانپ درختوں سے شاخوں کی مانند لٹکتے رہتے تھے۔ ڈاکو کے منہ سے ڈر کے مارے چیخ نکل گئی اس نے سانپ کو پرے پھینک دینا چاہا! مگر سانپ نے اس کے ماتھے پر ڈس لیا۔ سانپ اس قدر زہریلا تھا کہ ڈاکو فوراً زمین پر گر کر ختم ہو گیا۔ ڈاکو کو ڈستے ہی سانپ درخت کی شاخوں میں گم ہو گیا۔

باقی ڈاکو گھبرا گئے ایک نے کہا:

"سردار — جزیرے کا جنگل تو سانپوں سے بھرا پڑا ہے!"

سردار نے زمین پر پاؤں مار کر غصے سے کہا:

"میں اس حرامی کپتان کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اس نے مجھ پر حملہ کیا۔ میں اس کا لہو پی جاؤں گا۔"

ایک ڈاکو نے ڈرتے ڈرتے کہا:

"سردار — وہ بچ نہیں سکتا۔ کوئی نہ کوئی سانپ اسے ڈس لے گا۔"

سردار نے چیخ مار کر کہا:

"بکواس مت کرو۔ جب تک میں اس کی لاش نہ دیکھ لوں، میرے انتقام کی آگ ٹھنڈی نہ ہو گی۔ ممکن ہے وہ بچ جائے اسے پتہ ہے کہ خزانہ کہاں دفن ہے وہ وہاں سے نکال سکتا ہے۔ صبح کی روشنی میں ہم اسے تلاش کریں گے۔"

ڈاکو واپس ساحل کی طرف آ گئے۔

انہوں نے پتھروں کا چولہا بنا کر آگ جلائی اور مچھلیاں پکڑ کر بھوننے لگے۔ وہ اپنے دشمن کو بھول کر ہنس ہنس کر ایک دوسرے سے مذاق کر رہے تھے اور ریت پر قلابازیاں کھا رہے تھے۔

آسمان پر ستاروں کے ننھے ننھے دیپ روشن تھے۔ عنبر ٹیلے کے پیچھے سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ بحری ڈاکوؤں کے شور و غل اور قہقہوں کی آوازیں اس تک پہنچ رہی تھیں۔ عنبر نے سوچا اسے بھاگنے والے قیدی کی تلاش میں جنگل جانا چاہیے۔ ڈاکو اپنے آپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں گم تھے پھران کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ اس ویران جزیرے پر کوئی انسان ہو سکتا ہے۔ عنبر دوڑ لگا کر جنگل میں آگیا۔

جنگل خاموش تھا۔ عنبر پر راستے میں کئی سانپوں نے حملہ کیا اب ہم یہ لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ اس حملے کا نتیجہ کیا نکلا۔ عنبر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ سناٹے میں اسے آہٹ سی سنائی دی۔ وہ رک گیا۔ اس نے گردن موڑ کر ادھر دیکھا جدھر سے آہٹ سنائی دی تھی۔ آہٹ پھر آئی جیسے کوئی خشک پتوں پر چل رہا ہو۔

مدھم روشنی میں عنبر کو ایک سایہ نظر آیا۔ یہ وہی قیدی تھا۔ عنبر اس کی طرف لپکا مگر وہ فوراً گھنے درختوں میں غائب ہو گیا عنبر اسے تلاش کرنے لگا۔ وہ جھاڑیوں میں گھوم رہا تھا کہ ایک خنجر کھٹاک سے آکر اس کی کمر میں پیوست ہو گیا۔ عنبر نے گھوم کر دیکھا۔ قیدی اس کے سامنے تھا۔

اس نے بڑے اطمینان سے اپنی کمر سے خنجر نکال کر جیب میں اڑس لیا۔ اندھیرے کے باعث قیدی سمجھا شاید وار خالی گیا ہے۔ وہ بیلچہ سونت کر عنبر کی طرف آنے لگا۔

عنبر نے کہا:

"میں تمہارا دوست ہوں۔ مجھے بتاؤ تم کون ہو؟"

قیدی نے بیلچہ لہراتے ہوئے کہا:

"مجھے دھوکہ دے کر مارنا چاہتے ہو۔ تم بھی انہی ڈاکوؤں کے ساتھی ہو گئے ہیں تمہیں قتل کر دوں گا۔"

عنبر دل میں ہنس پڑا۔ اس نے کہا:

"احمق انسان — تو میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ میں بری ڈاکوؤں کا ساتھی نہیں ہوں۔"

قیدی قریب آچکا تھا۔ اس نے بیلچے سے حملہ کر دیا۔ عنبر نے پہلا وار اپنے ہاتھ پر روکا اور کہا:

"تم دس بار جنم لے تب بھی مجھے نہ مار سکو گے۔"

قیدی نے بیلچہ عنبر کی گردن پر دے مارا۔ بیلچے کا پھل ٹوٹ گیا۔ اب تو قیدی کو نانی یاد آگئی۔ وہ دہشت زدہ ہو گیا۔

عنبر نے کہا:

"میں چاہوں تو تمہیں ابھی مار ڈالوں مگر میں ایسا نہیں کروں گا۔"

قیدی ہاتھ جوڑ کر عنبر کے قدموں میں گر پڑا۔ اس نے کہا:

"تم ضرور کوئی دیوتا ہو اور آسمانوں سے میری مدد کے لیے آئے ہو۔ مجھے معاف کر دو مجھ سے بڑی بھول ہوئی۔"

وہ بے وقوف عنبر کو دیوتا سمجھ رہا تھا۔

عنبر کو کیا فرق پڑتا تھا اس نے کہا:

"ہاں میں سمندر کا دیوتا ہوں اور تمہاری مدد کو آیا ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب بتاؤ تم کون ہو؟"

قیدی نے کہا:

"اے سمندر دیوتا۔ مجھ سے کیا پوچھتے ہو۔ دیوتا تو دلوں کا حال بھی جانتے ہیں۔"

عنبر جھنجلا گیا۔

اس نے کہا:

"بک بک مت کرو۔ جو پوچھا ہے بتاؤ ورنہ میں تمہیں کچھوا بنا کر سمندر میں پھینک دوں گا۔"

قیدی کی تو جان ہی نکل گئی۔ جھٹ ہاتھ جوڑے اور جھکتا ہوا بولا:

"نہیں دیوتا ___ مجھے کچھوا نہ بناتا ___ میں تمہارا غلام ہوں۔ میرا نام منگورہ ہے۔ میں ایک افریقی تجارتی جہاز کا کپتان تھا۔ اور سامان لے کر ہندوستان جا رہا تھا۔ ان بحری ڈاکوؤں نے میرے جہاز پر حملہ کر کے سب ملاحوں کو قتل کر دیا۔ مال لوٹ کر اپنے جہاز میں لاد لیا۔ مجھے اپنا قیدی بنایا اور جہاز کو آگ لگا دی۔ یہاں جزیرے پر ڈاکو سردار مجھے قتل کر دینا چاہتا تھا۔ مگر میں بھاگ نکلا۔"

عنبر نے کہا:

"ان بحری ڈاکوؤں کو موت یہاں کھینچ لائی ہے۔ فکر مت کرو

میں ان سب کو موت کی نیند سلا دوں گا۔ تم اپنے تباہ شدہ جہاز کے عوض ڈاکوؤں کا جہاز لے لینا۔"

منگورہ کپتان نے یہ سن کر کہا:

"وہ ڈاکو بڑے خونی ہیں ان کے پاس خطرناک تیز دھار والے خنجر اور تلواریں ہیں۔ ادھر۔ مگر تم تو دیوتا ہو۔ سمندر کے دیوتا۔ تم ان ڈاکوؤں کو کچھوے بنا کر سمندر میں غرق کر دینا۔"

عنبر نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کچھوؤں کا حملہ

عنبر، منگورہ کو ساتھ لے کر ساحل کی طرف آ گیا۔

یہاں کنارے کے ساتھ ساتھ چند چٹانیں تھیں جو چٹخی ہوئی تھیں اور ان میں شگاف اور دراڑیں پیدا ہو گئی تھیں۔ عنبر نے رات گزارنے کے لیے چٹان کا شگاف منتخب کیا۔ یہ شگاف چھ سات فٹ کے لگ بھگ گہرا تھا۔ یہ چٹان اس مقام سے خاصی دور تھی جہاں ڈاکو بسیرا کیے ہوئے تھے۔ پہلے عنبر غار نما شگاف میں اترا تاکہ یہ دیکھ لے کہ کہیں اس میں کسی اژدہے یا دوسرے جانور کا ٹھکانہ تو نہیں ہے۔ شگاف بالکل خالی پڑا تھا عنبر نے منگورہ کو بھی اندر بلا لیا۔

شگاف میں گھپ اندھیرا تھا۔ گاڑھا کہر اس اندھیرے کو اور بھی گہرا کر رہا تھا۔ دور افق میں اٹکے پیلے چاند کی روشن کرنیں چادر کو چیر کر زمین تک پہنچ رہی تھی۔ ڈاکوؤں نے آگ کا الاؤ روشن کر رکھا تھا اور بھڑکتے شعلوں میں ان کے سائے سے نظر آ رہے تھے وہ اب سونے کی تیاری کر رہے تھے۔

منگورہ گھبرایا ہوا نظر آ رہا تھا۔

عنبر نے کہا:

ڈرو مت۔ میری موجودگی میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ سو جاؤ۔ صبح ان ڈاکوؤں سے دو دو ہاتھ کریں گے۔"

منگورہ نے جھجکتے ہوئے کہا:

"اے سمندر دیوتا۔ تم ابھی انہیں کچھوے بنا کر سمندر میں کیوں نہیں پھینک دیتے۔"

عنبر نے کہا:

"جو میں بہتر سمجھتا ہوں وہی کروں گا۔"

کپتان منگورہ چپ چاپ شگاف کے کھردرے فرش پر لیٹ گیا اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔ کہتے ہیں کہ نیند تو سولی پر بھی آ جاتی ہے۔ منگورہ کچھ دیر بعد خراٹے لے رہا تھا۔ اس عجیب خاموش ماحول میں اس کے لمبے لمبے خراٹے بڑے بھیانک معلوم ہو رہے تھے۔

عنبر شگاف کے منہ کے پاس دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا ڈاکوؤں کی طرف دیکھ رہا تھا جو ٹھنڈی ریت پر سوئے پڑے تھے۔ ٹھنڈی اور نم آلود مست کر دینے والی ہوا چل رہی تھی عنبر کو سونے کی ضرورت تو نہیں ہوتی لیکن آدھی رات کے وقت وہ آنکھیں بند کر کے اونگھنے لگا۔ یکایک ایک عجیب آواز نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے ہوشیار کر دیا۔ آواز ایسی تھی جیسے کوئی چھپاکے کے ساتھ پانی سے نکلا ہو۔

آواز سمندر کی طرف سے آئی تھی۔

عنبر آنکھیں پھاڑ کر اُدھر دیکھنے لگا۔ چاند کی ناکافی مدھم پیلی روشنی میں اسے ایک چٹان سی حرکت کرتی نظر آئی۔ یہ چٹان سمندر سے ابھری تھی۔ عنبر نے بڑے غور سے اپنی تاریخی طاقت کو استعمال میں لا کر دیکھا۔ وہ چٹان ایک بہت بڑا کچھوا تھا۔ اتنا بڑا کچھوا کہ اس کا تصور بھی ناممکن تھا۔

کچھوا اپنی ستون ایسی موٹی موٹی ٹانگوں پر دھپ دھپ کرتا ساحل پر آ گیا۔ اس کی خول میں سے نکلی گردن بڑی تیزی سے حرکت کر رہی تھی۔ اچانک ایک اور چھپاکا ہوا فوراً ہی دوسرا کچھوا پانی میں سے ابھر آیا۔ یہ پہلے کچھوے سے بھی بڑا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے کچھوؤں کی تعداد پانچ ہو گئی۔

ساحل پر کھڑے کچھوے عنبر کو یوں نظر آ رہے تھے جیسے خیمے نصب ہوں۔ عنبر جانتا تھا کہ سمندر کی تہہ میں بہت بڑے بڑے کچھوے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی انسان پانی میں غوطہ لگائے تو یہ کچھوے فوراً خول سے اپنی گردن نکال کر انسان کو منہ میں دبوچ لیتے ہیں اور مار کر ہڑپ کر جاتے ہیں مگر اتنے بڑے کچھوے عنبر نے پہلے کبھی نہ دیکھے تھے۔

کچھوے ریت پر گھسٹتے ہوئے ڈاکوؤں کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کے منہ بار بار اس طرح کھل رہے تھے جیسے وہ انسانوں کو دبوچ لینے کے لیے بے قرار ہوں۔ ان کے ریت پر گھسٹنے کی سرر سرر کی آواز عنبر کو سنائی دے رہی تھی۔ ڈاکو مزے سے سو رہے تھے جو ڈاکو پہرے پر مقرر تھا وہ بھی سو چکا تھا۔

دفعتہً ایک فلک شگاف چیخ نے سناٹے کو درہم برہم کر کے رکھ دیا۔ پھر دوسری اور تیسری چیخ سنائی دی۔ تین ڈاکو کچھوؤں کے منہ میں تڑپ رہے تھے۔ باقی ڈاکو ہڑبڑا کر اٹھے اور اس سے پہلے کہ سنبھل پاتے ایک اور کچھوا اپنا شکار دبوچ چکا تھا۔ اذیت بھری چیخیں گونج رہی تھیں۔ کپتان منگورہ جاگ چکا تھا۔ اس کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔ آنکھیں مارے خوف کے حلقوں سے اُبلنے لگیں اور دانت مسلسل ایک لے میں بجنے لگے وہ بولا:

"اے سمندر دیوتا۔ یہ چیخیں کون مار رہا ہے؟"

عنبر نے کہا:

"خاموش۔ سمندر کی بلاؤں نے ڈاکوؤں پر حملہ کر دیا ہے اور انہیں کھا رہی ہیں۔"

منگورہ منہ میں کچھ بڑبڑانے لگا۔ وہ افریقی زبان میں اپنے دیوتاؤں کا قصیدہ پڑھ رہا تھا۔ عنبر نے نظریں باہر جما رکھی تھیں۔ اسے ظالم ڈاکوؤں پر بالکل رحم نہیں آ رہا تھا وہ دوسرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انسانوں کے خون کو پانی سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے تھے اور آج خونی آبی کھوے ان کے ٹکڑے اڑا رہے تھے۔ گھبرائے ہوئے ڈاکو ادھر اُدھر بھاگ رہے تھے جنگل میں وہ اس لیے پناہ نہیں لے سکتے تھے کہ جنگلی سانپوں کی بہتات تھی۔

وہ اپنی تلواروں سے کھوؤں پر وار کر رہے تھے مگر کھوؤں کا مضبوط خول کہاں ٹوٹنے والا تھا۔ بھاری بھرکم کھوے ناقابلِ یقین تیزی سے حرکت کر رہے تھے۔ خونی ڈاکو سردار اپنی جان بچانے کے لیے چٹانوں کی طرف بھاگا ایک کھوا اس کے پیچھے آنے لگا۔

ڈاکو سردار سیدھا ادھر ہی آ رہا تھا جہاں عنبر اور منگورہ چھپے ہوئے تھے۔ عنبر شگاف سے باہر نکل آیا۔ ڈاکو سردار نے چٹان کے شگاف سے ایک انسان کو برآمد ہوتے دیکھا تو گھبرا کر رُک گیا کہ اس ویران جزیرے پر یہ انسان کہاں سے آ ٹپکا۔ اسی وقت منگورہ نے شگاف سے سر باہر نکالا اور ڈاکو دیکھتے ہی وہ چیخا:

"دیوتا۔ حرامی ڈاکو سردار تمہارے سامنے کھڑا ہے۔"

سردار غصے سے دانت کٹکٹانے لگا۔

عنبر نے کہا:

"اے منگورہ۔ اس خونخوار سردار کی لاش کھوؤں کی غذا بنے گی

تم خاموشی سے بیٹھے رہو۔"

سردار نے اپنے دشمن منگورہ کو دیکھا تو اس کی وحشیانہ فطرت عود کر آئی۔ غصے کے مارے اس کا منہ لال ہو گیا اور منہ سے جھاگ سی نکلنے لگی اس نے تلوار لہرا کر کہا:

"حرامی کتو۔ میں تم دونوں کی قبر چٹان کے اس شگاف میں بنا دوں گا۔"

عنبر نے کہا:

"او بدبخت ڈاکو۔ اگر تو جان کی خیریت چاہتا ہے تو تلوار پھینک کر ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ۔ ورنہ میں تجھے مار کر تیرے کھوپڑی والے جہاز پر قبضہ کر لوں گا۔"

ڈاکو سردار کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ آج تک کسی کی جرأت نہ ہوئی تھی کہ اس سے اونچی آواز میں گفتگو کرے یہ اس کی بڑی بے عزتی تھی۔ غصے میں ڈاکو سردار اپنے پیچھے لگے موت کے ہرکارے کھوے کو بھی بھول گیا تھا۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ تلوار سونت کر عنبر پر ٹوٹ پڑا۔ اس کی تلوار لہراتی ہوئی عنبر کی گردن پر پڑی۔

ڈاکو سردار کا خیال تھا کہ عنبر کی گردن کٹ کر پرے جا گرے گی مگر یہاں تو اسے نیا ڈرامہ دیکھنے کو ملا۔ ٹن کی زور دار آواز کے ساتھ تلوار دو ٹکڑے میں تقسیم ہو گئی تھی۔ عنبر اپنی خفیہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طاقتوں سمیت سردار کے سامنے آ گیا تھا۔

اس نے کہا:

"اب تم مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ شاباش منے۔ شرافت سے مر جاؤ کہ تم اب بچ نہیں سکتے۔"

ڈاکو سردار ابھی حیرت کے سمندر میں گم تھا کہ عنبر نے آگے بڑھ کر اسے گردن سے پکڑ کر اٹھا لیا۔ ہٹا کٹا ڈاکو عنبر کے ہاتھ میں مردہ چوہے کی طرف لٹک رہا تھا۔ عنبر نے اسے گھما کر چٹان سے دے مارا۔ ایک چیخ کے ساتھ ڈاکو کی ہڈیوں کا بھی سرمہ بن گیا۔ اس کی کھوپڑی خربوزے کی طرح پھٹ گیا۔ اور بھیجہ ناک، منہ کانوں کے راستے باہر نکل آیا۔

دھپ دھپ کی آواز تیز ہو چکی تھی جیسے رات کی نوبت بج رہی ہو۔ کچھوا چٹان کے پاس آ پہنچا تھا۔ اس کے بھاری جسم کے بوجھ سے پتھر لڑھکنے اور پھسلنے لگے تھے۔ عنبر اب اسے صاف دیکھ سکتا تھا۔ اس کی پیٹھ کا بیضوی سخت خول آٹھ سے نو فٹ تک چوڑا تھا۔ خول سے نکلا لہراتا منہ — عفریت صفت کچھوا چٹان پر ترچھا گھسٹتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اس نے عنبر اور منگورہ کی بو سونگھ لی تھی۔

منگورہ نے لرزتے ہوئے کہا:

"اے سمندر دیوتا — یہ کچھوے تمہارے غلام نہیں ہیں کیا؟

یہ تو مجھے ہڑپ کرنے چلے آ رہے ہیں۔"

عنبر نے جھنجلا کر کہا:

"تم آرام سے نہیں رہ سکتے۔ یہ تمہیں کچھ نہ کہے گا؟"

کچھوا تنگاف کے پاس آ چکا تھا وہ تیزی سے عنبر کی طرف لپکا۔ عنبر نے خنجر نکال لیا اور کچھوے کی لہراتی گردن پر چاقو کا بھرپور وار کیا۔ کچھوا بڑے ہولناک انداز میں ڈکرایا۔ اس نے انتہائی تکلیف کے عالم میں منہ لہراتے ہوئے عنبر کو دبوچنے کی کوشش کی۔ عنبر اچھل کر ایک طرف ہو گیا اور دوسرا وار کیا۔

کچھوے کی موٹی گردن سے خون بہنے لگا تھا۔ وہ ایک جھٹکے کے ساتھ پیچھے ہٹا۔ اس نے جلدی سے اپنی گردن خول میں سکیڑ لی۔ عنبر نے اس کی ستون ایسی ٹانگ میں خنجر گھونپ دیا۔ کچھوے نے جھٹ ٹانگیں بھی خول میں سمیٹ لیں۔ اب وہ ایک بہت بڑا پتھر نظر آ رہا تھا۔ کچھوے کے جسم سے مچھلیوں کی سڑی ہوئی بو کے بھبکے اٹھ رہے تھے۔ عنبر نے ایک چٹانی پتھر اٹھا کر کچھوے کے جسم پر مارا۔ پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ کچھوے پر صرف اتنا اثر ہوا کہ اس نے جلدی سے خول سے گردن نکال کر عنبر کو منہ میں دبوچ لیا اور چبانے کی کوشش کرنے لگا لیکن عنبر تو اس کے لیے لوہے کا چنا ثابت ہو رہا تھا۔ اس نے اپنا خنجر دستے تک کچھوے کی آنکھ میں گھسیڑ دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

فوراً ہی کچھوے نے عنبر کو چھوڑ دیا اور واپس بھاگ کھڑا ہوا۔ وہ ٹیڑھا ترچھا ڈول ڈول کر چلتا تیزی سے چٹان سے نیچے کھسک رہا تھا۔ عنبر نے چٹان سے ابھرے ایک بڑے پتھر پر دونوں ہاتھ جما کر زور لگایا۔ پتھر کی کیا مجال کہ وہ چٹان میں تائم رہ سکتا۔ عنبر نے وہ پتھر سر سے بلند کر کے پوری طاقت سے کچھوے کے خول پر دے مارا۔ مضبوط خول ایک دھماکے سے ٹوٹ گیا اور کچھوا وہیں ڈھیر ہو گیا۔

عنبر واپس شگاف میں آ گیا۔

کپتان منگورہ سہما ہوا دیوار سے لگا بیٹھا تھا۔ عنبر کے کپڑے خون میں لت پت ہو رہے تھے۔ منگورہ نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا مگر پھر جلدی سے بند کر لیا۔ شاید وہ ڈر گیا تھا کہ دیوتا غصے نہ ہو جائے۔ عنبر نے ساحل کی طرف دیکھا۔ باقی چار کچھوے شکار کرنے کے بعد واپس جا رہے تھے۔ عنبر کے دیکھتے ہی یہ عظیم الجثہ خوف ناک کچھوے پانی میں اتر گئے۔ انہوں نے کسی بھی ڈاکو کو زندہ نہ چھوڑا تھا۔

رات گزر گئی۔ مشرق کی طرف سے سورج طلوع ہونے لگا اور پر اسرار جزیرہ روشنی میں نہا گیا۔ عنبر اور منگورہ چٹانی شگاف سے نکل کر کنارے کی طرف آنے لگے۔ ڈاکوؤں کی ادھ کھائی لاشیں بکھری پڑی تھیں اور سمندر سے چھوٹے چھوٹے

بے شمار کیکڑے ان سے چمٹے ہوئے بچا کھچا گوشت نوچ نوچ کر کھا رہے تھے۔ یہ کیکڑے ایک ایک فٹ بڑے تھے۔ اگرچہ یہ کیکڑے خوف ناک اور خطرناک نہ تھے مگر ان کے پاس سے گزرنا خطرے سے خالی نہ تھا۔

یہ عنبر کو تو کوئی نقصان نہ پہنچا سکتے تھے لیکن اگر یہ منگورہ کو لپٹ جاتے تو اسے کھا کر ہڈیوں کا پنجر ہی چھوڑتے۔ ان کیکڑوں سے بچتے بچاتے وہ جہاز کے پاس آ گئے۔ یہاں ایک انسانی بازو پڑا تھا جس کے قریب ہی ایک ٹانگ پڑی تھی جو پنڈلی کے پاس سے یوں کٹی ہوئی تھی جیسے کسی لکڑ ہارے نے اپنے کلہاڑے سے ایک ہی وار سے اسے جسم سے الگ کر دیا ہو۔ یہ کچھوؤں کے تیز دھار دانتوں کا کارنامہ تھا۔

ان سے کچھ ہٹ کر ایک خون آلود پنجر پڑا تھا جس کی ہڈیوں میں کہیں کہیں گوشت لگا ہوا تھا۔ یہ پنجر سر سے محروم تھا۔ غالباً کوئی ڈاکو جان بچانے کی خاطر جہاز کی طرف بھاگا مگر کچھوے کے ہتھے چڑھ گیا۔ اور وہ اس کی کھوپڑی ہڑپ کر گیا۔ کیکڑوں کی قطار اب اس پنجر کی طرف بھی مارچ کر رہی تھی۔ کپتان منگورہ نے کہا:

"اے سمندر دیوتا۔ ان ڈاکوؤں کا تو بڑا عبرت ناک حشر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوا ہے۔"

عنبر نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا:

"ہاں — ہر برے آدمی کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے۔ برائی کرنے والے کبھی سزا سے نہیں بچ سکتے۔ ایک نہ ایک دن انہیں اپنے ہی بوئے کانٹوں کی کھیتی کاٹنا ہی پڑتی ہے۔"

عنبر نے اپنے خون آلود کپڑے اتار کر دھوئے اور خود بھی نہایا۔ نیلے آسمان سے تیز دھوپ برس رہی تھی۔ عنبر نے زمین کھود کر وہ خزانہ بھی نکال لیا جسے ڈاکو سردار نے دفن کر دیا تھا۔ خزانے کا صندوق سنبھالے۔ کپتان منگورہ اور عنبر جہاز پر سوار ہوئے اور لنگر اٹھا دیا۔ جہاز کے بادبانوں میں ہوا بھر گئی۔ اور وہ آہستہ آہستہ ساحل سے ہٹنے لگا۔ جہاز اس پراسرار ویران اور ہیبت ناک جزیرے سے دور ہوتا جا رہا تھا جس میں قدم قدم پر موت چھپی ہوئی تھی۔

کپتان منگورہ نے جہاز کا نظام سنبھال لیا تھا اور اس کا رخ ہندوستان کی طرف کر دیا تھا۔ عنبر جہاز کی سیر کرنے لگا۔ سیر کرتا ہوا وہ نچلے عرشے پر آ گیا۔ یہاں کیبن بنے ہوئے تھے۔ ان کیبنوں میں وہ سارا سامان بھرا ہوا تھا جو ڈاکوؤں نے کپتان منگورہ کے جہاز سے لوٹا تھا۔ عنبر ایک کیبن میں داخل ہونے لگا تو کسی نے پھرتی سے اسے پکڑ کر گھسیٹ لیا۔

یہ ایک ڈاکو تھا جو کچھوؤں سے بچ کر جہاز پر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور اس کیبن میں چھپا ہوا تھا۔ اس نے تلوار عنبر کے سینے سے لگا دی اور کڑک کر بولا:

"خبردار۔ حرکت مت کرنا۔ ورنہ تلوار میں پرو دوں گا میں بڑا خونی قسم کا انسان ہوں۔"

عنبر نے جھوٹ موٹ ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا:

"سرکار۔ مائی باپ۔ مجھے مت مارنا۔ میں تو بے قصور ہوں۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں وہ یتیم ہو جائیں گے۔"

ڈاکو نے اپنی پلی ہوئی مونچھوں پر ہاتھ پھیرا اور لال لال آنکھوں کو گردش دے کر بولا:

"میں نے دیکھ لیا ہے تم دو آدمی ہو۔ ایک تو وہ حرامی منگورہ ہے جو بھاگ نکلا تھا مگر الو کے پٹھے تم کون ہو؟"

گالی پر عنبر کو غصہ تو آیا مگر ضبط کر کے بولا:

"سرکار۔ کچھ عرصہ پہلے ہمارا مسافر جہاز تباہ ہو گیا تھا مگر میں خوش قسمتی سے بچ کر اس جزیرہ پر آ گیا تھا۔"

ڈاکو نے بڑی بے رخی سے کہا:

"اس وقت تو تم بچ گئے تھے مگر اب تمہیں مرنا پڑے گا۔ ہا ہا ہا — اب میں سارے مال اور خزانے کو اپنے قبضے میں کر لوں گا اور اس کپتان منگورہ کے بچے کو بھی قتل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر دوں گا۔"

عنبر نے دل میں کہا بیٹا ابھی تجھے پتہ چل جائے گا کہ کون مرتا ہے مگر اوپر سے گڑگڑا کر بولا:

"سرکار — مجھ پر رحم کریں۔ میرے بچوں کو یتیم نہ کریں میں آپ کی غلامی کروں گا۔"

"چپ۔" ڈاکو نے آنکھیں نکالیں: "میں رحم کرنا نہیں جانتا۔"

اب عنبر دانت نکال کر ہنسا کر کہا:

"ڈاکو صاحب — آپ پکے الو کے پٹھے ہیں بلکہ اس کے بھی باپ ہیں۔ آپ مجھے نہیں مار سکتے۔ ہاں اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی یہ خدمت کر سکتا ہوں کہ آپ کو آپ کے مردہ ساتھیوں کے پاس پہنچا دوں۔ فرمایئے آپ کی گردن دباؤں یا خنجر سے شہ رگ کاٹوں۔"

ڈاکو لال پیلا ہو گیا۔ اس کے رحم و کرم پر پڑا ۲۱ برس کا دبلا پتلا چھوکرا اس کو آنکھیں دکھا رہا تھا۔ اس نے گرج کر کہا:

"تمہاری ایسی کی تیسی ابھی تمہیں مزا چکھاتا ہوں۔"

ڈاکو نے تلوار کے دستے کو زور لگایا تاکہ عنبر کے سینے میں گھونپ دے۔ مگر تلوار کی نوک مڑ گئی۔ ڈاکو کی آنکھوں میں حیرت پیدا ہو گئی۔ اس نے پہلے مڑی ہوئی نوک کو دیکھا پھر عنبر

کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔ عنبر نے کہا:

"کیوں بے ٹڈے۔ مجھے مزا کیوں نہیں چکھا رہے؟"

ڈاکو نے طیش میں آ کر تلوار عنبر کے پیٹ میں ماری لیکن اس کا ہاتھ جھنجھنا اٹھا اسے یوں لگا جیسے کسی پتھریلی چٹان پر وار کیا ہو۔ اب تو ڈاکو کے پسینے چھوٹ گئے۔

عنبر نے کہا:

"تم نے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ تم کیسی موت مرنا پسند کرو گے؟"

ڈاکو کے منہ میں زبان گویا پتھر کی ہو چکی تھی۔ عنبر نے بڑے اطمینان سے اس کے ہاتھ سے تلوار چھین کر اس کے سینے میں گھونپ دی۔ تیز دھار تلوار گوشت چیرتی، پسلیوں کے درمیان سے گزر کر ڈاکو کے دل تک پہنچ گئی۔ ڈاکو کا جسم تھرتھرایا اور وہ کوئی آواز نکالے بغیر گر پڑا۔

وہ مر چکا تھا۔ مرنے کے بعد بھی اس کی کھلی آنکھوں میں حیرت تھی۔ عنبر نے اس کی لاش اٹھائی۔ اور عرشے پر آ گیا۔ کپتان نے عنبر کو لاش اٹھائے دیکھا تو جلدی سے بولا:

"اے سمندر دیوتا۔ یہ کون ہے؟"

عنبر نے لاش سمندر کے پانی میں پھینکتے ہوئے جواب دیا:

"بدبخت ڈاکو۔ جو کچھوؤں سے بچ کر جہاز پر آ چھپا مگر ملک الموت نے اسے نہ چھوڑا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاش پھینکنے کے بعد عنبر نے مستول پر چڑھ کر کھوپڑی اور ہڈیوں والا بحری ڈاکوؤں کا مخصوص جھنڈا اتار دیا۔ ایسا اس نے اس لیے کیا تھا کہ کہیں کوئی دوسرا جہاز اسے قزاقوں کا جہاز سمجھ کر حملہ نہ کر دے۔ پُرسکون سمندر کے سینے کو چیرتا جہاز ہندوستان کی طرف چلا جا رہا تھا۔

○

انسپکٹر اشتیاق اور انکل جاسوس احمد یار خان کے کارنامے

مینٹل کیس

امتیاز علی

- ○ زمین سے اس کا فاصلہ کم ہوتا جا رہا تھا پھر وہ ایک دھماکے کے ساتھ سڑک پر آ گرا اور اس کی کھوپڑی ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی۔
- ○ شہر کے دولت مند افراد خودکشی کرنے پر مجبور ہو گئے ـــ کیوں؟
- ○ پرنس جوجو کون تھا؟
- ○ ہوٹل افشاں میں کیا چکر چلایا جا رہا تھا؟
- ○ میرے چوزوں کی مرغی ماں کو تم نے اغوا کیا ہے۔ میرے چوزے اس کی یاد میں آنسو بہا رہے ہیں۔ چوزوں کی ماں واپس کرو۔ احمد یار خان کا مطالبہ

کامران اور عثمان کی نوک جھونک ـــ انسپکٹر اشتیاق کی بوکھلاہٹیں۔

ایک ایسی کہانی جسے آپ کبھی فراموش نہ کر سکیں گے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

موت کے تعاقب کی واپسی ـــ آپ کے جانے پہچانے سلسلے

عنبر، ناگ، ماریا

کے ۵ ہزار سالہ سفر کی پُراسرار اور سنسنی خیز داستان

۱۔ لاش سے ملاقات -/۴	۲۔ جہاز ڈوب گیا -/۴
۳۔ سمندر کی چڑیل ؍؍	۴۔ پُراسرار غار کی مورتی ؍؍
۵۔ ناگ لندن میں ؍؍	۶۔ تابوت میں سانپ ؍؍
۷۔ موت کا دریا ؍؍	۸۔ سانپ کا انتقام ؍؍
۹۔ سانپ کی آواز ؍؍	۱۰۔ ناگ کا قتل ؍؍
۱۱۔ شاہ بلوط کا خزانہ ؍؍	۱۲۔ پتھر کا ہاتھ ؍؍
۱۳۔ طوفانی سمندر کا بھوت ؍؍	۱۴۔ ڈائنا سورس کا جزیرہ ؍؍
۱۵۔ سیاہ پوش سایہ ؍؍	۱۶۔ انسانی بلی ؍؍
۱۷۔ سانپوں کا جنگل ؍؍	۱۸۔ ماریا اور بن مانس ؍؍
۱۹۔ قبر نما انسان ؍؍	۲۰۔ لکشمی دیوی کا انتقام ؍؍
۲۱۔ جادوئی ترشول ؍؍	۲۲۔ ناگ، عنبر مقابلہ ؍؍
۲۳۔ لاش کی چیخ ؍؍	۲۴۔ آسیب کی رات ؍؍

آج ہی اپنے قریبی بُک سٹال/ہاکر یا براہِ راست ہم سے طلب فرمائیے!

نیا مکتبہ اقرأ، ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

ناگ بھون

گزشتہ صفحات میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ مہا شعش ناگ کی والی کلاوتی دیوی ناگن کو کفن پوش زندہ مردے نے شکست دے کر بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔ کلاوتی اڑتی ہوئی جل منڈل پہنچی۔ یہ کالے پانی کا ایک وسیع تالاب تھا جس میں بھیانک سانپ تیرتے پھر رہے تھے ان کی پھنکاروں سے ماحول گونج رہا تھا۔

کلاوتی دیوی نے چھلانگ لگا دی۔ کلاوتی دیوی ایک بڑی ناگن تھی۔ اگر کوئی معمولی سانپ ہوتا تو تالاب کے پانی نے اسے فنا کر دیا تھا۔ سانپوں کی پر اسرار دنیا "ناگ بھون" کو جانے والا راستہ اسی جل منڈل کے نیچے تھا۔ کلاوتی ناگن بل کھاتی تیرتی "ناگ بھون" کو جانے والی سرنگ میں آ گئی۔

کچھ ہی دیر بعد کلاوتی دیوی ناگ راجہ کے دربار میں تھی۔ ناگ راجہ سرخ و سبز سانپ تھا جس کے سر پر تاج بنا ہوا تھا۔ کلاوتی دیوی نے ناگ راجہ کے سامنے پھن جھکا کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انسانی آواز میں کہا:

"اے ناگ راجہ — میں تجھے خبر دینے آئی ہوں کہ پرانا مصری ناگ مصیبت میں آچکا ہے۔ اس نے مجھے مدد کے لیے پکارا تھا مگر شیطانی طاقت کے ہاتھوں مجھے شکست کھانا پڑی اور زندہ مردہ مصری ناگ کو پتھر کا سانپ بنا کر لے گیا۔"

ناگ راجہ اس زور سے پھنکارا کہ راجہ محل گونج اٹھا۔ ناگ راجہ کی پھنکار سنتے ہی گپھاؤں میں چھپے تمام سانپ نکل آئے اور پھن پھیلا کر ٹھوکریں مارنے لگے۔

ناگ راجہ نے کہا:

"اے کلاوتی دیوی۔ وہ کیسی شیطانی طاقت تھی جس کے سامنے تو بے بس ہو گئی۔"

ناگن کلاوتی کی دو شاخی زبان تیزی سے بجلی کی طرح لہرائی۔ اس نے پھنکار ماری اور کہنے لگی:

"ناگ راجہ۔ اس بار بدی کی تمام قوتیں اکٹھی ہو کر ناگ کے مقابلے پر آئی ہیں اور اسے فنا کر دینا چاہتی ہیں۔"

ناگ راجہ کا پھن اور بھی تن گیا۔ وہ جھوم کر دم کے بل کھڑا ہوا اور کہا:

"شیطانی طاقتوں کی یہ مجال — میں اس

دیوتا کے حضور فریاد کروں گا اور یقیناً وہ میری مدد کریں گے۔"

اس کے ساتھ ہی ناگ راجہ انسانی شکل میں آگیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک عصا پکڑا ہوا تھا۔ ناگ راجہ نے عصا زمین پر پھینک دیا۔ عصا کچھ دیر زمین پر ساکت پڑا رہا پھر یکایک اس میں خفیف سی حرکت ہوئی وہ ہلنا اور مڑنا شروع ہو گیا۔ اس میں زندگی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ ناگ راجہ بڑے غور سے اپنے عصا کی طرف دیکھ رہا تھا۔

عصا اب سیدھا کھڑا ناچ رہا تھا پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس پر سیاہ کینچلی پیدا ہو گئی۔ اب عصا کی جگہ ایک کالا سانپ پھنکار رہا تھا۔ ناگ نے اپنی انگلی اٹھائی تو اس میں سے سبز رنگ کی ایک تیز شعاع نکل کر سانپ پر پڑی۔ فوراً ہی سانپ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور ہر ٹکڑا ایک نیا سانپ بن گیا پھر یہ سانپ بھی ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئے اور ہر ٹکڑے نے ایک نئے سانپ کی شکل اختیار کر لی۔ ہوتے ہوتے پورا دربار کلبلاتے سانپوں سے بھر گیا۔

ہر طرف سانپ رینگ رہے تھے۔ پھنکارتے ہوئے اپنی زہریلی سانسیں چھوڑ رہے تھے۔ دربار میں اب ایسی بو پھیل چلی تھی جیسے ہزاروں مرے ہوئے مُردوں کے جسم سے سڑاند اٹھ رہی ہو۔ ناگ اپنے تخت سے اٹھ کھڑا ہوا اس نے دونوں ہاتھ اٹھائے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور کہا:

"اے مہا مقدس ناگ دیوتا ــــ اے لاکھوں برس سے زمین میں رہنے والے سانپ ــ میری پکار سن ــــ سن کہ آج تیرے پجاری تجھ سے مدد مانگتے ہیں"

ناگ راجہ کی آواز کچھ دیر محل میں گونجتی رہی پھر پورے راج محل پر ایک مقدس سکوت طاری ہوگیا۔ تمام سانپ خاموش کھڑے تھے۔ خاموشی گہری ہوتی گئی۔ گہری گہری اور گہری ــ دل میں اتر جانے والی خاموشی۔ جیسے موت نے ہر شے کو اپنی آغوش میں لے لیا ہو۔ جیسے ہر ذی روح فنا کی گھاٹ اتر گیا ہو۔

پھر اس خاموشی میں زمین کی تہوں سے ایک عجیب ہیبتناک آواز اٹھی۔ کپکپی طاری کر دینے والی آواز ــــ اس کے ساتھ ہی راجہ محل لرز اٹھا۔ زمین پھٹی اور اس میں سے ایک عظیم الشان سانپ نمودار ہونے لگا۔ یہ مہا مقدس ناگ دیوتا تھا۔ اس کے نو منہ تھے اور ہر منہ کا پھن ٹیلے اتنا بڑا تھا۔ اس کی کمر دو ہاتھیوں سے بھی موٹی تھی۔ یہ عظیم الشان دیوتا بمشکل پورے راج دربار میں سما سکا۔

ناگ راجہ، کلاوتی دیوی اور دوسرے تمام سانپ اپنے سر زمین پر جھکا چکے تھے۔ مقدس دیوتا کی پھنکاریں تھی جیسے کئی تالابوں کا پانی کھولتا ہوا سنسنا رہا ہو۔ اس کی چمک دار

مقناطیسی کشش والی سرخ آنکھیں گھوم رہی تھیں اور گھٹا ٹوپ اندھیرے میں تڑپتی بجلی کی مانند ہر منہ کی زبان لپلپا رہی تھی۔

مہا مقدس ناگ دیوتا لاکھوں برس سے زمین کی تہہ کے اندر اپنی گپھا میں رہ رہا تھا۔ اور آج ناگ راجہ کی پکار نے اسے اپنی گپھا سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا۔

ناگ دیوتا نے گہری سانس کے ساتھ پھنکار لی اور کہا:

"زمین پر سانپوں کے راجہ ــ بول تو ہم سے کیا چاہتا ہے؟"

ناگ راجہ نے اپنا سر اٹھایا اور کہنے لگا:

"تیرا یہ کمزور پجاری تیری مدد کا طلب گار ہے ہمارے ایک ۔۔۔ مصری ناگ کو شیطانی طاقتوں نے قابو کر لیا ہے۔ ۔۔۔ مصری ناگ نے ہمیشہ نیک کام کیے ہیں اور سانپوں کا نام ۔۔۔ کیا ہے ــــ اے دیوتا ــــ ہم تجھ سے شیطانی عفریتوں ۔۔۔ تباہی چاہتے ہیں"

مہا مقدس ناگ دیوتا کے تمام پھن یک لخت سکڑنے پھیلنے لگے۔ غضب ناک پھنکاروں کے ساتھ اس کے ۔۔۔ سے شعلے نکلنے لگے۔ اس نے بل کھا کر کہا:

"شیطانی طاقت کی یہ ہمت ــــ اسے ناگوں کی طاقت کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اندازہ نہیں ہے۔"

مہا دیوتا نے یہ کہہ کر ایک جھٹکے سے اپنے تمام پھن سکیڑ کر پیچھے کیے اور اگلے ہی لمحے اس نے اپنے ہر منہ سے ایک ایک سنہرا سانپ اُگل دیا۔ ان سنہرے سانپوں کے جسم پر کانٹے اُگے ہوئے تھے۔

ناگ دیوتا نے کہا،

"اے میرے غلام سنہرے سانپو —— تمہارا دیوتا تمہیں حکم دیتا ہے کہ پرانے مصری ناگ کو تلاش کر کے لاؤ۔ جاؤ زمین میں غرق ہو جاؤ۔ مصری ناگ کی بو تمہیں اس تک پہنچا دے گی۔ میں دیکھ رہا ہوں مصری ناگ پتھر بنا ایک صندوقچی میں بند ہے جاؤ اسے صندوقچی سمیت میرے پاس لے آؤ۔"

سنہرے سانپوں نے سر جھکا کر کہا:

"ناگ دیوتا۔ ہم ابھی جاتے ہیں ہم مصری ناگ کو ساتھ لے کر ہی لوٹیں گے"

نو کے نو سنہرے سانپ زمین میں چلے گئے۔

○

آیئے اب عنبر کے پاس چلیں۔

جہاز سفر کرتا ہوا ہندوستان کے شہر کلکتہ کے ساحل تک

آ لگا۔ کپتان منگورہ اور عنبر ساحل کے پاس واقع سرائے میں آ گئے۔ عنبر فوراً نگر کوٹ کے لیے روانہ ہو جانا چاہتا تھا۔ اس نے سرائے سے پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ نگر کوٹ جانے والا قافلہ دو دن بعد روانہ ہو گا۔ دو دن عنبر انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے کپتان منگورہ کو الوداع کہا اور گھوڑا خرید کر نگر کوٹ کی طرف چل دیا۔

عنبر چاہتا تو زلالہ دیوی کا دیا موتی منہ میں ڈال کر اڑتا ہوا نگر کوٹ پہنچ سکتا تھا لیکن وہ بلاوجہ لوگوں پر اپنی خفیہ طاقتیں ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ شام ہونے سے پہلے پہلے عنبر کلکتہ شہر سے نکل آیا۔ اب اس کا گھوڑا اس کچی سڑک پر دوڑ رہا تھا جو نگر کوٹ کو جاتی تھی۔

رات ہو گئی۔ عنبر اس وقت ایک ویرانے سے گزر رہا تھا۔ آسمان پر بادلوں نے قبضہ کر رکھا تھا۔ بڑی کالی اور ڈراؤنی رات تھی یکایک بجلی کڑکی، بادل گرجے اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ پہلی ہی بوچھاڑ نے عنبر کو بھگو کر رکھ دیا۔ آس پاس کوئی ایسا درخت بھی نہ تھا جس کے نیچے پناہ لی جا سکے۔ آسمان سے چھاجوں پانی برس رہا تھا لگتا تھا آسمان نے اپنی ہر کھڑکی کھول رکھی ہے سردی یک دم بڑھ گئی تھی۔ عنبر کو اپنی تو پروا نہ تھی وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو سردی گرمی سے بے نیاز تھا مگر اسے گھوڑے کی فکر
پڑ گئی کیوں کہ گھوڑا بارش میں بھیگنے سے کانپنے لگا تھا۔
عنبر نے کسی محفوظ مقام کی تلاش شروع کر دی۔ اسی کوشش
میں وہ کافی آگے نکل آیا۔ دفعتاً بجلی کڑکی اور روشنی کی
ایک لہر دور تک تڑپتی چلی گئی۔ ماحول پل بھر کے لیے
روشن ہو گیا۔

اس روشنی میں عنبر کو دور کسی عمارت کے دھندلے نقوش
نظر آئے۔ عنبر نے ادھر گھوڑا دوڑا دیا۔ یہ ایک پرانے مندر
کے کھنڈرات تھے۔ صدیوں پرانے اس مندر کے مینار ٹوٹ
پھوٹ گئے تھے۔ بیرونی دیواروں میں جابجا دراڑیں پیدا ہو
چلی تھیں اور دیواروں کا نچلا حصہ خود رو جھاڑیوں اور
پودوں میں گم تھا۔

عنبر مندر میں آ گیا۔ گھوڑے کو اس نے دالان میں باندھ
دیا۔ دالان سے کچھ ہٹ کر ایک دروازہ تھا جس کے کواڑ
غائب تھے۔ اس دروازے سے گزر کر عنبر ایک کمرے میں آ
گیا۔ یہاں ایک بڑی مورتی نصب تھی۔ یہ ہندوؤں کے دیوتا
شیوجی کی مورتی تھی۔ جس کے دونوں بازو غائب اور ناک
آگے سے ٹوٹی ہوئی تھی۔

مورتی کے قریب ہی ایک چبوترہ بنا ہوا تھا۔ عنبر چبوترے

کے نیچے آ گیا۔ یہاں گھپ اندھیرا تھا۔ عنبر نے فیصلہ کیا کہ
رات اسی ویران مندر میں گزارنی چاہیے۔ وہ زمین پر لیٹ گیا
کر سو گیا۔ آدھی رات کے وقت گھوڑے کے زور سے ہنہنانے
کی آواز سن کر عنبر کی آنکھ کھل گئی — مندر کے باہر بارش
رک چکی تھی۔

گھوڑا ایک بار پھر ہنہنایا۔

اس کے ساتھ ہی عنبر کے کانوں میں ٹاپوں کی آواز پڑی
جیسے کئی گھڑسوار اس طرف آ رہے ہوں۔ عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا
ٹاپوں کی آوازیں مندر کے باہر آ کر رک گئیں۔ عنبر چبوترے
کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اتنی رات گئے
اس ویرانے میں موجود اس ٹوٹے مندر میں کون کیا کرنے آیا ہے۔

اتنے میں آہستہ آہستہ روشنی اندر آنے لگی کوئی ہاتھ میں
مشعل تھامے ادھر آ رہا تھا۔ عنبر سکڑ کر گٹھڑی سی بن گیا اب
وہ آنے والے کو باآسانی نظر نہیں آ سکتا تھا۔ مشعل کی روشنی
اب دالان میں آ چکی تھی۔ عنبر نے دیکھا کہ وہ تین آدمی ہیں
ان میں سے ایک نے کمر پر بوری اٹھا رکھی تھی دوسرے کی
بغل میں ایک پٹاری سی تھی۔

وہ دالان میں بندھے گھوڑے کے پاس کھڑے ہو کر باتیں
کرنے لگے ایک نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"پجاری جی — یہ گھوڑا کس کا ہے۔ یقیناً یہاں کوئی آیا ہے؟"

پجاری نے کمر سے بندھی تلوار پکڑ کر ہاتھ میں پکڑ لی اور الجھے ہوئے انداز میں کہنے لگا:

"ابے جگدیش — یہاں کون آ سکتا ہے؟"

وہ آدمی جسے جگدیش کہہ کر بلایا گیا تھا ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولا:

"پجاری جی۔ کوئی مسافر ہوگا۔ سالا اندر پڑا سو رہا ہوگا ابھی اس کا کام تمام کر دیتے ہیں۔"

پجاری نے دوسرے آدمی کی طرف دیکھا جو بوری اٹھائے کھڑا تھا پھر کہا:

"کوئی بھی ہو ہم سے بچ نہیں سکتا۔ ابے دلپو۔ تو اس حرامی کو کمر پر لادے کیوں کھڑا ہے اتار کر بوری کا منہ کھول دے کہیں دم گھٹنے سے مر ہی نہ جائے۔"

دلپو تو جیسے اس حکم کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے بوری فرش پر پٹخ دی اور جلدی سے بوری کا بند منہ کھول دیا۔ اندر سے ایک خوبرو نوجوان نکلا وہ بے ہوش تھا۔ اس کے کپڑے راج کماروں ایسے تھے۔ عنبر سمجھ گیا کہ یہ مکار پجاری اور اس کے ساتھی کسی راج کمار کو اغوا کر کے لائے ہیں

اور ان کے مقاصد نیک نہیں ہو سکتے۔ شیطانی کام ہی چوری چھپے کیا جاتا ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ شیطان کو رات بہت پسند ہے۔ منحوس پرندے بھی رات کے اندھیرے میں ہی پرواز کرتے ہیں۔

پجاری ایک ہاتھ میں تلوار اور ایک میں مشعل پکڑ کر کمرے میں آ گیا۔ اس نے مشعل والا ہاتھ اوپر اُٹھا رکھا تھا۔ لرزتی روشنی نے کمرے میں چھائے اندھیرے کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ پجاری کے ساتھی بھی تلواریں سونت کر کمرے میں آ چکے تھے۔ عنبر چبوترے کے ساتھ تھا اور نظر نہیں آ رہا تھا۔

جگدیش نے کہا:

"پجاری جی۔ یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے؟"

پجاری کہنے لگا:

"یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ ضرور کوئی ہے ہمیں اسے تلاش کرنا ہوگا۔ یہ ہمارا پرانا ٹھکانہ ہے۔"

پجاری کے دونوں ساتھی کمرے سے نکل گئے۔ وہ دوسرے کمرے دیکھنے جا رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں انہوں نے پورا مندر چھان مارا اور واپس آ کر کہا:

"پجاری ہم نے ایک ایک کونا دیکھ لیا ہے۔ انسان تو کیا بلّی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا بچہ بھی نہیں ہے۔"

پجاری نے چیخ کر کہا:

"حرامیو ۔۔۔ پھر وہ گھوڑا کیا تمہارے باپ کا ہے۔ اسے یہاں کس نے باندھا؟"

جگدیش اور دیپو کیا جواب دیتے۔ پجاری نے زمین پر پاؤں مارتے ہوئے غصّے سے کہا:

"یہ بڑی خطرے والی بات ہے بہرحال جگدیش تم پٹاری کھول کر سانپ کو نکالو تاکہ وہ راجکمار کو ڈس لے ہا ہا ہا ۔۔۔ راج کمار ہمارے راستے کا سب سے بڑا پتھر ہے آج میں اسے ہٹا دوں گا۔"

یہ بڑا مکار پجاری تھا۔ یہ ریاست گوپال کے راجہ کے وزیر خاص کا ساتھی تھا۔ وزیر خاص راجہ کو تخت سے ہٹا کر خود راجہ بننے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ مگر اس کے راستے میں راج کمار سب سے بڑی رکاوٹ تھا کیوں کہ وہ رعایا میں بڑا مقبول تھا۔ وزیر خاص نے پجاری کو یہ لالچ دے کر اپنے ساتھ ملا رکھا تھا کہ اگر وہ راجہ بن گیا تو اسے مہا پجاری بنا دے گا۔

پجاری نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ آج دھوکے سے راج کمار کو اس وقت قابو کر لیا تھا جب وہ شکار کھیلنے

جنگل میں آیا تھا۔ راج کمار کے ساتھی شکاری اور محافظ پہلے ہی وزیر خاص سے ملے ہوئے تھے۔ کا پروگرام یہ تھا کہ وہ راج کمار کو سانپ سے ڈسوا دے گا۔ اُدھر محافظ واپس جا کر محل میں شور مچا دیں گے کہ راج کمار جنگل میں شکار کھیلتا ہوا ہم سے بچھڑ گیا ہے بعد میں جب راج کمار کی تلاش شروع ہو گی اور محافظ ادھر آئیں گے تو شہزادے کی لاش ملے گی وہ یہی سمجھیں گے کہ بارش سے بچنے کے لیے راجکمار پرانے مندر میں آیا اور ایک سانپ کے ڈس لینے سے مر گیا۔

منصوبہ بڑی چالاکی اور مکاری سے بنایا گیا تھا۔ جگدیش نے بغل میں دبائی پٹاری زمین پر رکھ دی اور اس پر بندھا کپڑا ڈھیلا کر کے پٹاری کو ٹھوکر ماری ۔۔۔ پٹاری سے سانپ کی پھنکار سنائی دی۔ اس نے اپنا پھن کپڑے پر مارا تو کپڑا ہٹ گیا۔ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ سانپ پٹاری سے باہر نکل آیا۔

سبز رنگ کا یہ سانپ بڑی ہی زہریلی قسم کا تھا۔ اس کا پھن تنا ہوا تھا اور وہ شوکریں مارتا ہوا جھوم رہا تھا۔ پھر سانپ پٹاری سے نکلا اور بے ہوش پڑے راج کمار کی طرف بڑھا ۔۔۔ اسی وقت عنبر نے خاموش آواز میں سانپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو سگنل دیا:

"اے سبز سانپ ــ میں ناگ دیوتا کا بھائی ہوں۔ خبردار اس نوجوان کو مت ڈسنا۔"

سانپ وہیں رُک گیا۔

پجاری نے پریشان ہوکر کہا:

"یہ سانپ رُک کیوں گیا۔ راج کمار کو ڈستا کیوں نہیں"؟

جنگل کا بھوت

عنبر چبوترے کے نیچے سے نکل آیا۔ اس نے کہا:

"او بدبخت پجاری ــ یہ سانپ میرے حکم سے رُکا ہے۔ یہ راج کمار کو نہیں تمہیں ڈسے گا۔"

پجاری یوں اچھلا جیسے غلطی سے اس کا پاؤں سانپ کی دم پر پڑ گیا ہو پھر عنبر پر نظر پڑتے ہی وہ چلایا:

"جگدیش ــ دلپو۔ قتل کر دو اس دشمن کو۔ یہ الّو کا پٹھا یہاں چھپا بیٹھا تھا۔"

دونوں تلواریں لہراتے ہوئے عنبر کی طرف لپکے عنبر نے فوراً سگنل کی خاموش آواز میں کہا:

"اے سبز سانپ۔ انہیں ڈس لے۔"

سبز سانپ اپنی جگہ سے اچھلا اس نے بڑی پھرتی کے ساتھ جگدیش کے ماتھے پر ڈس لیا۔ جگدیش کے منہ سے ہولناک چیخ نکلی۔ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ نہایت زہریلا سانپ تھا فوراً ہی جگدیش کے ناک اور منہ سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خون جاری ہو گیا اور وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔ دلیو عنبر کے پاس آ چکا تھا۔ اس نے تلوار لہرا کر عنبر کے سر پر ماری۔

عنبر بڑے مزے سے کھڑا رہا۔ گھومتی لہراتی تلوار عنبر کے سر پر پڑی۔ دلیو نے پوری طاقت سے وار کیا تھا۔ اگر تلوار کسی گینڈے کے سر پر پڑی ہوتی تو وہ بھی کٹ کر پرے جا گرتا۔ لیکن یہاں تو عنبر تھا جس کی گردن کاٹنے کی کوشش میں لاتعداد تلواریں ٹوٹ چکی تھیں اور اب ان میں ایک کا اضافہ ہو گیا تھا۔

پجاری نے جب یہ منظر دیکھا تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ سبز سانپ اس دوران دلیو کی گردن سے لپٹ چکا تھا اور اس کے چہرے کے سامنے اپنا پھن گھما رہا تھا۔ دو شاخی سرخ تڑپتی زبان اور گول گول انگارہ آنکھیں ۔۔۔ دلیو کی تو جان نکل جا رہی تھی۔ دہشت سے اس کا منہ کھل چکا تھا۔ سبز سانپ نے بڑی تیزی کے ساتھ دلیو کے کھلے منہ میں دانت گاڑ کر اپنا سارا زہر اس کے جسم میں انڈیل دیا۔

دلیو چیخ بھی نہ مار سکا۔ سانپ کے زہر نے اس کا گلا بند کر دیا تھا وہ کھڑے کھڑے دھڑام سے گرا اور مر گیا۔ پجاری کو اب اپنی جان کے لالے پڑ گئے تھے۔ وہ باہر کو بھاگا۔ عنبر اس کے

پیچھے دوڑا وہ اس مکار انسان کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا تھا جس نے اس تھالی میں چھید کرنے کی کوشش کی تھی جس میں کھاتا تھا۔

عنبر جب باہر آیا۔ پجاری ایک گھوڑے پر سوار ہو چکا تھا۔ پجاری نے چیختے ہوئے گھوڑے کی پسلیوں میں پاؤں مارے اور گھوڑا سرپٹ بھاگ کھڑا ہوا عنبر نے فوراً دیوی زالا کا دیا موتی نکال کر منہ میں رکھ لیا۔ اگلے ہی لمحے اسے اپنا جسم پھول کی طرح ہلکا پھلکا محسوس ہوا اس کے پاؤں نے زمین کو چھوڑ دیا اور وہ ہوا میں اڑنے لگا۔

پجاری گھوڑا بھگائے لے جا رہا تھا۔ اس کے منڈے ہوئے سر کی چٹیا ہوا میں لہرا رہی تھی۔ عنبر بڑی تیزی کے ساتھ پرواز کرتا ہوا پجاری کے سر پر پہنچ گیا اور غوطہ لگا کر اس کی ٹنڈ پر زور دار چپت لگائی۔ پجاری تو گھوڑے سے گرتے گرتے بچا پھر یہ دیکھ کر وہ ہذیانی انداز میں چیخنے لگا کہ عنبر ہوا میں اڑ رہا ہے۔

گھوڑا بھی گھبرا گیا تھا اور تیزی سے بھاگنے لگا تھا۔ عنبر نے پجاری کی کمر پہ ٹانگ ماری۔ پجاری خوفناک چیخ کے ساتھ گھوڑے سے گر پڑا مگر اس کا ایک پاؤں رکاب میں پھنسا رہ گیا تھا۔ گھوڑا دیوانگی کے عالم میں دوڑ رہا تھا اور پجاری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے ساتھ گھسٹ رہا تھا۔ عنبر کے دیکھتے ہی دیکھتے پجاری کا جسم ٹکڑوں میں تبدیل ہو گیا۔ اسے اپنے کیے کی سزا مل چکی تھی۔ عنبر ہوا میں اڑتا ہوا واپس پرانے مندر میں آ گیا۔

راج کمار ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔

سبز سانپ اس کے پاس ہی پھن پھیلائے جھوم رہا تھا۔ عنبر کو دیکھتے ہی سانپ کا پھن سکڑ گیا اور نیچے ہوتا ہوتا زمین سے جا لگا۔ اس نے سگنل کی خاموش آواز میں کہا:

"اے ناگ دیوتا کے بھائی۔ میرے لیے کیا حکم ہے؟"

عنبر نے کہا:

"تم جا سکتے ہو۔ لیکن یاد رکھو آئندہ اگر تم نے بلاوجہ لوگوں کو ڈسنا چاہا تو ناگ دیوتا عبرتناک سزا دے گا۔"

سبز سانپ نے جواب دیا:

"میں ایسی غلطی پھر کبھی نہ کروں گا۔"

یہ کہہ کر سبز سانپ رینگتا [illegible] سے نکل کر دالان کے پتھروں میں گم ہو گیا۔ عنبر نے راج [illegible] کو جھنجھوڑا تو وہ ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آنے کے بعد کچھ [illegible] تک وہ خالی خالی نظروں سے عنبر کی طرف دیکھتا رہا پھر اس کا ایک ہاتھ بے اختیار کمر میں لگی تلوار کے دستے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا:

"تم کون ہو اور میں یہاں کیسے آ گیا۔؟"

عنبر نے بڑے اطمینان سے راج کمار کو ساری کہانی سنا دی۔ راج کمار کو جب علم ہوا کہ عنبر نے اس کی جان بچائی ہے تو وہ اس کا شکر گزار ہوا۔ عنبر نے دالان میں بندھا اپنا گھوڑا کھولا اور مندر سے باہر آ گیا۔ مندر کے باہر دو گھوڑے موجود تھے یہ پجاری کے ساتھیوں ولیو اور جگدیش کے تھے جنہیں سبز سانپ نے ڈس لیا تھا۔

راج کمار ایک گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اس نے عنبر کو اپنے ساتھ ریاست گوپال چلنے کو کہا مگر عنبر نے انکار کر دیا اور کہا:

"میں تمہارے ساتھ ضرور چلتا لیکن مجھے ایک ضروری کام سے جلد از جلد نگر کوٹ پہنچنا ہے۔"

راج کمار کو الوداع کہہ کر عنبر روانہ ہو گیا۔ رات نصف سے زیادہ بیت چکی تھی۔ آسمان پر چھائے گہرے بادل چھٹ چکے تھے اور چاند کی روشنی ویرانے میں اتر آئی تھی۔ ویرانے سے گزر کر عنبر ایک جنگل میں پہنچا۔ یہ جنگل بے حد گھنا اور گنجان تھا۔ جنگلی بیلیں درختوں کے اوپر چڑھی ہوئی تھیں۔ نہ کوئی راستہ اور نہ کوئی پگڈنڈی تھی۔ تجارتی قافلے اس جنگل کے سرے سے چکر کاٹ کر نگر کوٹ پہنچتے تھے کیوں کہ مشہور تھا کہ یہ آسیبی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جنگل ہے۔

عنبر کو کیا پروا ہو سکتی تھی۔

وہ گھوڑے پر سوار چلا جا رہا تھا کہ یکایک اسے رُک جانا پڑا۔ دور درختوں کے جھنڈ تلے روشنی ہو رہی تھی۔ عنبر بڑا حیران ہوا کہ اس بھیانک جنگل میں کون ہو سکتا ہے۔ وہ اس طرف بڑھا۔ اس نے دیکھا ایک پرانے درخت کے نیچے ایک دُبلا پتلا آدمی آنکھیں بند کیے آلتی پالتی مارے ہے۔ اس کے بڑھے ہوئے لمبے بال شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ جسم پر دھول کی موٹی تہہ جمی ہوئی تھی دور سے ایسا نظر آتا تھا وہ پتھر کا کوئی مجسمہ ہے۔

اس آدمی کے آگے مٹی کا دیا پڑا ہوا تھا۔ جس کا شعلہ سیدھی انگلی کی طرح اوپر اٹھا ہوا تھا جیسے کہہ رہا ہو خدا ایک ہے۔ شعلہ بالکل ساکت تھا ذرا برابر نہیں تھرتھرا رہا تھا حالانکہ خاصی تیز ہوا چل رہی تھی۔ اس آدمی کا چہرہ چاند کی طرح روشن تھا۔

عنبر گھوڑے سے اتر پڑا وہ سمجھ گیا کہ یہ خدا کا کوئی نیک آدمی ہے۔ وہ آدمی کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ یکایک اس آدمی نے بند پلکیں کھول کر عنبر کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں ــــ عنبر کو یوں لگا جیسے دو روشن سورج اسے دیکھ رہے ہیں۔ وہ

عنبر کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ اس کی مسکراہٹ بڑی نرم اور شگفتہ تھی۔ اس کے لب ہلے اور آواز آئی:

"تاریخ کے بیٹے عنبر ــ اس جنگل میں تمہارا آنا مبارک ہو۔"

عنبر اس درویش کے منہ سے اپنا نام سن کر بھونچکا رہ گیا پھر اسے خیال آیا کہ خدا کے نیک بندوں کو سب علم ہوتا ہے۔ اس نے بزرگ کے ہاتھ چوم لیے درویش ہولے سے مسکرائے انہوں نے کہا:

"ہاتھ تو مجھے تمہارے چومنے چاہئیں کہ تم نے اپنی آنکھوں سے ایسی ایسی مقدس ہستیوں کو دیکھا ہے ہم جن کے پاؤں کی خاک بھی نہیں ہیں ــ اے عنبر ــ میں گوتم بدھ کا پیروکار ہوں۔ اور اس سنسان جنگل میں عبادت کرتا ہوں۔ تم نے تو گوتم بدھ کی زیارت کی ہوگی۔"

عنبر نے کہا:

"محترم درویش۔ یہ میری بدقسمتی ہے کہ میں گوتم بدھ کی زیارت نہ کر سکا۔ مگر میں یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کے چہرے پر خدا کا نور برستا ہوگا۔ وہ زمین پر باعثِ رحمت تھے۔ ان کی ذات ایک نورانی چراغ تھی۔"

درویش نے کہا:

"ہاں انہوں نے جہالت کے اندھیرے میں انسانیت کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چراغ روشن کیے اور انسانوں کو سیدھا راستہ دکھایا۔انہوں نے دنیا کو محبت ، رحم ، عجز و انکساری اور کمزوروں ، بیکسوں کی مدد کا پیغام دیا۔"

ننھے دوستو! مہاتما بدھ ۵۶۳ قبل مسیح میں کپل وستو کے راجہ شدھو دن کے گھر پیدا ہوئے۔ان کی والدہ کا نام مہامایا تھا۔ راجہ شدھو دن نے ان کا نام "سدھارتھ" رکھا جس کے معنی ہیں سب کام ٹھیک کر دینے والا گھران کا خاندانی نام گوتم تھا۔

مہاتما بدھ کے نام رکھنے کی تقریب میں راجا شدھو دن نے ملک کے نامور عالموں اور داناؤں کو بلایا تھا۔ان میں سے ایک عالم نے جس کا نام کونڈینہ تھا کہا تھا کہ یہ بچہ کہیں گھر بسا کر نہ رہے گا۔ بڑا ہو کر یہ بچہ پہلے ایک بوڑھے انسان کو دیکھے گا پھر ایک بیمار، ایک لاش اور ایک سادھو کو دیکھ کر دنیا سے بے زار ہو جائے گا اور نگر نگر پھر کر دنیا کی جہالت اور بدی کو دور کرے گا۔

مہاتما بدھ میں بچپن ہی سے ہمدردی اور رحم کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جوان ہونے پر راجا شدھو دن نے ان کے لیے تین محل بنوائے۔ان محلوں کے نام شبھا، سُراما اور رمتا تھے۔ ایک موسم گرما، دوسرا سرما اور تیسرا موسم بہار

کے لیے تھا گوتم ان محلوں میں رہتا تھا لیکن ایک دن اس کے دل میں خواہش ابھری کہ محل سے باہر کی دنیا بھی دیکھنی چاہیے۔

راجا شدھو دن کو اس بات کا علم ہوا تو اُس نے فوراً ڈھنڈورچی بھیج کر اعلان کرا دیا کہ شہر کو سجایا جائے۔ دراصل راجہ کو عالم کونڈینہ کی بات یاد تھی کہ گوتم پہلے ایک بوڑھے آدمی کو پھر ایک مریض، لاش اور سادھو کو دیکھ کر دنیا سے بیزار ہو جائے گا۔ راجہ نے حکم دیا کہ جب راجکمار گوتم کی سواری نکلے تو کوئی بوڑھا ، بیمار، لنگڑا لولا سڑک پر نہ نکلے۔

گوتم سیر کو نکلا۔ شہر سجا ہوا تھا اس نے خوش ہو کر دل میں سوچا کہ یہ دنیا تو بڑی خوب صورت ہے مگر ایک جگہ سے گوتم کی سواری گزر رہی تھی۔ یہاں ایک جھونپڑے میں ایک بوڑھا آدمی رہتا تھا۔ بیماریوں اور بڑھاپے نے اسے بہت کمزور کر رکھا تھا۔ جسم کی کھال جگہ جگہ سے جھرائی ہوئی تھی کمر دوہری ہو کر کمان کی شکل اختیار کر گئی تھی۔ بال برف کی طرح سفید تھے۔اس نے جب شور و غل سنا تو اپنے جھونپڑے سے نکل آیا۔

گوتم نے جب اس بوڑھے کو دیکھا تو سوچا میرے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میرے بیوی بچوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا۔ یہاں انسان بوڑھا ہو جائے تو اس کا کوئی دھیان نہیں کرتا ـــ اس کے کچھ عرصہ بعد گوتم نے عالم کونڈینز کی پیش گوئی کے مطابق مریض، لاش اور سادھو کو دیکھا اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ دنیا چھوڑ کر سنیاسی بن جائے گا۔

پھر ایک رات گوتم بیوی اور بچے کو سوتا چھوڑ کر محل سے نکل پڑا۔ سر کے لمبے لمبے بال تلوار سے کاٹ ڈالے، جوتے اتار دیئے۔ شاہی لباس اتار پھینکا اور جوگیوں کا لباس پہن کر ہاتھ میں بھیک کا پیالہ لے کر روانہ ہو گیا۔ اس وقت گوتم کی عمر ۲۹ برس تھی۔ گوتم نے کئی جگہ سے علم حاصل کیا مگر جلد ہی اسے احساس ہوا کہ ہندو مذہب کی جو تعلیم دی جا رہی ہے۔ یہ حقیقی مذہب نہیں ہے۔ وہ حقیقی مذہب جس سے دل صاف ہوں۔ گوتم نے تہیہ کر لیا کہ وہ اس مذہب کو تلاش کرے گا۔

گوتم سات برس تک ایک جنگل میں سنیاسی بن کر ریاضت کرتے رہے۔ ان سات برسوں میں گوتم گرمی، سردی برسات، ہر موسم میں آلتی پالتی مار کر زمین پر بیٹھے رہے۔ اور پسوؤں، مچھروں اور زہریلی مکھیوں کے کاٹنے کے باوجود جنبش تک نہ کی۔ گوتم کا خوب صورت جسم سوکھ کر کانٹا بن

گیا مگر گوتم کو احساس ہو گیا کہ سنیاس لے کر کوئی انسان دکھوں اور تکلیفوں سے نجات نہیں حاصل کر سکتا۔

اب گوتم ایک درخت تلے بیٹھ گئے اور قسم کھائی کہ جب تک مجھے گیان حاصل نہ ہو گا اپنی جگہ سے حرکت نہ کروں گا۔ پھر آپ کو ایک رات گیان مل گیا اور آپ بدھ (عقل مند) بن گئے اور بدھ مت کا پرچار شروع کیا۔ یہ نیا مذہب جنگل کی آگ کی طرح پھیل گیا۔

مہاتما بدھ کی تبلیغ سے ہندو برہمنوں کا طلسم ٹوٹا جنہوں نے لوگوں کو گمراہ کر رکھا تھا۔ مہاتما بدھ نے لوگوں کو دوسروں سے محبت کرنے، ان کی مدد کرنے کا سبق دیا۔ ان کی ذات نیکی اور شرافت کا سرچشمہ تھی۔ انہوں نے کہا انسان جو کرتا ہے اس کا نتیجہ پاتا ہے اس لیے نیک کام کرنے چاہئیں تاکہ نتیجے اچھے نکلیں یہی سکھی رہنے کا راستہ ہے۔

مہاتما بدھ نے اسی برس کی عمر میں وفات پائی۔ ان کی آخری نصیحت یہ تھی کہ: "یہ جسم اور دنیا کی تمام چیزیں فنا ہونی ہیں صرف سچائی کو فنا نہیں آ سکتی۔"

آج بھی کروڑوں انسان مہاتما بدھ کے پیرو ہیں۔

عنبر مہاتما بدھ کے پیرو درویش کے پاس بیٹھا تھا۔

درویش نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اے عنبر — اس جنگل میں ایک خونی بھوت کا بسیرا ہے۔ وہ مخلوقِ خدا کو تنگ کرتا ہے۔ جو بھولا بھٹکا اِدھر آ نکلتا ہے۔ بھوت اسے زندہ نہیں چھوڑتا۔ عنبر تمہیں نہ مرنے کی طاقت اس لیے ملی ہے کہ دوسروں کی مدد کرو۔ تمہیں اس خونی بھوت کو مار ڈالنا چاہیے تاکہ لوگ اس کے شر سے محفوظ ہو جائیں۔"

عنبر نے کہا:

"اے معزز درویش — مجھے بتاؤ اس خونی بھوت کا ٹھکانہ کدھر ہے میں اس بدبخت کو ہرگز زندہ نہ چھوڑوں گا۔"

درویش نے کہا:

"کچھ دُور جا کر ایک پرانی خانقاہ ہے وہیں اسی خونی بھوت کا بسیرا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"اے محترم درویش — تم اپنے علم سے مجھے بتا سکتے ہو۔ کہ میرا بھائی ناگ اور بہن ماریا کس حال میں ہیں؟"

درویش نے آنکھیں بند کیں کچھ دیر بعد کھولیں اور کہا:

"اے عنبر ناگ زمین کے اندر دفن ایک صندوقچی میں پتھر بنا پڑا ہے اور ماریا اپنا دماغ کھو چکی ہے۔ وہ ایک آفت بھتنی کی قید میں ہے جس کی جان زمین کی چوتھی

تہہ کے اندر موجود طلسمی پتلے میں ہے۔ بس اس سے زیادہ میں نہیں بتا سکتا۔"

عنبر درویش سے اجازت لے کر خانقاہ کی طرف چل دیا۔ جنگل آگے جا کر اور بھی گھنا ہو گیا تھا۔ یکایک ماحول شیر کی زبردست دھاڑ سے گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی سامنے والی جھاڑیوں سے ایک لمبا تڑنگا دھاری دار شیر نکلا۔ اس کی آنکھیں انگاروں کی طرح چمک رہی تھیں گھوڑا شیر کو دیکھ کر بری طرح بدک گیا تھا اور خوفزدہ انداز میں ہنہنا رہا تھا۔

شیر کی دم بڑی تیزی سے حرکت کر رہی تھی اس کے کھلے جبڑے سے دانت نظر آ رہے تھے۔ وہ حملہ کرنے کے لیے تیار تھا۔ عنبر نے زلالہ دیوی کی طرف سے ملنے والی دوسری طاقت آزمانے کا فیصلہ کیا اور عین اس وقت جب شیر دھاڑ مار کر حملہ کرنے کے لیے اچھلا۔ عنبر نے بڑی تیزی سے تین بار زلالہ دیوی کا نام لے کر پھونک ماری اور کہا:

"اے شیر۔ غائب ہو جا۔"

ایک دھماکہ ہوا اور شیر غائب تھا۔ عنبر نے گھوڑا بڑھا دیا — اب اسے درختوں میں گھری خانقاہ کے مدھم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نقوش چاندنی میں نظر آ رہے تھے۔ خانقاہ کو دیکھ کر انسان پر دہشت طاری ہوتی تھی۔ ابھی عنبر خانقاہ سے کچھ دور ہی تھا کہ اسے ایسی آواز آئی جیسے کوئی اس کے پیچھے آ رہا ہو۔

عنبر نے مڑ کر دیکھا کوئی نہ تھا۔ خانقاہ کے قریب پہنچ کر عنبر گھوڑے سے اُتر گیا اور ٹوٹے دروازے کی طرف چلا۔ اچانک کسی نے پیچھے سے عنبر کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ عنبر نے کنکھیوں سے کندھے کی طرف دیکھا وہاں ایک کالا ہاتھ موجود تھا جس پر موٹے موٹے بال اُگے ہوئے تھے۔ ہاتھ کا وزن بڑھتا جا رہا تھا۔

عنبر نے ہاتھ کو کندھے سے جھٹک دیا اور مڑ کر دیکھا ہاتھ غائب ہو چکا تھا۔ عنبر کو کسی کے ڈراؤنے انداز میں ہنسنے کی آواز آئی اور ایک تلوار جس کو آگ لگی ہوئی تھی عنبر کے سامنے آ گری۔

عنبر ذرا نہ گھبرایا اس نے کہا:

"او۔ خونی بھوت اگر ہمت ہے تو میرے سامنے آ۔"

ایک خوفناک قہقہہ گونجا:۔ عنبر کے سامنے ایک بھیانک شکل والا بھوت کھڑا تھا۔ اس کے جسم پر لمبے لمبے کالے بال تھے۔ سر پر دو سینگ اُگے ہوئے تھے۔ اس کی تین آنکھیں

تھیں اور ان سے گویا خون ٹپک رہا تھا اس کے منہ سے نکلے لمبے پیلے پیلے دانت ٹھوڑی تک آئے ہوئے تھے۔ اس کے دونوں ہاتھوں کے ناخن خنجروں جیسے نوکیلے اور بڑے بڑے تھے۔ فٹ بھر لمبی زبان باہر لٹک رہی تھی۔ بھوت نے قہقہہ لگا کر غراتی آواز میں کہا:

"آج بڑا مبارک دن ہے۔ آج تو شکار خود چل کر میرا لقمہ بننے آ گیا ہے۔"

عنبر نے یہ سنا تو کہنے لگا:

"او ناہنجار بھوت ۔ تیرے دن پورے ہو چکے۔ آج میں تجھے جہنم واصل کر دوں گا۔"

خونی کالے بھوت نے سینے پر زور سے دو ہتڑ مارا۔ اچانک اس کا قد بڑھنے لگا اور بڑھتے بڑھتے درختوں سے بھی اونچا ہو گیا پھر یک لخت کالا بھوت سکڑ کر اپنے اصل قد میں آ گیا۔ اس نے گرجتے ہوئے عنبر پر حملہ کر دیا۔ اس نے اپنے لمبے خنجروں ایسے ناخن عنبر کے جسم پر مارے۔

بھوت کا خیال تھا کہ عنبر کے جسم سے خون کے فوارے اُبل آئیں گے مگر یہاں وہ ہوا جو بھوت کا باپ بھی نہیں سوچ سکتا تھا۔ بھوت کے دو ناخن ٹوٹ گئے تھے۔ بھوت نے درد سے چلاتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھا اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چنگھاڑتے، گرجتے اور غراتے ہوئے عنبر پر ٹوٹ پڑا۔

کالے بھوت نے عنبر کو اٹھا کر ایک موٹے تنے والے درخت پر دے مارا۔ درخت لرز کر رہ گیا۔ بھوت نے عنبر کو اپنے پاؤں میں روندنا شروع کر دیا پھر اسے دونوں ہاتھوں سے دبوچ کر اس کی گردن پر اپنے لمبے لمبے دانت مارے مگر اسے حسرت ہی رہی کہ اپنے دانت عنبر کے جسم میں پیوست کر سکے۔ الٹا عنبر نے اس کو گلے سے دبوچ لیا اور گلا دبانے لگا۔ بھوت تو چلا اٹھا:

"ہائے میں مرا۔ چھوڑو میری گردن۔ ہائے ہائے۔"

عنبر نے کہا:

"بیٹا جی۔ اب میں چھوڑنے والا نہیں۔ اب تجھے پتہ چلا کہ میں تو بھوتوں کا بھی باپ ہوں۔"

بھوت کے حلق سے اب عجیب و غریب قسم کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ اس نے کہا:

"مجھے چھوڑ دو۔ ہائے ہائے۔ میں تمہیں نہیں کھاؤں گا۔ میں تمہیں اپنا استاد مانتا ہوں۔ ہائے ہائے۔"

عنبر نے ہنس کر کہا:

"ضرورت کے وقت تو لوگ گدھے کو بھی باپ بنا لیتے ہیں مگر میں ان باتوں میں آنے والا نہیں۔ ظالم بھوت تم نے اس جنگل

میں خون خرابہ پھیلا رکھا ہے۔ تم پر رحم کرنا ظلم کرنے کے برابر ہے۔"

یہ کہہ کر عنبر نے اپنی گرفت سخت کر دی۔ بھوت کی چیخیں بھیانک ہو گئیں یکایک عنبر نے اس کے منہ سے لٹکتی زبان پکڑ کر کھینچ ڈالی۔ بھوت ایسی دردناک آواز میں چلایا کہ پورا جنگل لرز اٹھا۔ اب عنبر نے اس کی آنکھوں میں انگلیاں مار کر انہیں پھوڑ دیا۔ اندھا بھوت چیختا چلاتا درختوں سے ٹکریں مارتا ختم ہو گیا۔

عنبر کا گھوڑا بھوت سے ڈر کر جنگل میں نجانے کہاں بھاگ چکا تھا۔ عنبر نے موتی نکال کر منہ میں رکھا اور ہوا میں اڑتا ہوا نگر کوٹ کی طرف جانے لگا۔ رات کے ستارے مدھم پڑ رہے تھے اور عنبر آج کسی جیٹ طیارے کی طرح پرواز کرتا چلا جا رہا تھا۔

O

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر کو پتھر کا بنا دو

نگر کوٹ کا مرگھٹ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔

گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ درختوں پر بیٹھے منحوس گدھ اپنی گردنیں پروں میں چھپائے بیٹھے تھے۔ اچانک کسی الو کی ہو ہو خاموشی کو چیرتی چلی گئی۔ زمین پھٹی اور اس میں سے چڑیلوں کی ملکہ نکل آئی۔ اس نے اپنے دیدے گھما کر مرگھٹ میں دیکھا اور چلتی ہوئی مرگھٹ کے پچھلی طرف کی ندی کے کنارے آ گئی۔

چاند کی روشنی میں پانی یوں چمک رہا تھا گویا سونا بہہ رہا ہو۔ اچانک دور سے کوئی سفید سی شے پانی کی لہروں پر ڈولتی ہوئی آتی دکھائی دی۔ چڑیلوں کی ملکہ ہوشیار ہو گئی۔ وہ سفید شے ایک کفن پوش لاش تھی جونہی لاش بہتی ہوئی نزدیک آئی چڑیل ملکہ کا ہاتھ لمبا ہونے لگا اس نے اپنے ہاتھ سے لاش کو دبوچا اور پانی سے نکال لیا۔

لاش ایک بچے کی تھی۔ مردے کا سفید چہرہ چاند کی زرد

روشنی میں بڑا بھیانک لگ رہا تھا۔ چڑیل ملکہ نے فضا میں ہاتھ لہرایا تو اس کے ہاتھ میں خنجر آ گیا۔ چڑیلوں کی ملکہ نے "شیطان زندہ باد" کا نعرہ لگا کر خنجر مردے کے جسم میں گھونپ دیا اور دل نکال لیا۔

اب اس نے بڑی صفائی سے مردے کی کھوپڑی توڑ کر مغز نکال لیا اور لاش وہیں چھوڑ کر واپس آنے لگی۔ درختوں پر بیٹھے منحوس گدھوں نے خون کی بو سونگھ لی تھی وہ چیخیں مارتے، اپنے لمبے پر پھڑپھڑا کر ہوا میں اڑنے لگے اور لاش پر چکر کھانے لگے۔ چڑیلوں کی ملکہ چلتی ہوئی اپنی جگہ پہنچ کر زمین میں دھنس کر اپنے ٹھکانے پر آ گئی۔ یہاں باقی سب عفریتیں موجود تھیں۔

چڑیلوں کی ملکہ شیطان کے کالے مجسمے کے سامنے رک گئی۔ اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر خرخراتی آواز میں کہا:

"اے بدی کے شیطان — آ اپنی پجارن کی مدد کے لیے آ۔"

چڑیل ملکہ نے یہ الفاظ کئی مرتبہ دہرائے۔ یکایک شیطان کا مجسمہ زندہ ہونے لگا۔ اس کی آنکھیں گھومیں اور دم حرکت میں آ گئی اس کے ساتھ ہی ایک دھماکہ ہوا اور ایک کونے سے اچھل کر شیطان سامنے آ گیا۔ مجسمہ دوبارہ ساکت ہو گیا تھا۔ شیطان نے اچھلتے ہوئے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"جلدی بتا۔ میری پجارن تجھے کیا چاہیے۔"

چڑیل ملکہ نے سجدہ کر کے کہا:

"اے شیطان — میں نے تیرے حکم کے مطابق ندی سے تیس لاشیں نکال کر ان کے دل اور مغز جمع کر لیے ہیں۔ اب مجھے بتا کہ میں کیا کروں۔"

شیطان دم ہلاتے ہوئے کہنے لگا:

"شاباش — اب تو اپنے دشمنوں کو فنا کر کے رکھ دے گی۔ سن — تجھے علم ہے کہ عنبر مر نہیں سکتا لیکن اسے بے بس کیا جا سکتا ہے۔ اے چڑیل ملکہ — تو ان تیس دلوں اور مغزوں کو ایک بچے کی نیلی آنکھوں کے ساتھ کھا جا۔ اس کے بعد تیرے اندر یہ طاقت پیدا ہو جائے گی کہ تو عنبر کو ہمیشہ کے لیے پتھر کا بت بنا سکے۔

شیطان اپنی خرخراتی آواز میں کہہ رہا تھا:

"سن چڑیل ملکہ — تیرے جادو کی طاقت تبھی عنبر پر اثر کرے گی جب وہ اس مرگھٹ کے نیچے آباد ڈھانچوں کی دنیا میں آ جائے گا پھر جونہی وہ یہاں پہنچے تم اپنا بایاں ہاتھ اس کی طرف اٹھا دینا۔ تمہارے ہاتھ کی ہر انگلی سے سرخ رنگ کی پانچ شعاعیں نکل کر عنبر پر پڑیں گی اور وہ ہمیشہ کے لیے پتھر کا بن جائے گا۔

چڑیلوں کی ملکہ یہ سن کر اپنی غرغراہٹ کی سی آواز میں کہنے لگی:

"مگر اے شیطان — میں نیلی آنکھوں والا بچہ کہاں سے حاصل کر کے اس کی آنکھیں کھرچ کر نکالوں؟"

شیطان نے مگرمچھ جادوگر کی طرف دیکھ کر کہا:

"تو اپنا طلسمی شیشہ نکال کر چڑیل ملکہ کو بتا — میں اب جا رہا ہوں۔"

شیطان نے بندر کی طرح قلا بازی کھائی اور غائب ہو گیا مگرمچھ جادوگر نے طلسمی آئینہ نکالا اور بولا:

"اکڑ بکڑ بمبے بو — اسی نوے پورے سو۔ اے طلسمی شیشے بتا۔ نیلی آنکھوں والا بچہ کہاں پر ملے گا؟"

طلسمی شیشے پر فوراً الفاظ ابھرنے لگے:

"اے جادوگر — نگر کوٹ شہر کے باہر خانہ بدوشوں کی بستی ہے وہاں خانہ بدوش سردار کے لڑکے کی آنکھیں نیلی ہیں۔ اس خانہ بدوش کا خیمہ سرخ رنگ کا ہے۔ یہی اس تک پہنچنے کی نشانی ہے۔"

چڑیل ملکہ نے بھی یہ عبارت پڑھ لی تھی۔ اس نے چنگھاڑ ماری اور زمین سے دو فٹ اچھل کر چیخی:

"اے آفت بھتنی — تو غیبی عورت ماربا کو ساتھ لے جا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا اس بچے کی آنکھیں نکال کر لائے گی۔ جا آفت بھتنی تجھے قسم ہے شیطانی طاقتوں کی ـــــ میں نے اپنے سب سے بڑے دشمن عنبر کو قابو کرنے کا راز پا لیا ہے۔ اب وہ میرے وار سے نہیں بچ سکے گا۔ میں اسے پتھر کا بنا دوں گی۔"

آفت بھتنی ماریا کے بالوں میں بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ بھیانک دانت نکال کر کھی کھی کر کے ہنسی اس کی ہنسی کی آواز بڑی مکروہ تھی اس نے کہا:

"اے چڑیل ملکہ ـــــ جو حکم۔ میں ابھی ماریا کے ساتھ جاتی ہوں اور خانہ بدوش لڑکے کی آنکھیں نکال لاتی ہوں۔"

یہ کہہ کر آفت بھتنی سات بار چڑیل ملکہ کے سامنے جھکی۔ پھر اس نے اپنے پنجے ماریا کے سر میں کھبوتے ہوئے کہا:

"اے ماریا۔ اٹھ اور میرے حکم کے مطابق چل۔"

ماریا کا دماغ آفت بھتنی کے قبضے میں تھا وہ کسی مشین کی طرح یوں اٹھ کھڑی ہوئی جیسے اس کا سوئچ آن کر دیا گیا ہو۔ زمین سے نکل کر وہ مرگھٹ میں آگئی۔ باہر آتے ہی ماریا نے چھلانگیں مار کر اڑنا شروع کر دیا۔ وہ کسی گیند کی طرح اچھل کر آدھا دائرہ بناتی ایک فرلانگ کا فاصلہ طے کرنے کے بعد پھر زمین پر آ جاتی اور پھر دوبارہ چھلانگ لگا دیتی۔

اب ماریا غیبی عورت تھی۔

ایک ایک فرلانگ کی چھلانگیں لگاتی ماریا نگر کوٹ کے باہر خانہ بدوشوں کی بستی میں آگئی۔ یہاں دور تک خیموں کی ایک قطار چلی گئی تھی۔ رات کا اندھیرا ان خیموں میں اترا ہوا تھا جسے چاند کی روشنی اور چربی کی مشعلیں دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ان خیموں کے درمیان میں ایک بڑا سرخ خیمہ نصب تھا۔

رات بڑی سرد اور ویران تھی۔ یخ بستہ ہوا چل رہی تھی۔ گیارہ بجے کا وقت تھا۔ خیموں کے سامنے سے گزرتے ہوئے ماریا نے دیکھا کر ایک خیمے میں بستی کے بڑے بوڑھے بیٹھے ہیں اور گرما گرم قہوہ پیتے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔ ماریا تو نظر نہیں آ سکتی تھی۔ وہ سرخ خیمے کے باہر آ گئی۔

خیمے میں موٹے کپڑے کا دروازہ لٹک رہا تھا جس کے ساتھ مرکو نکلے ہوئے بانس پر شیشے کے خول میں بند مشعل لٹک رہی تھی۔ ماریا کپڑے کا پردہ اٹھا کر خیمے میں آگئی۔ ماریا نے دیکھا خیمے میں زمین پر مختلف جانوروں کی کھالیں بچھی ہوئی ہیں۔ خیمے میں خانہ بدوش لڑکا اپنی ماں کے ساتھ موجود تھا۔

دونوں جاگ رہے تھے اور ریچھ کی کھالوں کو جوڑ کر بنائے ہوئے لحاف میں دبکے ہوئے تھے۔ خیمے کے اندر ایک برتن میں آگ جل رہی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لڑکے کی ماں کہہ رہی تھی:
"بیٹا ـــ اب تم سو جاؤ۔ آج تمہارے بابا دیر سے آئیں گے۔ بستی کے بڑوں کا اجلاس ہے نا"

لڑکے نے مچل کر کہا:
"نہیں اماں۔ مجھے نیند نہیں آ رہی؟"

ماریا نے قریب جا کر دیکھا۔ لڑکے کی آنکھیں نیلی تھیں۔ سمندر کے پانی کی طرح نیلی۔ معصوم چہرے والے لڑکے کی عمر دس سال سے زیادہ نہیں لگتی تھی۔ ماریا تو کسی معصوم کو نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی مگر اس وقت وہ جادو کے اثر میں تھی۔ اس کی آنکھوں میں بڑی خوف ناک سرخی ابھر آئی اور ہونٹ یوں پھڑکنے لگے جیسے وہ خون کی پیاسی ہو۔

آنت بھتنی کے پنجوں کی چبھن اس کے سر میں شدید ہونے لگی۔ ماریا نے دونوں بازو ہوا میں بلند کر کے ایک دہشت ناک چیخ ماری۔ اس کے حلق سے یوں آوازیں نکلنے لگیں جیسے کوئی درندہ اپنے شکار کو سامنے دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ خانہ بدوش سردار کی بیوی اور بچہ بری طرح خوف زدہ ہو چکے تھے

ماریا نے جھپٹ کر لڑکے کو گردن سے پکڑ لیا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ایک دل دوز چیخ ابھری۔ ماریا نے لڑکے کی گردن کی ہڈی توڑ کر اس کو دھڑ سے علیحدہ کر دیا تھا

ماریا کے اٹھا لینے سے لڑکا، عورت کی نظروں سے غائب ہو گیا تھا۔ مگر اگلے ہی لمحے لڑکے کا بے سر کا دھڑ عورت کے سامنے آ گرا۔

عورت چیخ مار کر بے ہوش ہو گئی۔ ماریا کٹے ہوئے سر کو بالوں سے پکڑے خیمے سے نکل آئی۔ عورت کی چیخ سن کر خانہ بدوش ادھر بھاگے آ رہے تھے۔ لڑکے کے کٹے سر سے خون کے دھارے گر رہے تھے۔ خانہ بدوشوں نے جب ہوا میں سے خون گرتے دیکھا تو بے حد گھبرا گئے۔

ماریا چھلانگیں مار کر اڑتی بستی سے نکل آئی اور کچھ دیر بعد وہ نگر کوٹلے کے مرگھٹ میں تھی۔ چڑیلوں کی ملکہ نے جب لڑکے کا کٹا سر دیکھا تو خوشی سے نہال ہو گئی۔ اس نے اپنے لمبے ناخنوں سے لڑکے کی نیلی آنکھیں کھرچ کر نکالنا شروع کر دیں۔ آنکھیں نکال کر چڑیل ملکہ نے اپنی خبیث آواز میں قہقہہ لگایا۔

خون آلود آنکھیں اس کی ہتھیلی پر پڑی ہوئی تھیں۔ چڑیل ملکہ نے ایک کونے میں پڑا کالا تھیلا اٹھا کر اس میں سے تیس دل اور تیس مغز نکال لیے۔ یہ ان لاشوں کے تھے جنہیں چڑیلوں کی ملکہ تیس دن تک ندی سے نکال کر چیرتی پھاڑتی رہی تھی۔ چڑیل ملکہ کی باچھوں سے غلیظ پانی کے قطرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹپک رہے تھے وہ اس وقت بڑی مکروہ نظر آ رہی تھی۔ اس نے ایک ایک کر کے تمام دل اور مغز ہڑپ کر لیے پھر نیلی آنکھیں بھی کچر کچر کر کے کھا گئی۔

چڑیلوں کی ملکہ کی دونوں آنکھیں زور زور سے پھڑکنے لگیں یہ اس کی بہت بڑی فتح تھی۔ اس نے ایسی طاقت حاصل کر لی تھی جو عنبر کا مقابلہ کر سکتی تھی۔ چڑیل ملکہ، مگرمچھ جادوگر کی طرف مڑی اور کہا:

"ذرا اپنا طلسمی شیشہ نکال کر معلوم کر کہ میرا دشمن عنبر کہاں ہے؟"

مگرمچھ جادوگر نے اپنی دم زمین پر مارتے ہوئے کہا:

"وہ میرا بھی سب سے بڑا دشمن ہے۔ جب وہ پتھر کا بنے گا میرے دل کو سکون آ جائے گا۔"

یہ کہہ کر اس نے طلسمی شیشہ نکال کر سامنے رکھا اور چیخا:

"بتا اے طلسمی شیشے — عنبر کہاں ہے؟"

شیشے پر الفاظ نمودار ہوئے:

"عنبر۔ نگر کوٹ سے دور ایک جنگل میں بھوت سے لڑ رہا ہے۔ فکر مت کرو وہ مرگھٹ کی طرف ہی آئے گا۔"

مگرمچھ جادوگر نے شیشہ اٹھا کر جیب میں رکھا اور کئی فٹ اچھل کر چنگھاڑا:

"دشمن آ رہا ہے۔"

ساری عفریتیں شور مچانے لگیں۔ کفن پوش زندہ مردے کے جبڑے کا سانپ شوکریں مارنے لگا۔ اور اس کی آنکھ کا شعلہ تیزی سے بھڑکنے لگا۔ چڑیلوں کی ملکہ بڑی خوش ہوئی اس کا شکار آ رہا تھا اس نے دانت پیستے ہوئے کہا:

"عنبر نے مجھے ایک شکست دی تھی۔ آج میں اس سے عبرتناک انتقام لوں گی۔ وہ مجھ سے بچ نہ سکے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیا بجھ گیا

جیٹ طیارے کی طرح عنبر اڑتا آ رہا تھا۔

اس کے بال ہوا میں لہرا رہے تھے اور کپڑے ہوا بھر جانے سے پھول گئے تھے۔ عنبر نے نیچے دیکھا جنگل پیچھے رہ گیا تھا۔ اب وہ ایک بل کھاتی ندی پر سے گزر رہا تھا۔ ندی بھی کچھ دیر بعد نظروں سے اوجھل ہو گئی اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں اور چٹانوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ڈیڑھ گھنٹے بعد عنبر نگر کوٹ کی فضا میں تھا۔

عنبر نے اپنی رفتار کم کر دی اور ہولے ہولے زمین پر اترنا شروع کر دیا۔ وہ ایک ویران اور خاموش سڑک پر آ کر اتر گیا۔ نگر کوٹ کے لوگ اپنے اپنے مکانوں کے دروازے بند کیے سو رہے تھے۔ ٹھنڈی یخ اندھیری رات میں عنبر مرگھٹ کی طرف چل دیا۔ مرگھٹ زیادہ دور نہ تھا۔ پرانی ٹوٹی پھوٹی چار دیواری سے گزر کر عنبر مرگھٹ میں آ گیا۔

مرگھٹ میں آتے ہی عنبر کو ماریا کی ہلکی ہلکی خوشبو آنے لگی۔

وہ بے چین ہو گیا۔ مرگھٹ پر زرد چاند نے اپنی پھیکی پھیکی پراسرار روشنی کی چادر پھیلا رکھی تھی۔ دل پر ایک دہشت طاری ہوتی تھی۔ عنبر اس طرف بڑھا جدھر سے اسے ماریا کی خوشبو آ رہی تھی مگر یکایک ماریا کی خوشبو آنا بند ہو گئی۔

عنبر پریشان ہو گیا۔

اس کے دل میں خیال آیا کہ کہیں ماریا کو کچھ ہو تو نہیں گیا — عنبر مرگھٹ میں خشک پتوں پر چلنے لگا۔ وہ پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہا تھا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں چڑیلوں کی ملکہ بے خبری میں وار نہ کر دے۔ مرگھٹ میں تیز ہوا چل رہی تھی اور شائیں شائیں کرتی درختوں میں سے یوں گزر رہی تھی جیسے رو رہی ہو۔ ٹنڈ منڈ اور کٹے پھٹے درختوں پر بدصورت گدھ بیٹھے تھے جو وقفے وقفے سے یوں چیخ مارتے جیسے کہہ رہے ہوں یہاں کچھ ہونے والا ہے۔ یہاں کچھ ہونے والا ہے۔

عنبر اپنی طویل زندگی میں بڑے بڑے خاموش اور ہولناک ویرانوں اور قبرستانوں سے گزرا تھا مگر اس مرگھٹ میں تو دل پر ہیبت طاری کرنے والی عجب پراسرار سی خاموشی حکمران تھی۔ عنبر نے بلند آواز میں کہا:

"ماریا بہن — ناگ بھائی — تم کہاں ہو؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سناٹے میں اس کی آواز کی بازگشت دیر تک گونجتی رہی مگر کوئی جواب نہ آیا۔ ایک بار تو عنبر کا دل بھی دھڑک اٹھا۔ عنبر کو یقین ہوگیا تھا کہ ماریا اور ناگ اس مرگھٹ میں موجود ہیں اور کسی مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں ورنہ وہ ضرور سامنے آتے۔ عنبر مرگھٹ میں ادھر اُدھر بھٹک رہا تھا۔ اچانک اس کے قدم جیسے زمین نے باندھ لیے۔ اس نے ابھی ابھی ایک زوردار آواز سنی تھی آواز ایسی تھی جیسے کسی نے زور سے لمبا سانس کھینچا ہو۔

عنبر نے ادھر دیکھا۔ ایک درخت کے نیچے سایہ سا حرکت کر رہا تھا۔ وہ پہلے تو چھوٹا تھا پھر بڑا ہوگیا۔ اب وہ صاف نظر آ رہا تھا۔ سائے نے ایک چڑیل کی شکل اختیار کرلی تھی جس کی لال لہو ایسی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ چڑیل کچھ دیر اپنی جگہ کھڑی ڈولتی رہی پھر لڑکھڑاتی ہوئی ایک طرف جانے لگی۔

عنبر اس کے پیچھے چل پڑا۔ چلتے چلتے چڑیل نے اچانک ہاتھ مار کر درخت پر بیٹھے ایک گدھ کو دبوچ لیا اور اس کی گردن پر دانتوں سے کاٹ لیا۔ گدھ بلبلاتا ہوا چیخنے لگا۔ چڑیل اب اس کی گردن میں دانت گاڑے دھڑا دھڑ گدھ کا خون پیتی جا رہی تھی۔ اچھی طرح پی لینے کے بعد چڑیل نے تڑپتے گدھ کو پرے پھینک دیا اور آگے چل دی۔

چڑیل درختوں کے ایک جھنڈ میں جاکر رک گئی۔ یہاں زمین میں ایک چوکور کافی بڑا سوراخ تھا۔ یہ سوراخ ایسا تھا جیسے کبھی یہاں قبر تھی جو بعد میں بارشوں کے پانی سے بیٹھ گئی۔ چڑیل اس سوراخ میں داخل ہوکر عنبر کی آنکھوں سے اوجھل ہوگئی۔ عنبر بھی سوراخ میں آگیا۔ یہاں گھپ اندھیرا تھا۔ عنبر نے پوری آنکھیں کھول کر دیکھا تو چڑیل کچھ دور جاتی نظر آئی۔

یہ قبر نما سوراخ نیچے کو جا رہا تھا۔ اور ایک سرنگ کی شکل میں تھا جس کی دیواروں سے مٹی گر رہی تھی۔ یکایک آگے جاتی چڑیل غائب ہوگئی۔ عنبر نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا مگر کچھ نہ تھا۔ عنبر نے فیصلہ کیا کہ واپس مرگھٹ میں اوپر جانا چاہیے۔ اس سے پہلے کہ عنبر اپنے اس فیصلے پر عمل کرتا ہوا کی لہروں پر سفر کرتی ماریا کی ہلکی خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی۔

عنبر بے قرار ہوکر آگے بڑھنے لگا۔ اسے کیا علم تھا کہ وہ چڑیلوں کی ملکہ کے جال میں پھنسنے جا رہا ہے۔ اس سرنگ نے عنبر کو ڈھانچوں کی دنیا میں پہنچا دینا تھا جہاں چڑیل ملکہ موجود تھی۔ آگے جاکر سرنگ کھلی ہوگئی تھی۔ یہاں دیواروں کے ساتھ ہڈیوں کے ڈھانچے لٹک رہے تھے۔ عنبر نے غور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے انہیں دیکھا بڑے عجیب ڈھانچے تھے جیسے بڑی تکلیف میں مبتلا ہوں۔ ہر ڈھانچے نے اپنی کھوپڑی خود اپنے ہاتھ کی ہڈیوں میں تھام رکھی تھی۔

عنبر ان ڈھانچوں کے پاس سے گزرتا ہوا ایک میدان میں آ گیا۔ یہاں عجیب منظر تھا۔ بے شمار ڈھانچے ادھر اُدھر چل پھر رہے تھے۔ کئی ڈھانچوں کی ہڈیوں سے گوشت کے خون آلود لوتھڑے چمٹے ہوئے تھے۔ ان کے چلنے اور ہڈیوں کے آپس میں ٹکرانے سے کڑکڑاہٹ کی بڑی ہیبت ناک، خون ٹھنڈا کر دینے والی آوازیں پیدا ہو رہی تھیں۔ کئی ڈھانچے چیخیں مارتے اپنی ہڈیوں کو پیٹتے ہوئے عنبر سے لپٹ گئے۔

عنبر نے فوراً ژالہ دیوی کا تین بار نام لے کر پھونک مار کر کہا:

"اے ڈھانچو! غائب ہو جاؤ۔"

ایک دھماکے کے ساتھ ڈھانچے غائب تھے۔ اسی وقت مکروہ ہنسی کی آواز عنبر کے کانوں میں پڑی۔ عنبر نے مڑ کر دیکھا چڑیلوں کی ملکہ اپنی منحوس اور بھیانک شکل لیے اس کے سامنے کھڑی تھی۔ اس نے اپنی غرغراہٹ سی آواز میں کہا:

"میرے دشمن عنبر۔ اب وقت آ گیا ہے کہ میں تجھ

سے بدلہ لوں۔"

عنبر نے ژالہ دیوی کا نام لے کر پھونک ماری اور کہا:

"اے بدبخت چڑیل ملکہ۔ غائب ہو جا۔"

لیکن یہ کیا ــــ چڑیلوں کی ملکہ اپنی جگہ موجود تھی۔ عنبر پریشان ہو گیا کہ کیا ژالہ دیوی کی طرف سے ملنے والی طاقتیں ختم ہو گئی ہیں۔

چڑیل ملکہ نے قہقہہ لگا کر اپنا بایاں ہاتھ سیدھا کیا اور اچھل کر چنگھاڑی:

"میں تمہیں ہمیشہ کے لیے پتھر کا مجسمہ بنا دوں گی۔ اب تمہیں مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔"

چڑیل ملکہ کی پانچوں انگلیوں سے سرخ رنگ کی تڑپتی شعاعیں نکل کر عنبر کی طرف لپکیں۔ عنبر جلدی سے چھلانگ لگا کر ایک طرف ہو گیا۔ سرخ شعاعیں اس کے پاس کھڑے ڈھانچوں پر پڑیں اور آن واحد میں وہ سب پتھر کے بن چکے تھے۔

چڑیلوں کی ملکہ نے دوبارہ شعاعیں عنبر کی طرف پھینکیں اس بار عنبر بال بال بچا۔ وہ گھبرا گیا۔ یہ شعاعیں اسے پتھر کا بت بنا سکتی تھیں۔ عنبر نے ژالہ دیوی کا دیا موتی نکال کر منہ میں رکھا اور اڑنے لگا مگر پتھر بنا دینے والی شعاعیں اس کے تعاقب میں تھیں۔ اس کے دائیں بائیں تڑپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہی تھیں۔۔

عنبر ہوا میں غوطے کھا کر ان سے بچ رہا تھا مگر جلد ہی عنبر کو احساس ہو گیا کہ وہ زیادہ دیر ان طلسمی شعاعوں سے نہ بچ سکے گا۔ چڑیلوں کی ملکہ کے خون خوار قہقہے ڈھولوں کی نادی میں گونج رہے تھے۔ عنبر نے سوچا کاش وہ پتھر کا بت بننے سے پہلے اپنے بھائی ناگ اور بہن ماریا کو آخری بار دیکھ سکتا۔

اسی وقت تڑپتی ہوئی پانچ شعاعیں عنبر کی طرف لپکیں۔

○

ادھر کفن پوش مُردہ، آفت بھتنی اور دوسری شیطان طاقتیں کمرے میں جمع تھیں کہ یکایک زمین شق ہوئی اور نو پھنکارتے ہوئے سنہری سانپ نمودار ہوئے۔ یہ وہی سانپ تھے جنہیں مہا مقدس ناگ دیوتا نے روانہ کیا تھا۔ کفن پوش مردے نے چیخ ماری تو اس کے منہ سے شعلے نکل کر سانپوں پر پڑے مگر سنہرے سانپوں پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ انہوں نے پھن پھیلا کر اپنے منہ کھول دیئے۔

سنہرے سانپوں کے کھلے منہ سے چھوٹے چھوٹے بے شمار سنہرے سانپ نکلنے لگے۔ وہ سب کفن پوش زندہ مردے

سے چمٹ گئے۔ کفن پوش زندہ مردے کے پھٹے ہوئے رخسار سے نکلا ہوا سانپ پھنکارتا ہوا ان چھوٹے سانپوں پر حملہ آور ہو رہا تھا مگر سنہرے سانپ اس سے بھی لپٹ گئے تھے۔

کفن پوش زندہ مردے کی ہولناک چیخوں سے کمرہ گونج رہا تھا۔ چھوٹے سنہرے سانپ اس کو بار بار ڈس رہے تھے جب کہ نو سنہرے سانپوں نے کمرے میں موجود چڑیلوں اور عفریتوں کو ڈسنا شروع کر دیا۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ چڑیلیں بھاگنے شروع ہو گئیں۔ ان کے تمام جادو مہا مقدس ناگ دیوتا کی اقت کے آگے بے کار ہو گئے تھے۔

کفن پوش زندہ مردہ اب گردن تک سنہرے سانپوں ے دلدل میں پھنس چکا تھا۔ اس کا جادو کا سانپ مردہ چوہے ادم کی طرح رخسار سے لٹک رہا تھا۔ اچانک نو میں سے ب سنہرے سانپ نے اپنی جگہ سے اڑان ماری اور مردے سر پر بیٹھ کر زور سے ڈسا۔

چیخ سے کمرہ لرز اٹھا تھا۔ سانپ نے دوبارہ کفن پوش ے کی اس آنکھ میں پھن مارا جہاں دیا پڑا تھا اور شعلہ ل رہا تھا۔ سانپ کی پھنکار سے دیا بجھ گیا۔ کفن پوش ے نے آخری چیخ ماری اور گر کر ہمیشہ کے لیے ختم ہو ماریا کمرے کے ایک کونے میں کھڑی تھی۔ اس کے جسم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے ناگ کی بُو آ رہی تھی۔ اس لیے سنہرے سانپوں نے اسے نہیں ڈسا تھا۔ کفن پوش زندہ مردے کے مرتے ہی ناگ جو پتھر بنا صندوقچی میں پڑا تھا یک دم زندہ ہو گیا۔ اس نے زور دار پھنکار مار کر صندوقچی کا ڈھکن جلا دیا اور زمین سے اوپر آ گیا۔

اس وقت سنہرے سانپ ہڈیوں کے اس ڈھانچے کو اپنی پھنکاروں سے جلا رہے تھے جسے چڑیلوں کی ملکہ نے زندہ کر کے اس جگہ کھڑا کر دیا تھا جہاں پتھر بنے ناگ کو صندوقچی میں بند کر کے دفن کیا تھا — باہر آتے ہی ناگ گھر کر سانس لے کر انسان بن گیا اسے سب یاد آ گیا تھا کہ کس طرح ویرانے میں کفن پوش زندہ مردے نے کلادتی دلوائی کو شکست دے کر اسے اپنے جادو سے بے بس کر دیا تھا۔

آفت بھتنی نے ناگ کو دیکھتے ہی ماریا کے سر میں پیچ کھوئے۔ ماریا ناگ کی طرف بڑھی اس کے ہاتھ میں آفت بھتنی کے جادو سے تلوار آ گئی تھی۔ ناگ نے ماریا کو دیکھ لیا تھا۔ وہ اس وقت ظاہر حالت میں تھی۔ یہ ناگ کی پانچ سالہ زندگی میں پہلا موقع تھا کہ وہ ماریا کو زندہ ظاہر حالت میں دیکھ رہا تھا۔ اس سے پہلے اس نے جب بھی ماریا دیکھا کسی جادو کے اثر سے پتھر بنا دیکھا تھا۔

ناگ خوشی سے چلایا:

"ماریا بہن — تمہیں غیبی حالت سے نجات مل گئی۔ تم مجھے نظر آ رہی ہو۔"

ناگ ماریا کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ماریا نے تلوار گھما کر وار کر دیا۔ ناگ بال برابر بچا۔ اس نے کہا:

"ماریا ہوش میں آؤ۔ میں ناگ ہوں۔ تمہارا بھائی ناگ۔"

لیکن ماریا، ناگ کو کس طرح پہچان سکتی تھی وہ تو آفت بھتنی کے جادو کے اثر میں تھی اور خون خوار آنکھوں سے ناگ کو دیکھتی غراتی ہوئی اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔

ناگ برابر کہہ رہا تھا۔

"ماریا بہن — مجھے پہچانو۔ تم کسی جادو کے اثر میں ہو ہوش میں آؤ۔"

گرجتی، غراتی ماریا نے تلوار پھر لہرائی۔ ناگ جلدی سے غوطہ کھا کر ایک طرف ہٹ گیا۔ نو سنہرے سانپوں نے جب یہ دیکھا کہ ماریا ان کے ناگ کو مار ڈالنا چاہتی ہے تو وہ پھنکارتے ہوئے اس کی طرف لپکے۔ ناگ نے چیخ مار کر کہا:

"اے مقدس سانپو۔ خبردار! اسے مت ڈسنا۔ یہ میری بہن ہے اور جادو کے اثر میں ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سنہرے سانپ وہیں رک گئے۔ ماریا کی آنکھوں میں خون کی سرخی آ چکی تھی۔ وہ غصے میں بھڑک کر ناگ پر حملے کر رہی تھی۔ پھر یکایک کمرہ لرزنے لگا۔ زمین سے مقدس ناگ دیوتا برآمد ہو رہا تھا۔ اس کے نوکیلے پھن تنے ہوئے تھے اور درمیان والے منہ میں ایک پتلا دبا ہوا تھا جو تڑپ تڑپ کر آزاد ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔

O

تڑپتی سرخ شعاعیں عنبر کے نزدیک آگئیں۔

عنبر نے دل میں زلالہ دیوی کو یاد کیا۔ اسی وقت اچانک ایک سفید سایہ نمودار ہوا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر پانچوں شعاعوں کو یوں پکڑ لیا جیسے وہ آہنی سلاخیں ہوں۔ عنبر نے دیکھا وہ بلطیس دیوی تھی۔ ہمارا یہ [illegible] پڑھنے والے بلطیس دیوی سے واقف ہوں گے شروع کے سفر [illegible] اس نے کئی بار عنبر کی مدد کی تھی اور آج پھر اس کو چڑیلوں کی ملکہ سے بچانے آگئی تھی۔

بلطیس دیوی نے بڑے آرام سے ان سرخ شعاعوں کو چڑیل ملکہ کی طرف موڑ دیا۔ اس سے پہلے کہ چڑیل ملکہ اپنی جگہ سے حرکت بھی کر سکے۔ شعاعیں اس کے جسم سے ٹکرا چکی

تھیں۔ چڑیلوں کی ملکہ کے حلق سے ایک فلک شگاف چیخ نکلی۔ اس کا سیاہ جسم مزید سیاہ پڑ گیا۔

عنبر نے دیکھا کہ زمین سے ایک مرغولہ سا اٹھا اور اس نے چڑیلوں کی ملکہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ پہلے اس کے پاؤں، پھر ٹانگیں دھڑ اور کھوپڑی۔ سب پتھر کا بن گیا چڑیل ملکہ اپنے بچھائے جال میں خود پھنس چکی تھی۔ وہ پتھر کا مجسمہ بن چکی تھی سیاہ اور بھیانک مجسمہ۔

بلطیس دیوی نے مسکرا کر عنبر سے کہا:

"اب یہ ہمیشہ کے لیے پتھر کی بن چکی ہے۔ دیوتاؤں کا شکر ہے میں وقت پہ پہنچ گئی۔"

عنبر ہولے ہولے زمین پہ اترتا ہوا بولا:

"دیوی بلطیس تیرا شکریہ ___ مگر زلالہ کی روح میری مدد کے لیے کیوں نہیں آئی؟"

دیوی بلطیس نے کہا:

"زلالہ کی روح ___ اس وقت اس دنیا میں نہیں ہے وہ یہاں سے کروڑوں میل دور ایک ستارے میں گئی ہوئی ہے جہاں سے اگر وہ کوشش بھی کرے تو کئی دن سے پہلے واپس نہیں آ سکتی۔"

عنبر نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مگر زالہ دیوی کو اتنی دور ستارے میں جانے کی کیا ضرورت آ پڑی؟"

دیوی بلطیس نے کہا:

"عنبر تم روحوں کے بارے میں سب کچھ نہیں جان سکتے۔ تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ تم خاموش رہو۔"

عنبر زمین پر اتر آیا تھا۔ اس نے موتی منہ سے نکال کر جیب میں رکھ لیا اور کہا:

"دیوی زالہ نے مجھے یہ طاقت بھی دی تھی کہ میں جس چیز کو چاہوں غائب کر دوں مگر اس طاقت کا چڑیل ملکہ پر کوئی اثر نہ ہوا تھا؟"

بلطیس دیوی کہنے لگی:

"اس کی وجہ یہ ہے کہ چڑیلوں کی ملکہ شیطانی طاقتوں کی مالک تھی بہرحال اب وہ فنا ہو چکی ہے۔ اچھا عنبر میں چلتی ہوں۔ تمہارے لیے مجھے دوسرے آسمان سے نیچے آنا پڑا ہے اچھا الوداع۔"

عنبر نے چلا کر کہا:

"دیوی بلطیس مجھے یہ تو بتاتی جاؤ کہ میرا بھائی ناگ اور ماریا کہاں ہیں؟"

غائب ہوتے سفید سائے سے مدھم آواز آئی:

"وہ تم سے آملیں گے۔ الوداع عنبر الوداع۔"

بلطیس دیوی جا چکی تھی۔ عنبر ڈھانچوں کی دنیا میں آگے بڑھنے لگا۔

O

مقدس مہا ناگ دیوتا کے منہ میں دبے پتلے کو دیکھتے ہی آفت بھتنی بلبلا اٹھی۔ یہ وہی طلسمی پتلا تھا۔ جس میں آفت بھتنی کی جان تھی۔ مقدس ناگ دیوتا کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔ اس نے پتلے کو فضا میں اچھال دیا۔ پتلا بلند ہو کر نیچے گرنے لگا تو دیوتا کے ہر منہ سے شعلے نکل کر اس پر پڑے۔

طلسمی پتلا خشک لکڑی کی مانند جل اٹھا۔

آفت بھتنی ماریا کے سر سے تڑپ کر گری۔ اس کا جسم اصلی قد میں آگیا۔ اسے بھی آگ لگ چکی تھی، چیختی دھاڑتی آفت بھتنی ختم ہو گئی۔ اس کے مرتے ہی ماریا کا جسم پھر سے غائب ہو گیا۔ اب ناگ کو صرف اس کی خوشبو آ رہی تھی۔ ماریا کی یادداشت لوٹ آئی تھی۔

اس نے ناگ کو دیکھتے ہی کہا:

"ناگ بھائی — تم کیسے ہو۔ عنبر بھائی کہاں ہیں؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"عنبر بھی مل جائے گا۔ پہلے تم مقدس دیوتا کا شکریہ ادا کرو جنہوں نے تمہیں اس بھتنی سے نجات دلائی ورنہ کچھ دیر پہلے تو تم تلوار لیے میرا سر قلم کرنے کے لیے چلے کر رہی تھیں۔"

تلوار ابھی تک ماریا کے ہاتھ میں تھی۔ ماریا نے اسے پھینک دیا۔ تلوار ماریا کے ہاتھ سے نکلتے ہی ظاہر ہو گئی اور ٹن سے زمین پر آ گری۔

ماریا کی پریشان آواز آئی:

"نہیں نہیں۔ میں ایسا نہیں کر سکتی۔ کیا میں کوئی درندہ بن گئی تھی؟"

ناگ نے کہا:

"ماریا بہن۔ وہ تم نہیں تھیں۔ اس بھتنی کا جادو تھا جو اب ختم ہو چکا ہے۔"

ماریا نے بھی مقدس ناگ دیوتا کا شکریہ ادا کیا۔

ناگ دیوتا نے کہا:

"اے مصری ناگ۔ تم ایک پھر ہمیشہ کے لیے موت کے منہ میں جاتے جاتے بچ گئے ہو۔ اس کی صرف ایک وجہ ہے کہ تم اسلام قبول کر چکے ہو اور ہمیشہ مظلوموں کی مدد کرتے

ہو۔ مجھے امید ہے تم ہمیشہ سانپوں کا نام بلند رکھو گے۔"

یہ کہہ کر ناگ دیوتا نے اپنے منہ کھول دیئے۔ نو کے نو سنہرے سانپ اڑتے ہوئے اس کے منہ میں اتر گئے۔ باقی تمام چھوٹے چھوٹے سنہرے سانپ غائب ہو گئے۔ ناگ دیوتا نے پھنکار ماری اور دوسرے لمحے سے غائب تھا۔ ناگ اور ماریا کے سامنے منظر بدل گئے۔ ابھی وہ کچھ آگے ہی گئے تھے کہ انہیں عنبر آتا ہوا دکھائی دیا۔

ناگ عنبر کے گلے لگ گیا۔ عنبر کو ماریا کی خوشبو آ رہی تھی۔ اس نے کہا:

"ماریا بہن۔ تم ٹھیک ہو نا؟"

ماریا نے کہا:

"ہاں۔ میں تمہارے پاس ہی کھڑی ہوں۔ خدا کا شکر ہے ہم شیطانی طاقتوں کے چنگل سے نکل آئے۔"

عنبر نے کہا:

"یہ سب ہماری پرانی دشمن چڑیلوں کی مکر کا کیا دھرا تھا مگر اب وہ ہمیشہ کے لیے پتھر کا بت بن چکی ہے۔ دنیا اس کے شر سے محفوظ ہو چکی ہے۔ دیوی لطیفس نے عین وقت پر آ کر میری مدد کی تھی۔"

ناگ نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بُرے کام کا کبھی اچھا نتیجہ نہیں نکلتا۔ اس لیے ہمیشہ نیک کام کرنے چاہئیں اور خدا تعالیٰ اپنے اچھے بندوں کی کسی نہ کسی طرح مدد ضرور فرماتے ہیں۔"

تینوں بہن بھائی صدیوں کے پرانے دوست اور تاریخ کے مسافر عنبر، ناگ اور ماریا سوراخ کے راستے مرگھٹ میں آ گئے۔ آسمان پر صبح کی ہلکی ہلکی گلابی روشنی پھیل رہی تھی۔ وہ چلتے ہوئے اسی سرائے میں آ گئے جہاں سے چلے [illegible] دن نکل آیا تھا۔ باہر دھوپ چمک رہی تھی۔ انہوں نے کھانا منگوا کر کھایا۔ اسی دن تینوں ایک قافلے میں شامل ہو کر دہلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ اگلے دن دوپہر کے وقت قافلے نے ایک چشمے کے پاس پڑاؤ ڈالا۔ یہ علاقہ چھوٹے چھوٹے اونچے نیچے ٹیلوں سے بھرا ہوا تھا۔ جن پر سبز گھاس اُگی ہوئی تھی بعض ٹیلے ایسے بھی تھے جن پر درخت اُگے ہوئے تھے۔ قافلے کے لوگ چشمے میں نہا رہے تھے۔

ناگ اور عنبر نے بھی نہانے کا پروگرام بنایا اور چشمے کے کنارے آ گئے۔ پہلے ناگ نے چشمے میں ڈبکی لگائی اور مچھلی کی طرح پانی میں تیرنے لگا۔ کچھ دیر تیرتے رہنے کے بعد ناگ نے غوطہ لگایا اور پانی کی موٹی چادر نے اسے اپنے اندر چھپا لیا۔ ناگ غوطہ لگا کر ابھرا تو یہ دیکھ کر دنگ

رہ گیا کہ نہ تو چشمہ ہے اور نہ ہی قافلے کا کچھ پتہ ہے اس وقت ناگ ایک چھوٹی سی ندی میں موجود تھا۔

ناگ ندی سے باہر آ گیا اور ہکا بکا ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ ندی کے کنارے کنارے درختوں کے جھنڈ چلے گئے تھے۔ یہاں کی فضا بھی ٹھنڈی تھی۔ جس وقت ناگ نے غوطہ لگایا تھا دوپہر ہو رہی تھی مگر اب صبح کا اجالا پھیل رہا تھا۔ ناگ سمجھ گیا کہ وقت نے ایک بار پھر اسے اپنے ساتھیوں سے جدا کر دیا ہے اور وہ تاریخ میں چھلانگ لگا کر کئی سو سال پیچھے نکل کر کسی یورپی ملک میں پہنچ گیا ہے۔ ناگ کو دور سے ایک شخص گرم اوور کوٹ پہنے آتا دکھائی دیا۔ اس کے سر پر ہیٹ موجود تھا وہ پاس آیا تو ناگ نے [illegible] انگریزی میں کہا:

"گڈ مارننگ ۔۔۔ ذرا مجھے یہ بتا دیجیے یہ کون سا ملک ہے؟"

اس شخص نے ہیٹ اتار کر فرانسیسی زبان میں کہا:

"موسیو۔ میں انگلش نہیں جانتا۔ فرانسیسی میں بات کریں۔"

ناگ تو دنیا کی ہر زبان سمجھ سکتا تھا۔ اس نے فوراً سمجھ لیا کہ وہ فرانس میں آ گیا ہے اس نے پوچھا:

"موسیو۔ یہ کون سا شہر ہے؟"

"پیرس"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

فرانسیسی بڑے غور سے ناگ کو دیکھ رہا تھا کیوں کہ اس نے ہندوستانی لباس پہن رکھا تھا۔ لمبا کرتہ اور پاجامہ ۔ ناگ نے یہ سوچ کر آہ بھری کہ نجانے اب کب عنبر اور ماریا سے ملاقات ہو۔ فرانسیسی شخص نے اس کی آہ سنی تو کہا:

"موسیو ۔ خیریت تو ہے۔ تم بیمار ہو گیا؟ مجھے بتاؤ شاید میں تمہاری مدد کرسکوں ویسے تم ہو کون اور کہاں سے آئے ہو۔؟"

ناگ نے کہا:

"شکریہ موسیو۔ تم نہیں سمجھ سکتے کہ میں کہاں سے کیسے آگیا ہوں۔"

فرانسیسی نے کہا:

"موسیو۔ کچھ پتہ تو چلے؟"

بڑا ہی باتونی فرانسیسی تھا۔ جان ہی نہیں چھوڑ رہا تھا۔

ناگ نے کہا:

"تو سنو ۔ میں ہندوستان سے آیا ہوں اور صرف ایک رات میں نجانے کتنے سو سال کا سفر کیا ہے۔"

فرانسیسی نے ماتھے پر انگلی مار کر بڑے افسوس زدہ انداز میں سر ہلایا اور بڑبڑایا:

"تم کوئی پاگل لگتے ہو۔ گاڈ تم پر رحمت کرے۔"

یہ کہہ کر فرانسیسی چلتا بنا۔ ناگ شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ سڑک پر چلا جا رہا تھا کہ پیچھے سے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ ناگ نے مڑ کر دیکھا۔ ایک بگھی ناگ کے نزدیک آکر رک گئی۔ اس کا پردہ ہٹا اور ایک بوڑھے کاؤنٹ نے باہر جھانک کر ناگ سے کہا:

"اے موسیو۔ کدھر جانا ہے تمہیں۔ شہر چلنا ہے تو آؤ میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔"

ناگ بگھی میں آگیا۔ بگھی اندر سے بڑی شاندار تھی۔ سمور کا قالین بچھا ہوا تھا۔ کاؤنٹ کے بال برف کی طرح سفید تھے۔ بھویں تک سفید ہو چکی تھیں مگر اس کا چہرہ جوانوں کی طرح تھا۔ رخساروں سے خون چھلک رہا تھا۔ اس نے سیاہ گرم سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس نے اپنی چمک دار کالی آنکھیں ناگ کے چہرے پر جماتے ہوئے کہا:

"موسیو۔ تم مجھے مصر کے باشندے لگتے ہو۔ یہاں کیا ملازمت کی تلاش میں آئے ہو؟"

ناگ نے جھٹ کہا:

"جی ہاں۔ آپ کا خیال درست ہے میں کل ہی مصر سے یہاں آیا ہوں۔ کیا آپ مجھے کوئی نوکری دلا سکتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کاؤنٹ کی آنکھوں کی چمک اور بڑھ گئی۔ اس نے اپنے لبوں پر زبان پھیری اور کہا:

"موسیو۔ مجھے ایک ملازم کی ضرورت ہے اگر تم پسند کرو تو میرے ساتھ کام کرو۔"

ناگ نے ہاں کہہ دی۔ اسے یہ بوڑھا کاؤنٹ کچھ پراسرار سا لگا تھا۔ اس نے سوچا دیکھنا چاہیے کہ چکر کیا ہے۔ بگھی دوڑتی ہوئی شہر میں داخل ہو گئی۔ کاؤنٹ ایک شاندار قلعے میں رہتا تھا۔ قلعے کا پھاٹک بلند اور سیاہ لکڑی سے بنا ہوا تھا۔ دربان نے بگھی دیکھتے ہی دروازہ کھول دیا۔ بگھی [illegible]

ناگ نے [illegible] کہ یہاں ہر شے کا رنگ سیاہ ہے۔ دیواریں سیاہ [illegible] تھیں۔ پردے سیاہ، میزیں سیاہ۔ کاؤنٹ نے شاید یہ بات بھانپ لی وہ ہنستا ہوا بولا:

"موسیو۔ بات دراصل یہ ہے کہ میرے والد کو سیاہ رنگ بہت پسند ہے۔"

باتیں کرتے وہ ڈرائنگ روم میں آ گئے۔ کاؤنٹ نے گھنٹی بجائی تو ایک بوڑھی ملازمہ اندر داخل ہوئی۔ کاؤنٹ نے اسے ناگ کے لیے چائے لانے کا کہا۔ بوڑھی ملازمہ نے بڑے عجیب انداز میں ناگ کی طرف دیکھا پھر واپس جاتے ہوئے اس نے مڑ کر ناگ کو دیکھا۔ کاؤنٹ کا منہ اس وقت دوسری طرف تھا۔ بڑھیا نے بے آواز انداز میں ہونٹ ہلا کر کہا:

"بھاگ جاؤ۔"

ناگ نے بڑھیا کے ہونٹوں کی حرکت سے مطلب سمجھ لیا وہ بھونچکا رہ گیا کہ بڑھیا اس کو بھاگ جانے کا کیوں کہہ رہی ہے۔

O

ادھر عنبر چشمے کے کنارے بیٹھا تھا۔ ناگ کو ڈبکی لگائے جب کافی دیر ہو گئی تو عنبر پریشان ہو گیا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہیں اس چشمے میں مگرمچھ تو نہیں ہے۔ لیکن اگر ایسا ہوتا تو دوسرے لوگ بھی تو نہا رہے تھے۔ عنبر نے فوراً چشمے میں ڈبکی لگا دی۔

ڈبکی لگاتے ہی عنبر کو یوں لگا جیسے کوئی شے اس کا پاؤں پکڑ کر نیچے کو گھسیٹ رہی ہے عنبر نے اس شے کو دیکھنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اس وقت عنبر پر بے ہوشی طاری ہونے لگی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم بڑی تیزی سے کہیں اڑا جا رہا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا اپنے خیمے میں ناگ اور عنبر کی منتظر تھی کہ وہ ابھی نہا کر آتے ہوں گے لیکن خاصی دیر ہو گئی تو ماریا خیمے سے نکل کھڑی ہوئی وہ چشمے پر آئی مگر یہاں تو ناگ اور عنبر کا نام و نشان تک نہ تھا۔ ماریا کو تشویش نے آ گھیرا کہ وہ کہاں چلے گئے۔ ماریا انہیں ادھر ادھر تلاش کرنے لگی۔

تھک ہار کر وہ واپس اپنے خیمے میں آ گئی مگر یہاں عجیب نقشہ تھا۔ خیمے میں دو چور گھسے ہوئے تھے۔ یہ چور شروع ہی سے عنبر اور ناگ پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ ان کا کام ہی یہی تھا کہ قافلوں میں شامل لوگوں کا سامان موقع پا کر سمیٹ لے جاتے تھے۔ انہوں نے جب عنبر اور ناگ کو خیمے سے غائب پایا تو اندر گھس آئے۔ اس وقت دونوں سامان الٹ پلٹ رہے تھے۔ ماریا پردہ اٹھا کر اندر آئی تو ایک چور پردے کو خود بخود اٹھتا اور گرتا دیکھ کر حیران رہ گیا۔

اس نے اپنے ساتھی سے کہا:

"ابے جگو۔ یہ کیا ہو گیا۔ پردہ خود بخود اٹھا اور گر گیا۔"

جگو نے غصے سے کہا:

"الو کا پٹھا ۔۔۔ بک بک کیے جا رہا ہے۔ ابے حرامی۔ پردہ ہوا سے ہل گیا ہو گا تو جلدی سے سامان کی تلاشی لے کر کوئی قیمتی شے دیکھ۔ مجھے تو لگتا ہے یہ دونوں سالے ایک دم

کنگلے ہیں۔ کچھ بھی نہیں ہے۔"

پہلے نے کہا:

"ارے نہیں استاد۔ تجارتی قافلے میں شامل ہیں۔ کچھ تو قیمتی مال ہو گا۔"

جگو استاد گرمی کھا گیا۔ جھڑکتے ہوئے بولا:

"ایک دوں گا الٹے ہاتھ کی ۔۔۔ تلاشی زیادہ لے اور بکواس کم کر ۔۔۔ میرے خیال میں یہاں سے کچھ ملنے والا نہیں۔"

چھوٹے چور نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے سامان کھنگالنا شروع کیا۔ اس تلاشی میں اسے اشرفیوں کی وہ تھیلی مل گئی جو ناگ نے اپنے بستر میں چھپا رکھی تھی۔ چھوٹے چور نے اچھلتے ہوئے کہا:

"جگو استاد۔ ہو گیا کام۔ بڑی بھاری تھیلی ہے لگتا ہے خوب مال ہے اس میں۔"

جگو استاد نے جھپٹ کر تھیلی اس سے لی اور کھولنے لگا۔ اشرفیاں دیکھتے ہی اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے تھیلی نیفے میں اڑستے ہوئے چھوٹے چور کے کندھے پر ہاتھ مارا اور ایک آنکھ میچ کر کہا:

"نکل چل۔ کہیں وہ دونوں مردود آ نہ جائیں۔"

چھوٹے چور نے سینہ پھلا کر کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ارے آ جائیں استاد —— فکر کاہے کی ہے۔ دونوں کو چھرے میں پرو دوں گا۔ میرا چھرا تو ویسے بھی بڑے دنوں سے پیاسا ہے۔"

جگو استاد نے ایک طرف تھوک کر کہا:

"چپ بکواسی کتا —— ہر وقت خون خرابے کی سوچتا رہتا ہے۔ چل کھسک چل ادھر سے۔"

مگر ماریا انہیں کب جانے دیتی۔ اس نے قریب آکر جگو استاد کے سر پر زوردار تھپڑ مارا۔ جگو استاد بلبلا اٹھا۔ وہ سمجھا شاید چھوٹے چور نے شرارت کی ہے۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ ایک کرارہ تھپڑ اس کے منہ پر جڑ دیا اور غصے سے کہا:

"حرامی کی اولاد —— تیری یہ مجال استاد پر ہاتھ اٹھاتا ہے۔"

چھوٹے چور نے گال سہلاتے ہوئے کہا:

"کیا ہوا استاد؟"

"چپ استاد کا بچہ ——" جگو غصے سے بولا:

"ابھی تو نے مجھے تھپڑ نہیں مارا تھا کیا؟"

چھوٹے چور کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے فوراً کہا:

"استاد کیا بات کرتے ہو۔ میری کیا مجال۔ میں نے تمہیں

ہرگز تھپڑ نہیں مارا۔"

جگو استاد نے اسے گردن سے دبوچ لیا اور لال لال آنکھیں دکھاتا ہوا کہنے لگا:

"تو پھر کیا تیرے باپ کے مُردے نے قبر سے اٹھ کر مارا تھا۔ جھوٹا۔ بدمعاش۔"

ماریا قریب کھڑی یہ باتیں سن رہی تھی۔ اس نے جگو استاد کے کان میں بڑے آرام سے کہا:

"میں اس جگہ کی بدروح ہوں اور تم دونوں کا خون پینے آئی ہوں۔"

جگو استاد اچھل کر ایک طرف ہو گیا۔ اس کا رنگ فق ہو گیا تھا۔ وہ خوف زدہ انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگا پھر کپکپاتی آواز میں بولا:

"ابے وہ آواز کس کی تھی۔ ہائے بھگوان —— یہ میں کہاں آ پھنسا؟"

چھوٹے چور نے حیرانی سے کہا:

"استاد یہ آج تم کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔ کون سی آواز کیسی آواز؟"

اب ماریا نے ذرا اونچی آواز میں کہا:

"میں تم دونوں کی گردنوں سے منہ لگا کر سارا خون پی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاؤں گی۔ تمہارا گرم گرم خون بڑا لذیذ ہوگا۔ اب تمہیں مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔"

اب تو چھوٹے اور بڑے دونوں کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ ان کے حلقوں سے عجیب و غریب آوازیں نکلنے لگیں۔ ماریا نے ہاتھ بڑھا کر دونوں کی گردنیں دبوچ لیں۔

○

ماریا امریکہ میں

دونوں چوروں کے منہ سے زور دار چیخیں نکلیں۔

ماریا نے ان کے سر آپس میں ٹکرا دیئے تھے۔ ان کی کھوپڑیاں تربوز کی طرح پھٹ گئیں۔ اور وہ وہیں گر کے مر گئے۔ یہ بڑے خونی قسم کے چور تھے اور کئی بے گناہ مسافروں کے خون سے ہاتھ رنگ چکے تھے ان کا مر جانا ہی بہتر تھا۔ چیخوں کی آواز خیمے سے باہر تک گئی تھی۔ اور کئی دوسرے مسافر خیموں میں گھس آئے۔

چوروں کی لاشیں دیکھ کر وہ ہکا بکا رہ گئے اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگے کہ انہیں کس نے مارا ہے۔ ماریا نے بڑے چور کے نیفے میں اڑسی اشرفیوں کی تھیلی نکال لی۔ ایک مسافر نے جب تھیلی کو غائب ہوتے دیکھا تو اسے غش آگیا وہ "ہائے بھوت" کہہ کر گرا اور بے ہوش ہوگیا۔

ماریا اشرفیوں کی تھیلی لیے خیمے سے نکل آئی۔ وہ عنبر ناگ کے متعلق بڑا پریشان تھی کہ نجانے وہ کہاں چلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئے ہیں۔ ماریا کے تو وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ اس کے دونوں بھائی تاریخ میں پیچھے کی طرف چھلانگ لگا چکے ہیں۔ ماریا چشمے کے پاس سے گزرتی ہوئی ٹیلوں کے دوسری طرف آ گئی اور عنبر، ناگ کو تلاش کرنے لگی مگر وہ ہوتے تو ملتے۔ تھک ہار کر ماریا ایک درخت تلے بیٹھ گئی۔

ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔

ماریا پر غنودگی چھانے لگی۔ ابھی غنودگی کے عالم میں ماریا نے محسوس کیا کہ جیسے زلزلے کا زبردست جھٹکا آیا ہو۔ ماریا نے جلدی سے آنکھیں کھولیں اور یہ دیکھ کر اس کی عقل چکرا گئی کہ فضا اور جگہ بدل گئی ہے۔ اب وہ ایک جنگل میں موجود تھی۔ جہاں چاروں طرف موٹے موٹے تنوں والے درخت سینے تانے کھڑے تھے۔ ماریا ششدر سی ہو کر کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھی پھر اسے خیال آیا کہ وقت نے پیچھے چھلانگ لگائی ہے اور وہ تاریخ میں کہیں اور آ نکلی ہے۔

ماریا نے گہری سانس لی۔ اسے کچھ پتہ نہ تھا کہ وہ کس ملک میں اور کس زمانے میں آ نکلی ہے

ابھی ماریا یہ سوچ ہی رہی تھی کہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز نے اسے چونکا دیا۔ اس نے دیکھا سامنے سے تین گھڑ سوار چلے آ رہے ہیں۔ ان کی کمروں سے تلواریں لٹک

رہی تھیں۔ انہوں نے تنگ پتلونیں اور جیکٹیں پہن رکھی تھیں۔ یہ بڑی بڑی مونچھیں اور شکلیں خوفناک تھی۔

وہ گھوڑے دوڑاتے ماریا کے پاس ہی ایک گھنے درخت تلے رک گئے اور گھوڑوں سے اتر آئے۔ گھوڑوں کو درختوں سے باندھ کر انہوں نے زین کے ساتھ بندھے تھیلوں میں سے بھنا ہوا خشک گوشت نکالا اور اسے چباتے ہوئے آپس میں باتیں کرنے لگے۔

ایک نے کہا:

"وہ ابھی تک آئے نہیں ہیں انہیں یہاں پہنچ جانا چاہیے تھا کہیں کسی مشکل میں نہ پھنس گئے ہوں۔"

دوسرے نے اپنی مونچھوں کو تاؤ دے کر گوشت کے ٹکڑے پر منہ مار کر جبڑے چلاتے ہوئے کہا:

"کس کی ہمت ہے ہمارے سامنے سر اٹھا سکے۔ بس وہ آتے ہی ہوں گے۔"

وہ انگریزی میں باتیں کر رہے تھے ماریا سمجھ گئی کہ وہ کسی یورپی ملک میں آ نکلی ہے۔ ماریا کو علم نہیں تھا کہ وہ امریکہ میں آ نکلی ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب امریکہ نیا نیا دریافت ہوا تھا اور اسے "نئی دنیا" کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس وقت ہر طرف طاقت کا قانون تھا اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کاؤ بوائے گھوڑوں پر سوار دندناتے پھرتے تھے۔ جس سے جو چیز چاہتے چھین لیتے اور اگر کوئی چوں چراں کرتا تو اسے مار ڈالتے تھے۔

اتنے میں جنگل ایک بار پھر گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سے گونج اٹھا۔ درختوں کے پیچھے سے پانچ کاؤ بوائے گھوڑے دوڑاتے چیخیں مارتے نمودار ہوئے۔ سب سے اگلے دو گھڑ سوار اپنے آگے دو گٹھڑیاں سی ڈالے ہوئے تھے۔ وہ پہلے سے موجود کاؤ بوائے کے پاس آکر رک گئے اور ایک دوسرے سے ہاتھ ملائے پھر ایک لمبے چوڑے کاؤ بوائے سے کہا:

"لیڈر — بڑی مشکل سے لڑکی اور اس کی ماں کو اٹھا کر لائے ہیں۔ ہمارے دو ساتھی اس مہم میں مارے گئے۔ وہ کم بخت تلواریں لیے مکان کے باہر پہرہ دے رہے تھے۔"

لیڈر کاؤ بوائے نے زمین پر تھوک کا پٹاخہ مارتے ہوئے غرا کر کہا:

"ویری گڈ — مجھے تم سے یہی امید تھی کہ تم کامیاب لوٹو گے — ہمارے دو ساتھیوں کا نقصان ہوا ہے کوئی بات نہیں۔ ہم اس کا بھیانک انتقام لیں گے۔ کل رات کو پورے گاؤں کو آگ لگا دیں گے۔ اچھا اب تم گٹھڑیاں

کھول کر انہیں نکالو کہیں ایسا نہ حرامی دم گھٹنے سے مر جائیں اور ہمارے کیے کرائے پر پانی پھر جائے۔"

کاؤ بوائے نے گھوڑوں سے گٹھڑیاں اتار کر زمین پر ڈال دیں اور انہیں کھول دیا۔ ایک گٹھڑی کے اندر سے ایک نہایت خوب صورت لڑکی برآمد ہوئی۔ اس کا رنگ اڑا ہوا تھا اور بے چاری بڑی طرح سہمی ہوئی تھی۔ خوف سے اس کی پیاری آنکھیں پھٹنے کی حد تک پھیل چکی تھیں۔ لڑکی نے گول گاؤن پہن رکھا تھا۔ دوسری گٹھڑی سے ایک ادھیڑ عمر عورت نکلی۔ اس کا بھی دہشت کے مارے رنگ زرد ہو رہا تھا۔ یہ اس لڑکی کی ماں تھی۔

لیڈر کاؤ بوائے نے قہقہہ مار کر دانت نکالتے ہوئے کہا:

"دیکھ لیا بڑھیا۔ ہم ٹیڑھی انگلیوں سے بھی گھی نکالنا جانتے ہیں۔ ہونہہ۔ چلی تھیں ہمارے ساتھ مقابلہ کرنے۔"

لڑکی کی ماں ایک دم لیڈر کے قدموں پر گر پڑی اور روتے ہوئے بولی:

"خدا کے لیے مجھ پر رحم کھاؤ۔ میری معصوم لڑکی کی زندگی برباد مت کرو۔ ہمیں چھوڑ دو۔"

لیڈر کاؤ بوائے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر ہنسا پھر ماں کے سر پر ٹھوکر مارتے ہوئے بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا بکتی ہے۔ ہم احمق ہیں کیا؟ ہم تمہیں کس طرح چھوڑ دیں۔ تمہاری لڑکی کی خاطر تو میرے دو ساتھی مارے گئے ہیں۔ آج سے یہ میری بیوی ہے۔ صبح میں اسے ساتھ والے گاؤں کے چرچ لے جا کر اس سے شادی کر لوں گا۔"

لڑکی نے یہ سنا تو اپنی ماں سے چمٹ گئی۔

ماں نے روتے ہوئے کہا:

"حوصلہ کر بیٹی کادمبری ـــ خدا کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ وہ ضرور یسوع مسیح کے صدقے ہماری مدد کرے گا۔"

لیڈر نے غراتے ہوئے کہا:

"یہاں کوئی تمہاری مدد کو نہیں آ سکتا تھا اب تمہیں وہی کرنا ہو گا جو میں کہوں گا۔"

یہ کہہ کر لیڈر اپنے ساتھی کاؤ بوائے کی طرف مڑا اور کہا:

"ان دونوں کے ہاتھ پاؤں باندھ دو۔ آج رات ہم یہیں بسر کریں گے۔"

کادمبری اور اس کی ماں کے ہاتھ پاؤں رسیوں سے جکڑ دیئے گئے۔ چند کاؤ بوائے لکڑیاں اکٹھی کرنے لگے اور چند خرگوش شکار کر کے لے آئے۔ تیز دھار خنجروں سے انہوں نے خرگوشوں کی کھالیں اتاریں اور آگ پر بھونے لگے وہ قہقہے لگاتے ہوئے آپس میں ہنسی مذاق کر رہے تھے۔

دونوں ماں بیٹی درخت تلے بیٹھیں اپنی قسمت پر آنسو بہا رہی تھیں۔ ماریا کو ان پر بڑا ترس آیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ان کی مدد کرے گی۔ ماریا چاہتی تو تمام کاؤ بوائے غنڈوں کو ہلاک کر دیتی مگر اس میں خطرہ یہ تھا کہ ماریا بیک وقت ان سب سے نہیں نپٹ سکتی تھی اگر ان میں سے کوئی کادمبری اور اس کی ماں کو نقصان پہنچا دیتا تو ماریا کی ساری کوشش ضائع ہو جاتی تھی ماریا نے بہتر یہی سمجھا کہ رات ہونے کا انتظار کرے اور جب تمام کاؤ بوائے سو جائیں تو ماں بیٹی کو آزاد کر دے۔

کاؤ بوائے غنڈے بڑے مزے سے بھنے ہوئے خرگوش کھا رہے تھے۔ فضا میں گوشت کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی ماریا کا جی بھی للچانے لگا۔ وہ آگ کے الاؤ کے قریب آ گئی پھر جونہی ایک کاؤ بوائے نے خرگوش بھون کر رکھا۔ ماریا نے اسے اٹھا لیا اور ایک طرف ہو گئی۔ کاؤ بوائے چھاگل سے منہ لگا کر غٹا غٹ پانی پی رہا تھا۔ پانی پی کر اس نے بھنا خرگوش اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا مگر خرگوش تو غائب تھا وہ چیخ مار کر چنگھاڑا:

"کس الو کے پٹھے نے میرا بھنا خرگوش لیا ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سارے کاؤ بوائے حیران رہ گئے۔

لیڈر نے کہا:

"کسی نے بھی نہیں لیا۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ تم ک گئے ہو گئے"

کاؤ بوائے غنڈہ تو چکرا گیا۔ کسی نے اس کا بھنا خرگوش نہیں لیا تھا تو پھر وہ کہاں گیا۔ لیڈر کے آگے کچھ بول بھی نہیں سکتا تھا۔ صبر کر کے بیٹھ گیا۔ رات ہونے لگی تو سارے کاؤ بوائے گھاس پر لیٹ گئے۔ آگ کا الاؤ ابھی تک بھڑک رہا تھا۔ لیڈر نے ایک کاؤ بوائے کو پہرے پر مقرر کیا تھا۔ وہ کچھ دیر بعد لکڑی اٹھا کر الاؤ میں پھینک دیتا اور مدھم پڑتی آگ پھر سے بھڑک پڑتی پہرے دار کے سوا تمام کاؤ بوائے غنڈے پاؤں پسارے سو رہے تھے۔

کادمبری اور اس کی ماں درخت تلے بندھی پڑی تھیں۔ رات ذرا گہری ہوئی تو پہرے دار غنڈے پر بھی نیند حملے کرنے لگی۔ اس نے کچھ دیر جاگنے کی کوشش کی پھر ایک طرف لڑھک کر سو گیا۔ ماریا کے لیے میدان صاف تھا۔ وہ ماں بیٹی کے پاس آ گئی۔ اب یہ مشکل آن پڑی کہ جونہی ماریا نے کادمبری اور اس کی ماں سے بات کرنی تھی انہوں نے ڈر جانا تھا اور اگر ڈر کے مارے ان میں سے کسی کے

منہ سے چیخ نکل جاتی تو معاملہ بگڑ جاتا۔ مگر اس خطرے کو مول لینے کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ ماریا نے سوچا جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ اس نے بڑی میٹھی آواز میں کادمبری کے کان میں کہا:

"گھبرانا نہیں — سنو میں اس جنگل کی روح ہوں اور آسمانوں سے تمہاری مدد کو آئی ہوں۔"

امریکی لڑکی کادمبری کو تو پسینہ آ گیا وہ تھر تھر کانپنے لگی کہ یہ کس کی آواز تھی۔ اس کی ماں یہ حالت دیکھ کر چونک اٹھی اس نے کہا:

"کیا بات ہے کادمبری — تم اچانک کانپنے کیوں لگی ہو"

کادمبری کے منہ سے ڈری ڈری آواز نکلی:

"اماں۔ یہاں کوئی زنانہ بھوت ہے ابھی ابھی اس نے مجھ سے بات کی تھی۔"

وہی ہوا جس کا ماریا کو خدشہ تھا۔ اب اس نے ذرا اونچی آواز میں کہا تا کہ دونوں ماں بیٹی سن لیں:

"ڈرو مت۔ میں بھوت نہیں ہوں۔ اس جنگل کی روح ہوں اور تمہاری مدد کرنے آئی ہوں۔"

کادمبری کی ماں یہ آواز سن کر لمحے بھر کے لیے تو جیسے پتھر کی مورتی بن گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے پھر کہا:

"خداوند مسیح کے بیٹے گھبراؤ نہیں۔ میں کوئی بھوت نہیں ہوں۔ ایک نیک روح ہوں۔"

ماں بیٹی کا خوف نرم اور میٹھی آواز سن کر کسی حد تک دور ہو گیا مگر ان کے ہونٹ ابھی تک تھرتھرا رہے تھے۔

کادمبری نے کہا:

"اے نیک روح ہمیں ان ظالم غنڈوں کے چنگل سے نجات دلاؤ۔ یہ ہمیں گھر سے اٹھا لائے ہیں۔"

ماریا بولی:

"میری بچی! میں سب جانتی ہوں اور تمہیں آزاد کرانے آئی ہوں۔"

ماریا نے ماں بیٹی دونوں کے ہاتھ پاؤں کھول دیئے اور کہا:

"خاموشی سے کوئی آواز پیدا کیے بغیر اٹھ کر گھوڑوں کی طرف آ جاؤ۔ میں دو گھوڑے کھولتی ہوں تم ان پر سوار ہو جانا۔"

دونوں ماں بیٹی نے ایسا ہی کیا۔ وہ بڑی ہوشیاری سے چلتی ہوئی کاؤ لوائے غنڈوں کے درمیان سے ہو کر گھوڑوں

کی طرف آ گئیں۔ لیکن ان کی بدقسمتی کہ اچانک کادمبری کا پاؤں ایک پتھر سے پھسل گیا اور وہ دھڑام سے زمین پر گر پڑی۔ گرنے کی زور دار آواز سے ایک غنڈے کی آنکھ کھل گئی وہ چیخا:

"ہوشیار۔ جاگو۔ شکار بھاگ رہا ہے۔"

یہ کہتے ہوئے وہ تلوار سونت کر ماں بیٹی کی طرف لپکا۔ باقی غنڈے بھی شور سنتے ہی ہڑبڑا کر اٹھے اور انہوں نے آناً فاناً کادمبری اور اس کی ماں کو قابو کر لیا اور گھسیٹتے ہوئے اس درخت کے نیچے لے آئے جہاں رسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ لیڈر کاؤ لوائے غنڈہ غصے سے آگ بگولا ہو رہا تھا اس نے چیختے ہوئے کہا:

"انہوں نے رسیاں کس طرح کھول لیں۔ ضرور کسی نے ان کی مدد کی ہے؟"

ایک غنڈے نے ڈرتے ڈرتے کہا:

"لیڈر — یہاں کون آ سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے رسیاں کس کر نہیں باندھی گئی تھیں اور ڈھیلی رہ گئیں۔ ان مکار عورتوں نے موقع پا کر انہیں کھول لیا اور بھاگ کھڑی ہوئیں۔"

لیڈر کاؤ لوائے کو اس بات پر یقین آ گیا۔ اس نے کادمبری کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اگر میں نے تم سے شادی نہ کرنا ہوتی تو ابھی تمہیں قتل کر دیتا۔ تمہیں مجھے دھوکہ دینے کی ہمت کس طرح ہوئی؟"

ماں بیٹی نے کچھ نہ کہا وہ تو آسمانی روح کی مدد کا انتظار کر رہی تھیں۔ ماریا یہ سب دیکھ رہی تھی مگر کچھ سوچ کر اس نے خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا تھا۔ ادھر لیڈر غنڈہ پہرے دار پر برس رہا تھا:

"حرام خور — میں نے تمہیں پہرے پر مقرر کیا تھا اور تم سو گئے۔ اگر یہ عورتیں بھاگ جانے میں کامیاب ہو جاتیں تو یہ نقصان کس نے پورا کرنا تھا؟"

پہرے دار غنڈہ لرز رہا تھا اس نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا:

"لیڈر۔ غلطی ہو گئی۔ معاف کر دو۔ آئندہ مجھ سے ایسی غلطی ہرگز نہ ہو گی۔"

لیڈر کاؤ لوائے نے کہا:

"ٹھیک ہے اس مرتبہ چھوڑے دیتا ہوں پھر کبھی ایسی حرکت کی تو کھال اتروا کر اس میں بھس بھروا دوں گا۔"

رات ابھی آدھی سے زیادہ باقی تھی۔ کچھ دیر تو ہنگامہ برپا رہا پھر کاؤ لوائے غنڈے دوبارہ سونے کی تیاری کرنے لگے۔ اس مرتبہ لیڈر نے دو غنڈوں کو پہرے پر مقرر کیا

تھا۔ ایک گھنٹہ تک پہرے داروں کے سوا باقی غنڈے پھر نیند کی آغوش میں گم ہو چکے تھے۔ ماریا نے اب فیصلہ کیا کہ غنڈوں سے دوسرے طریقے سے نبٹا جائے۔

وہ ماں بیٹی کے پاس آ گئی اور بولی:

"تمہاری بے احتیاطی نے سارا معاملہ بگاڑ دیا بہرحال فکر مت کرو اب میں کسی غنڈے کو زندہ نہ چھوڑوں گی۔"

کادمبری نے سر جھکا کر کہا:

"اے نیک روح۔ میں شرمندہ ہوں کہ مجھ سے غلطی ہوئی"

پہرے دار غنڈے کے کان کچھ زیادہ ہی تیز تھے۔ اس نے کھسر پھسر کی آوازیں سن لیں اور اپنی جگہ بیٹھا ہوا للکارا:

"یہ تم کیا مکاریاں سوچ رہی ہو۔ چپ چاپ پڑی رہو اور اب بھاگنے کا مت سوچنا۔"

ماریا نے دل میں کہا:

"لے بچو۔ پہلے تو میں تیرا کام تمام کروں گی۔ بڑی بک بک کر رہا ہے۔"

ماریا اٹھ کر سوتے ہوئے کاؤ لوائے غنڈوں میں آ گئی۔ اس نے بڑی احتیاط سے کوئی آواز پیدا کیے بغیر لیڈر غنڈے کی نیام سے تلوار کھینچ لی۔ تلوار ماریا کے ہاتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں آتے ہی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔ تلوار سنبھالے ماریا دبے قدموں پہرے دار غنڈوں کی طرف آنے لگی۔ پہرے دار بڑے مزے سے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ان کے تو وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ موت بڑی تیزی سے انہیں دبوچنے کے لیے بڑھتی چلی آ رہی ہے۔

پاس آ کر ماریا نے تلوار ہوا میں بلند کی اور ایک پہرے دار غنڈے کی گردن پر بھرپور وار کیا۔ غنڈے کی گردن کٹ کر پرے جا گری وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ دوسرے پہرے دار نے یہ دیکھا تو حیرت سے بت بن گیا اور اس سے پہلے کہ اس کے حواس ٹھکانے آتے ماریا اس کی گردن بھی تن سے جدا کر چکی تھی۔

پہرے دار غنڈوں کو جہنم واصل کرنے کے بعد ماریا سو پڑے غنڈوں کی طرف متوجہ ہوئی۔ اس نے دو اور غنڈوں کو کوئی آواز نکالے بغیر موت کی وادی میں دھکیل د
اب ماریا پانچویں غنڈے کو مارنے جا رہی تھی۔ کہ یکایک ایک پتھر اس کی ٹھوکر لگنے سے لڑھکتے ہوئے ڈاکو سو جا لگا۔ وہ بدبخت ذرا اٹھ بیٹھا۔
... نے آس پاس دیکھا کوئی نہ تھا۔ وہ جماہی لے کر

سونے ہی لگا تھا کہ اس کی نظر قتل ہوئے ساتھیوں پر پڑ گئی۔ وہ یوں اچھلا جیسے سانپ پر پاؤں آ گیا ہو۔ اس کے حلق سے ایک زبردست چیخ بلند ہوئی:

"جاگو۔ دشمن نے حملہ کر دیا۔ ہمارے چار ساتھی قتل کر دیئے۔ جاگو جاگو!"

کاڈلوانے غنڈے اٹھ بیٹھے۔ شور مچ گیا۔ لیڈر غنڈے نے اپنی تلوار نکالنا چاہی مگر تلوار ہوتی تو اسے ملتی تلوار تو اس وقت ماریا کے ہاتھ میں تھی۔ لیڈر غنڈے نے چلا کر کہا،
"دشمن میری تلوار بھی لے گیا ہے۔ ساتھیو وہ یہیں کہیں ہو گا بچنے نہ پائے:"

غنڈے تلواریں سنبھالے ادھر اُدھر درختوں میں پھیل گئے لیڈر غنڈے نے پیٹی میں لگا خنجر نکال لیا تھا وہ کادمبری اور اس کی ماں کے پاس آ گیا اور دانت کٹکٹاتے ہوئے غصے سے بولا:

"وہ یقیناً تمہارے ساتھی ہیں۔ انہوں نے میرے چار بہترین آدمی مار ڈالے میں انہیں کچا چبا جاؤں گا۔"

کادمبری کی ماں نے کہا:

"ہمارا کوئی ساتھی نہیں ہے۔ ہم تو سوئی پڑی تھیں کہ چیخ و پکار سے جاگ اٹھیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیڈر غنڈہ چیخا:

"تم جھوٹ بولتی ہو۔ میں تم دونوں کو اب زندہ نہیں چھوڑوں گا تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔"

لیڈر کاؤ بوائے غنڈے نے خنجر فضا میں بلند کیا۔ اسی وقت ماریا نے لپک کر اس کا بازو پکڑ لیا۔ غنڈہ جھنجھلا کر پلٹا اور پھر اس کی آنکھیں حیرت سے کھل گئیں۔ اس کا بازو سخت گرفت میں تھا مگر جس نے بازو پکڑ رکھا وہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ بڑی طرح بوکھلا گیا!!

○

آگے کیا ہوا؟ یہ جاننے کے لیے قسط نمبر ۱۴

مُردہ ہونٹ اور ماریا پڑھیے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹارزن

مقصود ایاز — قیمت ۶/-

- ٹارزن اور آدم خور شیلاکو
- ٹارزن اور سیاہ سایہ
- ٹارزن اور بلیک ڈیول
- ٹارزن جادو نگری میں
- ٹارزن اور جفوت شہزادی
- ٹارزن اور موت کا سفر
- ٹارزن اور موت کے ہرکارے
- ٹارزن اور رُوحوں کا شہر
- جہنم کی مخلوق اور ٹارزن
- جادُو کا مجسمہ اور ٹارزن
- قبر کا جن اور ٹارزن
- ٹارزن پنجرے میں
- ٹارزن اور کبڑی بلا
- ٹارزن اور بن مانس قوم
- ٹارزن اور ایریشن اقرابوس (خاص نمبر) ۹/-
- ٹارزن اور خونی بھیڑیا (خاص نمبر) ۹/-
- ٹارزن اور شیطان کے چیلے ۹/-
- مہاناگ دیوتا اور ٹارزن
- آدم خور دیوتا اور ٹارزن
- ٹارزن اور آتشی مخلوق
- ٹارزن اور بد رُوحوں کی ملکہ
- ٹارزن اور خوابوں کا جزیرہ
- ٹارزن اور لاھوتا کی لاش
- ٹارزن اور سمندری بلا
- ٹارزن اور صدیوں کا آدمی

نیا مکتبہ اقرا ۱۲- بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور